

ج

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالسَّلَامُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى وَمَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى

## پیش لفظ !

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اول کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس حلیل القدر اور کثیر الفوائد کتاب میں جناب سرور کائنات فخر آدم و بنی آدم باعث خلقت عالم پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقت نور اور آپ کی ولادت باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ یعنی آپ کے اور آپ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت، آپ کا نسب، آپ کے آباء و اجداد میں جناب ہاشم سے جناب ابوطالب تک کے حالات اور ان حضرات کی زندگی کے اہم واقعات، آنحضرت کے متعلق پیشین گوئیاں، آپ کی ولادت، رضاعت، جناب ابوطالب کی آپ سے محبت اور عمان سپارازہ حمایت، آنحضرت کے اخلاق حسنہ اور خصائل حمیدہ، حضرت کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ سے متعلق معجزات، غزوات، معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات، اصحاب اور امت کے فضائل، آپ کی تبلیغ، اسلام کی خوبیاں، آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و غیر ہم رضوان اللہ علیہم کے حالات، ان حضرات کی دینداری اور حمایت اہل بیت، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی رویت و نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم و تبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ ان کی تہذیب و اخلاق، عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام واعظین کے لیے خصوصاً صرف اردو دان و اکیرین کے لیے ایک اتمل تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ میں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اپنی اردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

## حیات القلوب

## جلد 2

صفحہ 353 سے 499 تک

7/11

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۳۳۷	درخت کا گریہ جس سے حضرت سہارا کے خطبہ فرماتے تھے۔	
۳۳۸	مشرکین قریش کی خواہش پر حضرت کا ایک درخت کو بلانا اور پھر واپس بھیجنا۔	
۳۳۹	یہاڑ کا حضرت کی نبوت پر گواہی دینا۔	
۳۴۰	مفقور معجزات	
۳۴۱	ایک کافر کا حضرت سے شتی لڑنا اور تین مرتبہ زیر ہونا۔	
۳۴۲	اہل یمن کے لئے معجزہ	
۳۴۳	خرمے کی شاخ سے روشنی اُہر ہونا۔	
۳۴۴	حضرت کا ارشاد کہ اگر غیر خدا کے لئے سجدہ جائز ہو تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔	
۳۴۵	جناب رسول خدا اور حضرت علی کے اھوں کے نزول کا صحیح خلاصہ تھا اور اس کے اھوں میں پہنچ کر سکت ہو جاتا۔	
۳۴۶	خوش اخلاق انسان کی قبر کھودنے میں دقت نہیں ہوتی۔	
۳۴۷	فدک کا آنحضرت کو حاصل ہونا اور آپ کی زوجہ حضرت خدیجہ کے مہر میں خطاب فطیمہ کو یہ فرمانا اور تحریر لکھ کر سند کے طور پر دینا۔	
۳۴۸	باجائز آنحضرت لکڑی کا توار بن جانا۔	
۳۴۹	دروہ کی برکت۔ منافقین کا ایک مومن کا مذاق اڑانا اور اس کو پھل کے پیٹ سے گوبر اُبار دینا اور منافقین کا نجل و پشیمان ہونا۔	
۳۵۰	اٹھارہ سوال باب۔ الی معجزات کا بیان جو شیخ ازبکوں اور حیوانات میں ظاہر ہوئے	۱۸
۳۵۱	ایک شیر خوار بچہ کا حضرت کی رسالت کا اقرار کرنا۔	
۳۵۲	آل ذریعہ کو ایک بچہ کے ہدایت کرنا اور ان کا حضرت کی خدمت میں آکر مسلمان ہونا۔	
۳۵۳	ایک وادی سے سانپ کو حضرت کا نکالنا اور اس میں خرمے کے خشک درختوں کو بار آور کرنا۔	
۳۵۴	غار ثور میں جانے کے بعد معجزہ؛ مکرٹی کا دھن غار ثور پر جالا تننا۔	
۳۵۵	ایک طائر سبز قبا کا حضرت کو سانپ سے بچانا۔	
۳۵۶	ایک مومن کی موافقت میں اس کے اونٹ کا گواہی دینا۔	
۳۵۷	ایک ہرنی کا حضرت سے فریاد کرنا اور حضرت کا اس کو رہا کرنا وغیرہ۔	
۳۵۸	ایک اونٹ کا حضرت سے اپنے مالک کی شکایت کرنا، حضرت کا اس کو خرید کر انا اور دانا اور دھن کا اس کا احرام کرنا۔	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۲۹۳	طوفان کے مثل معجزہ۔	
۲۹۴	مٹی کے مثل معجزہ۔	
۲۹۵	قبیلوں پر جوڑوں کے مثل معجزہ۔	
۲۹۶	یہودیوں پر میندکوں کے مثل معجزہ۔	
۲۹۷	قبیلوں پر خون کے مثل معجزہ۔	
۲۹۸	باپ ماں کے حقوق سے انکار اور ان کے احسان کو فراموش کرنے کا وبال۔	
۲۹۹	آنحضرت کا مذاق اڑانے والے پانچ اشخاص پر دنیا میں نزول عذاب۔	
۳۰۰	بوجہ اہل ملعون کو آنحضرت کا اہل خطاب دینا۔	
۳۰۱	ایک یہودی کے قرض کے سبب ایک شہید کا بہشت میں داخل نہ ہو سکتا۔	
۳۰۲	آٹھ یہودیوں کا حضرت سے معجزہ طلب کرنا اور انہی کی چیزوں کا حضرت کی رسالت پر گواہی دینا۔	
۳۰۳	آنحضرت کے فرق اقدس پر امر کا سایہ لگن رہنا۔	
۳۰۴	ایک طبیب کا آنحضرت کو مجنون سمجھ کر علاج کی خواہش کرنا اور معجزہ دیکھ کر ایمان لانا۔	
۳۰۵	ایک زن یہودیہ کا حضرت کو زہر آلود گوشت کھلانا پھر ایمان لانا۔	
۳۰۶	دو بھیڑیوں کا ایک چرواہے کو ایمان دے کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجنا اور خود اس کے بھیڑوں کی حفاظت کرنا۔	
۳۰۷	آنحضرت کی مفارقت میں ستون کا گریہ۔ شیخ ابن علی والی محمد کے فضائل اور ان کے اشتیاق میں جنت کی نعمتوں کا اضطراب۔	
۳۰۸	عبداللہ بن ابی منافق کا حضرت کو مع اصحاب دعوت میں طلب کرنا اور خش پوش کنوئیں پر بیٹھا کر زہر آلود کھانا کھلانا۔	
۳۰۹	بہشت میں دوستان محمد والی محمد کے درجات اور دنیا میں ان کے مصائب کا تذکرہ	
۳۱۰	سو گھوڑاں باب۔ ان معجزات کا بیان جو احرام حادیہ اور بلند آثار سے متعلق ہیں	۱۹
۳۱۱	حضرت کے حکم سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔	
۳۱۲	آفتاب کا غروب ہو کر مغرب سے نکلنا۔	
۳۱۳	حضرت کی بددعا سے سات سال قحط پھر آپ کی دعا سے بارش ہونا۔	
۳۱۴	ستر سوال باب۔ جمادات و نباتات سے متعلق آنحضرت کے معجزات	۱۶
۳۱۵	آنحضرت کے لئے درخت کا ٹھکانا اور اس سے حضرت کا ایک تناؤ فرمنا	
۳۱۶	حضرت کے لئے دو درختوں کا باہم ملنا پھر حضرت کے لئے واپس جانا۔	

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	ایک اونٹ کی شکایت پر اُس کے مالک سے حضرت کا اُس کی سفارش فرمنا۔	۳۵۸
	بھیریلوں کا حضرت سے روزی طلب کرنا	۳۵۹
	گوسفندوں کا حضرت کو سجدہ کرنا۔	۳۵۹
	ایک اعرابی پر اونٹ چرانے کا الزام اور اُسی اونٹ کا اُس کی صفائی پیش کرنا	۳۵۹
	یعفور خچر کا حال جس نے آنحضرت کے غم میں اپنے کو ہلاک کر دیا	۳۶۰
	سعد بن معاذ کا اسلام لانا اور سومار کا حضرت کی رسالت پر گواہی دینا	۳۶۰
	ایک سرکش اونٹ سے اُس کے مالک کی اطاعت کی تاکید	۳۶۱
	ایک اونٹ کا اپنے مالک سے انحراف؛ حضرت کے ساتھ ہولینا اور حضرت کا اُس کو خرید فرمانا	۳۶۱
	سعد بن معاذ کے ٹٹو کا حضرت کی برکت سے تیز رفتار ہو جانا	۳۶۱
	آنحضرت کے قاصد کو راستہ میں شیر ملنا اور حضرت کے رعایت کے سبب قاصد کی اطاعت کرنا	۳۶۲
	آنحضرت کی بددعا سے عقبہ پسر ابولہب پر شیر کا مسلط ہونا	۳۶۳
	جناب ابودرہ کے بھڑلے کی حفاظت	۳۶۴
	ناقہ غضبا کا حضرت کے غم میں ہلاک ہونا	۳۶۴
	دس یہودیوں کا حضرت سے بحث کے لئے آنا اسی اثنا میں ایک اعرابی کا سومار لینے ہوئے آنا اور حضرت سے معجزہ طلب کرنا؛ سومار کا گواہی دینا؛ اعرابی اور یہودیوں کا ایمان لانا؛ زبان رسول سے علی کی مدح	۳۶۵
	انیسواں باب - آنحضرت کی دعاؤں کی قبولیت کا بیان جو اپنے مرنے والوں کو زندہ کرنے اُن سے ہمکلام ہونے اور بیماروں کے شفا یاب ہونے کے لئے کی تھیں اور آپ کے جسم اقدس کی کرامتیں۔	۳۶۶
	پہلا معجزہ :- حضرت کے لعاب دہن سے جناب امیر کی آنکھوں کا شفا یاب ہونا	۳۶۶
	دوسرا اور تیسرا معجزہ :- حضرت کی دعا سے بارش ہونا۔	۳۶۷
	چوتھا معجزہ :- حضرت کی دعا سے نابینا کا بینا ہونا	۳۶۷
	پانچواں معجزہ :- ایک انصار کا اپنی بکری کے بچے کا گوشت حاصر کرنا پھر اس کا زندہ ہونا	۳۶۷
	چھٹا معجزہ :- مادر جناب امیر سے اُن کی قبر میں ہمکلام ہونا اور اُن کا جواب دینا	۳۶۸
	ساتواں معجزہ :- ہر بہن کا زندہ ہونا۔	۳۶۸
	آٹھواں معجزہ :- گھنے کے مرنے پر حضرت کا ہاتھ بھرنے اور اُس کا شفا یاب ہونا	۳۶۸

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	نواں معجزہ :- حضرت کے لعاب دہن سے ایک شخص نورہ کے مریض کے گرے ہوئے اعضا - کا صبح ہونا۔	۳۶۸
	دسواں معجزہ :- زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کا اپنی لڑکی کو جنگل میں چھوڑ آنا، حضرت کا اس کے مسلمان ہونے کے بعد اُس لڑکی کو زندہ کرنا	۳۶۸
	گیارہواں معجزہ :- حضرت کے ہاتھ پھیرنے سے ایک شخص کے ہاتھ اور انگلیں اچھی ہونا	۳۶۹
	بارہواں معجزہ :- ایک انصاری بیوہ کے جوان فرزند کا زندہ ہونا	۳۶۹
	تیرہواں معجزہ :- مصروع کا شفا یاب ہونا وغیرہ	۳۶۹
	چودھواں معجزہ :- مدینہ کے حق میں حضرت کی دعا	۳۶۹
	پندرہواں معجزہ :- حضرت کی دعا سے جناب ابوطالب کا فوراً شفا یاب ہونا	۳۶۹
	سولہواں معجزہ :- حضرت کی دعا سے جناب امیر کا شفا پانا	۳۷۰
	سترہواں معجزہ :- عمرو بن معاذ کا کٹا ہوا پیڑ جڑ جانا	۳۷۰
	اٹھارہواں تا سنیسواں - مختلف معجزات	۳۷۰
	اڑتیسواں معجزہ :- ایک انصار کا حضرت کی دعوت کے لئے گوسفند ذبح کرنا؛ اُس کے لٹکے کا اسی طرح اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کرنا؛ پھر ماں کے خوف سے کوٹھے سے گر کر فوت ہو جانا؛ آنحضرت کا اُن دونوں کو زندہ کرنا۔	۳۷۳
	اننا تیسواں تا انچاسواں معجزہ - متفرق معجزات۔	۳۷۵
	پچاسواں معجزہ :- صدقہ کے سبب موت کا مل جانا	۳۷۵
	اکیاونواں اور باونواں معجزہ - متفرق	۳۷۶
	ترپنواں معجزہ اور پینسٹھواں معجزہ - آپ کی انگلیوں سے چشمہ جاری ہونا	۳۷۶
	چونواں معجزہ - ایک ناکارہ بکری کا سیر دل دودھ دینا۔	۳۷۷
	پچیسواں معجزہ - آپ کے لعاب دہن سے کھاری کنویں کا شیریں ہو جانا	۳۷۷
	چھپن تا ترپسٹھواں معجزہ - متفرق۔	۳۷۸
	چونسٹھواں معجزہ - اور چھیاسٹھواں معجزہ تا اڑسٹھواں معجزہ - بخورے کھانے اور تھوٹے سے خرے میں بے انتہا برکت۔	۳۷۹
	انہتر واں تا تراسیواں معجزہ - متفرق	۳۸۰
	چوناسیواں معجزہ - خشک درخت کا حضرت کے وضو کے پانی سے بار آور ہونا؛ حضرت کی وفات پر اُس کا مٹھنا جانا؛ امیر المومنین کی وفات پر اُس کے پھلوں میں کمی ہونا؛ پھر	۳۸۱
	۱۱۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۱۲۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۱۳۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۱۴۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۱۵۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۱۶۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۱۷۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۱۸۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۱۹۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۲۰۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۲۱۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۲۲۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۲۳۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۲۴۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۲۵۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۲۶۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۲۷۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۲۸۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۲۹۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۳۰۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۳۱۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۳۲۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۳۳۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۳۴۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۳۵۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۳۶۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۳۷۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۳۸۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۳۹۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۴۰۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۴۱۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۴۲۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۴۳۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۴۴۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۴۵۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۴۶۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۴۷۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۴۸۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۴۹۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۵۰۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۵۱۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۵۲۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۵۳۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۵۴۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۵۵۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۵۶۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۵۷۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۵۸۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۵۹۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۶۰۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۶۱۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۶۲۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۶۳۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۶۴۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۶۵۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۶۶۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۶۷۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۶۸۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۶۹۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۷۰۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۷۱۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۷۲۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۷۳۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۷۴۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۷۵۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۷۶۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۷۷۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۷۸۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۷۹۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۸۰۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۸۱۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۸۲۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۸۳۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۸۴۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۸۵۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۸۶۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۸۷۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۸۸۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۸۹۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۹۰۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۹۱۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۹۲۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۹۳۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۹۴۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۹۵۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۹۶۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۹۷۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۹۸۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۹۹۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔ ۱۰۰۔ صدقہ کا شہداء کے لئے ہونا۔	۳۸۵

jabir.abbas@yahoo.com

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۲۳	زیارات عقبات عالیات و دخول جنت کا سبب ہیں جناب امیر صدیق اکبر مومنوں کے بادشاہ اور پیشوا ہیں جنگ تبوک میں شہید ہونے والوں کی پیشین گوئی تیسواں باب۔ آنحضرت کا مبعوث رسالت ہونا؛ ظالموں کے ظلم سہنا؛ نزول وحی کی کیفیت	۴۱۳ ۴۱۳ ۴۱۶ ۴۱۹
۲۴	جبریل کا بصورت وحید کلمی بوقت نزول وحی آنحضرت کا سرایتی گود میں لینا پھر جناب امیر کو دینا اور آپ کی مدح	۴۲۱
	آنحضرت ہر دین کو مثل اپنے ہاتھوں کے دیکھتے تھے وغیرہ سینتیسویں سال حضرت پر آنا رب بعثت نزول جبریل و میکائیل آغاز بعثت	۴۲۲ ۴۲۲ ۴۲۲ ۴۲۳
	جناب امیر کی پرورش آنحضرت نے اپنے ذمہ لے لی سب سے پہلے ایمان لانے اور حضرت کے ساتھ نماز پڑھنے والے ورقہ بن نوفل اور عداس راہب کی حضرت کی رسالت کے بارے میں پیشین گوئی نوروز کے دن حضرت کا مبعوث ہونا دعوت ذوالعشرہ	۴۲۴ ۴۲۴ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۵
	قریش کا حضرت ابوطالب سے حضرت کی شکایت کرنا اور آپ کے لیتے مال عورت اور بادشاہی کی پیش کش کرنا جناب ابوطالب کا آنحضرت کی حمایت میں کفار قریش کے جھومل پر خون وغیرہ جناب حمزہ سے ملوانا	۴۲۶ ۴۲۶ ۴۲۹ ۴۲۹
	جناب حمزہ کا ابو جہل سے حضرت کا انتقام لینا کفار قریش کے مظالم حضرت کا اپنی قوم کے لیے ہدایت کی دعا کرنا چوبیسواں باب۔ آنحضرت کی معراج کا بیان	۴۳۳ ۴۳۳ ۴۳۳
	معراج جسمانی حالت بیداری میں ہوئی مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المعمور حضرت نے معراج میں جبریل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا	۴۳۴ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۲۰	پچاسواں معجزہ۔ درخت خرما میں فوراً پھل پیدا ہونا؛ حقوق ہمسایہ کی تاکید بیسواں باب۔ وہ معجزات جو دشمنوں کے شر سے حفاظت میں ظاہر ہوئے۔ ایک تا اُنٹا لیس معجزات	۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۶
	عقلم بن العاص ملعون کا دیوانہ ہوجانا ابو جہل پر دنیوی عذاب	۳۸۶ ۳۸۶
	آنحضرت کا مذاق اڑانے والوں پر دنیوی عذاب آنحضرت کے دشمنوں کا مصائب دنیا میں مبتلا ہونا خدا کا دشمنوں کی نگاہوں سے حضرت کو پوشیدہ رکھنا۔ آپ کے دشمنوں کا دنیا ہی میں معذب ہونا	۳۸۷ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۲
۲۱	آنحضرت پر جادو کر کے کنوئیں میں پوشیدہ کرنا وغیرہ اکیسواں باب۔ حضرت کے وہ معجزات جو شیاطین اور جنوں سے متعلق تھے نصیبین کے جنوں کا ایمان لانا	۳۹۴ ۳۹۷ ۳۹۷
	وادی حنہ میں جنوں کا حضرت سے تلاوت قرآن سُنا اور اسلام لانا ایک جہنی عورت کا ایمان لانا	۳۹۸ ۳۹۹ ۳۹۹
	ابلیس کی اولاد میں ادھام کا حضرت پر ایمان لانا وادی حولی کے جنات سے حکم رسول خدا جناب امیر کا جنگ کرنا اور ان میں سے اکثر کا ایمان لانا	۴۰۰ ۴۰۱
	ایک جن کی دوسرے جنوں کے ظلم کی شکایت پر آنحضرت کا حضرت علی کو مامور فرمانا؛ جناب امیر کا زیر زمین جا کر جنوں سے جنگ کر کے ان کو تارک کرنا علی کے دشمنوں میں شیطان کا نطفہ شریک ہوتا ہے	۴۰۲ ۴۰۲ ۴۰۳
	ہشیم بن لمباع بن ابیسی کا ایمان لانا متفرق معجزات	۴۰۳ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۴
۲۲	بائیسواں باب۔ امور غیب سے حضرت کا خبر دینا حضرت عباس کا چھپا ہوا مال بتانا ایک گروہ کے سوالوں کے جوابات بغیر سوالات سنے ہوئے	۴۰۶ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۸

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)



صفحہ	مضمون	باب نمبر
۲۵۱	عرش پر شبیبہ علی علیہ السلام	
۲۵۲	شب معراج آنحضرت سے ہر آسمان کے فرشتوں کا حضرت علیؑ کو دریافت کرنا	
۲۵۲	ساتوں آسمانوں کے دروازوں اور عرش پر مکہ شہادت تا علیاً ولی اقتدار تحریر ہے	
۲۵۳	عرش پر علیؑ کی صورت کا ایک فرشتہ	
۲۵۳	آنحضرت پر خدا کے انعامات	
۲۵۵	ساتوں آسمانوں پر علی بن ابی طالبؑ کے لیے ایک ایک قصر	
۲۵۶	شب معراج آنحضرت کو علیؑ کی امامت کا حکم	
۲۵۶	شیعیان علیؑ اور ائمہ اطہار کو اذیت دینے والے سے خدا بیزار ہے	
۲۵۸	شہر قم کی وجہ تسمیہ	
۲۵۸	شب معراج آنحضرت سے بیت المقدس میں جناب ابراہیمؑ کی ملاقات	
۲۵۹	بہشت میں آنحضرت کی راضیہ و مرضیہ سے ملاقات جنکو خدا نے علیؑ کے لیے پیدا کیا ہے	
۲۵۹	گنہگاروں پر عذاب کا منظر	
۲۶۰	آنحضرت کی جناب آدمؑ و جناب ابراہیمؑ سے ملاقات	
۲۶۲	جناب امیرؑ کی وصایت و امامت کی آنحضرت کو تاکید	
۲۶۳	تسبیحات اربعہ کی فضیلت	
۲۶۳	آنحضرت کو اپنے بعد علیؑ اور ان کے امام فرزندوں کی وصایت و امامت کی تاکید اور	
۲۶۵	امام آخر الزمان کی مدح	
۲۶۵	جناب رسولؐ خدا اور ائمہ طاہرین کا تمام فرشتوں اور تمام مخلوق سے افضل ہونا اور	
۲۶۶	ائمہ اطہار کا پیشوائے خلق ہونا اور امام آخر الزمان کے سعید زمانہ کا تذکرہ	
۲۶۶	جناب فاطمہ زہراؑ اسلام اللہ علیہا کی مدح	
۲۶۷	آنحضرت کا مختلف عورتوں کو طرح طرح کے عذاب میں مشاہدہ فرمانا	
۲۶۷	عورتوں کے مختلف گناہوں کا بیان فرمانا اور ان کے سبب سے عذابوں اور کیسوں کا	
۲۶۷	ان پر واقع ہونا	
۲۶۸	لڑکیوں کے سبب ان کے باپ پر خدا کا رحم و کرم پیش خدا حضرت علیؑ کا مرتبہ	
۲۶۸	سدرۃ المنتہی کی عظمت و بلندی	
۲۶۹	دنیا کے تمام میوہ دار درختوں پر فرشتوں کا ٹوکل ہونا	
۲۶۹	یوحناؑ نمازوں میں بعض بلند اور بعض آہستہ آواز سے پڑھنے کی توجیہ	
۲۷۱	قبل نماز سات تکیروں کا سنت ہونا، ذکر رکوع و سجود	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۲۷۷	حضرت کے لیے براق کا لایا جانا	
۲۷۸	بیت المقدس میں پیغمبرؐ کی اقتدا میں انبیاء کا نماز پڑھنا	
۲۷۸	آسمان اول کے فرشتے اسمعیلؑ سے حضرت کی ملاقات	
۲۷۹	مالکؑ مکمل دوزخ کا آنحضرت کو جہنم کی جھلک دکھانا	
۲۷۹	حضرت آدمؑ سے ملاقات	
۲۷۹	ملک الموت سے ملاقات	
۲۸۰	حرام کھانے والوں کا انجام	
۲۸۰	مختلف قسم کے فرشتوں سے ملاقات	
۲۸۰	گنہگاروں پر عذاب کا منظر	
۲۸۰	شوہروں سے خیانت کرنے والی عورتوں کا حال	
۲۸۱	آسمان دوم پر حضرت یحییٰؑ و جناب یحییٰؑ سے ملاقات	
۲۸۱	تیسرے آسمان پر جناب یوسفؑ سے ملاقات	
۲۸۱	چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے ملاقات	
۲۸۱	پانچویں آسمان پر حضرت ہارونؑ اور حضرت دانیالؑ سے ملاقات	
۲۸۲	چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے ملاقات	
۲۸۲	ساتویں آسمان پر جناب ابراہیمؑ سے ملاقات	
۲۸۲	ساتویں آسمان پر ایک فرشتہ بصورت مرغ	
۲۸۳	بہشت میں زید بن حارثہ کی لڑکی و طوبی اور کوثر وغیرہ	
۲۸۵	آنحضرت پر پچاس نمازوں کا واجب ہونا اور جناب موسیٰؑ کے مشورہ سے کم کرنا	
۲۸۵	امت محمدؐ کے لیے آسمانیاں پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر	
۲۸۶	نمازیں خود آنحضرت کے کم نہ کرنے کی وجہ	
۲۸۶	حضرت کو معراج میں آسمانوں پر لے جانے کی وجہ	
۲۸۷	براق کا خلیہ اور اس کے اوصاف	
۲۸۷	حضرت کے لیے نور کی محل	
۲۸۸	ہر آسمان کے فرشتوں کا آنحضرت کی رسالت اور جناب امیرؑ کی امامت کی گواہی دینا	
۲۸۹	وضوء اذان اور اقامت کی علت	
۲۹۰	نماز کے ارکان اور ان کی علت، ذکر رکوع و سجود وغیرہ	
۲۹۱	انبیاءؑ سے سابقہ، کہ بہشت کا علت	

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۴۸۸	نجاشی کے نام آنحضرت کا خط اور نجاشی کی طرف سے جواب۔ جناب ابوطالب کا خط نجاشی کے نام	۲۶
۴۸۹	نماز جعفر طیار کی تعلیم؛ حبشہ سے جناب جعفر طیار کی واپسی۔ روز فتح خیبر	
۴۹۰	چھبیسواں باب۔ آنحضرت کا شعب ابی طالب میں محصور ہونا	
۴۹۰	کفار قریش کا آنحضرت سے ترک تعلقات پر عہد و پیمان	
۴۹۱	شعب میں جناب ابوطالب کا آنحضرت کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کرنا	
۴۹۲	شعب میں باعجاز آنحضرت طرح طرح کی نعمتیں مہیا ہونا؛ درود کی فضیلت	
۴۹۲	کفار کے عہد نامہ کو دیکھ کا کھا جانا؛ کفار قریش کا نادم ہونا	
۴۹۳	جناب ابوطالب اور جناب خدیجہ کی وفات	
۴۹۴	جناب خدیجہ کی وفات پر آنحضرت کا رنج و دلال	
۴۹۴	آنحضرت کا طائف میں جانا و ماں کے لوگوں کا ایذا پہنچانا اور حضرت پر سنگباری کرنا	
۴۹۵	عتبہ اور شیبہ کے غلام کا اسلام قبول کرنا	
۴۹۵	سختیوں سے نجات کی دُعا	
۴۹۵	آنحضرت کا مطعم بن عدی کی امان میں طواف کعبہ بجالانا	
۴۹۶	مدینہ میں اسلام کی ابتداء	
۴۹۹	بیعت عقبہ اولیٰ	
۵۰۱	ستائیسواں باب۔ مدینہ کی جانب آنحضرت کی ہجرت اور اس کے اسباب	۲۷
۵۰۲	دارالندوہ میں قریش کا جمع ہو کر آنحضرت کے قتل پر مشورہ	
۵۰۴	شب ہجرت آنحضرت کا اپنے بستر پر علی کو ملانا	
۵۰۴	جناب امیر کا بے نظیر اشارہ	
۵۰۵	خدا کا آپ کے بارے میں فرشتوں سے مباحثات؛ جبریلؑ و میکائیلؑ کا حضرت علیؑ کی حفاظت پر مامور ہونا	
۵۰۶	جناب امیرؑ پر جمع شب ہجرت کفار کا حملہ کرنا اور حضرت کا خالد کی تلوار چھین کر لے کر حملہ کرنا اور کفار کا فرار	
۵۰۶	جناب امیرؑ کی آنحضرت سے محبت	
۵۰۸	جناب امیرؑ کی بے مثال شجاعت	
۵۱۱	جناب رسولؐ کا حضرت علیؑ کو اپنے اہل و عیال پر اپنا خلیفہ مقرر فرما کر مدینہ ہجرت فرماتا اور علیؑ کو لوگوں کی امانتیں دینے پر مامور کرنا	
۵۱۱	سراقد کا حضرت کی تلاش میں آنا اور حضرت کی اطاعت کر کے واپس جانا	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۴۷۱	جناب امیرؑ کو خلیفہ اور وصی قرار دینے کا حکم	۲۵
۴۷۲	جناب خدیجہؓ کو خدا اور جبریلؑ کا سلام	
۴۷۲	آسمان پر علیؑ کی شب بیداری کی فرشتے زیارت کرتے ہیں	
۴۷۲	شب معراج آنحضرت سے علیؑ کے لہجہ میں خدا کا ہم کلام ہونا	
۴۷۳	تسبیحات اربعہ کی فضیلت	
۴۷۳	اگر اہل دنیا محبت علیؑ پر جمع ہو جاتے تو خدا جہنم کو پیدا نہ کرتا	
۴۷۳	شب معراج ہر جگہ رسولؐ خدا نے جناب امیرؑ کو دیکھا۔	
۴۷۴	خدا نے حضرت علیؑ کو آنحضرت کا وزیر و خلیفہ بنایا	
۴۷۴	معراج کے لئے آنحضرت کی حجرہ استیقل سے روانگی اور بیت المقدس میں امامت فرمانا	
۴۷۵	خدا کے نزدیک توحید و رسالت کی گواہی بغیر امامت و ولایت علیؑ کے اقرار کے مقبول نہیں	
۴۷۷	آنحضرت کو حکم کہ انبیائے سے سوال کریں کہ کس امر کی شہادت دیتے ہیں اور ان کا جواب	
۴۷۸	محبت امیر المومنین و ائمہ اطہار میں کے ساتھ عبادتیں قبول ہوتی ہیں۔	
۴۷۹	جناب امیرؑ اور ائمہ اطہار کی محبت کی تاکید	
۴۸۰	دوستان علیؑ کا مرتبہ اور روز محشر ان کی ضیافت بہشت میں قصر علیؑ و عباس	
۴۸۱	مقام قدس میں آنحضرتؐ کو تاکید کہ اپنے بعد امت پر علیؑ کو امیر مقرر کریں	
۴۸۱	طوبیٰ کی تعریف اور نعمات بہشت کا تذکرہ	
۴۸۲	آنحضرت سے جناب ابوطالب کی محبت	۲۵
۴۸۲	آنحضرت کا شب معراج حرم قدس تک پہنچنا اور خدا کا آپ سے خطاب فرمانا اور آپ کو شفیع روز جزا قرار دینا	
۴۸۳	چھبیسواں باب۔ ہجرت حبشہ کا بیان	
۴۸۴	کفار قریش کا نجاشی کے پاس جا کر مہاجرین کی واپسی کی التجا کرنا؛ عمرو بن عاص اور عمارہ میں دشمنی واقع ہونا۔	
۴۸۵	عمرو عاص کا عمارہ کو فریب دے کر نجاشی کی ایک کنیز سے اگھا دینا جو اس کی جان جانے کا سبب ہوا۔	
۴۸۶	ام حبیبہؓ دختر ابوسفیان کا آنحضرت کے ساتھ عقد؛ نجاشی کا ماریہؓ بنیہرہ بنیہرہ کیلئے ہبہ کرنا اور تیس عالموں کو حضرت کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا ان کا مسلمان ہونا پھر نجاشی کا اسلام لانا	
۴۸۷	جنگ بدر کی فتح کی خبر سن کر نجاشی کا شکر ادا کرنا	

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

۴۵۳ سے روایت کی ہے کہ زمین کے نیچے ایک وادی ہے کہ اس کو برہوت کہتے ہیں جس میں کالے سانپ اور آٹو کے سوا کوئی جانور نہیں ہوتا۔ اُس وادی میں ایک گنواں ہے جس کو بہوت کہتے ہیں۔ ہر لمحہ مشرکوں اور کافروں کی رُوخیں اُس کنویں پر ملے جاتی جاتی ہیں اور ان کو جہنم کی صدید (یعنی خون اور پیپ ملا ہوا گرم پانی) پلایا جاتا ہے۔ اُس وادی کے نیچے چند گروہ ہیں جنکو ذریعہ کہتے ہیں۔ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے ایک پھرے لے آئے ان کے درمیان اپنی دُم زمین پر ماری اور باؤا دہلے چلا کر لے ذبیح کی اولاد ایک مرد تہامہ میں آیا ہے اور لوگوں کو لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی دعوت دیتا ہے۔ اور دوسری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ اے آل ذریعہ میں تم کو عمل نیک کی جانب دعوت دیتا ہوں ایک کھانے والا بزبان فصیح کہہ رہا ہے کہ کوئی خدا نہیں سوائے اُس خدا کے جو عالمین کا پروردگار ہے اور محمد خدا کے رسول پیغمبروں میں سب سے بہتر ہیں اور اُن کے وحی علی بہترین اوصیا ہیں۔ اُس قوم نے کہا خدا نے کسی امر عظیم کے سبب اس پھرے کو گویا کیا ہے۔ پھر اُس پھرے نے دوبارہ اسی طرح آواز لگائی تو ان لوگوں نے ایک کشتی تیار کی اور سات اشخاص کو اُس میں سوار کیا اور کھانے کے لیے جو کچھ خدا نے اُن کے دل میں ڈال دیا ہمراہ کر دیا۔ کشتی کا بادبان بلند کر کے دریا میں کشتی چھوڑ دی۔ اس کشتی کو باہر خدا بغیر خدا کے ہوانے حدہ میں پہنچا دیا۔ جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے قبل اس کے کہ وہ کچھ کہیں حضرت نے فرمایا کہ اے آل ذریعہ پھرے نے تم کو دعوت دی ہے اُنہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ اپنا دین اور کتاب پیش کیجئے۔ تو حضرت نے اُن کو دین اسلام، قرآن، واجبات، سنن اور شرائع دین کی تعلیم دی اور بنی ہاشم میں سے ایک شخص کو اُن کا حاکم بنا کر ان کے ساتھ بھیج دیا وہ آج تک دین حق پر قائم ہیں اور اُن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

تیسرا معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ دیر کا ایک بچہ جس کو لوگ گونگا سمجھتے تھے آنحضرت کے پاس لایا گیا آپ نے اُس سے پوچھا کہ میں کون ہوں۔ اُس نے کہا آپ خدا کے رسول ہیں۔ اُس کے بعد سے بولنے لگا۔

چوتھا معجزہ۔ روایت ہے کہ عمرو بن منقر نے آنحضرت سے شکایت کی کہ ہماری وادی میں ایک سانپ رہتا ہے جس کا دغ کرنا ہمارے لیے دشوار ہے۔ اگر اُس کو آپ دفع کر دیں اور اُس وادی میں خرمے کے جو درخت خشک ہو گئے ہیں ان کو سبز و بار آور کر دیں تو ہم ایمان لائیں گے۔ حضرت ان کیساتھ اُس وادی میں گئے۔ وہ سانپ نکلا شتر مست کے مانند چلا رہا تھا اور زمین پر سینہ کے بل چل رہا تھا۔ اُس کی نگاہ آنحضرت پر پڑی وہ اپنی دُم پر کھڑا ہو گیا اور حضرت کو سلام کیا۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ اس وادی سے نکل جاتے۔ پھر حضرت اُن خشک درختوں کے پاس آئے اور اپنا دست مبارک اُن پر پھیرا وہ اُسی وقت بلند ہو گئے اور اُن میں پھل لگ گئے اور اُن کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔

پانچواں معجزہ۔ روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک بچہ کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرت کے پاس لایا گیا کہ اُس کے واسطے دعا فرمائیں حضرت نے اُس کو اپنے ہاتھوں پر لے کر فرمایا میں کون ہوں اُس نے کہا

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میرے پاس تو کچھ نہیں میں کیا راہ خدا میں صرف کر دل میرے واسطے کٹاوا ہوگا۔ فرمایا تیرے لیے ہماری خالص محبت و شفاعت کافی ہے۔ تجھ کو ہماری دوستی ہمارے دشمنوں کے ساتھ دشمنی بہشت کے بلند درجوں میں پہنچائے گی۔

اٹھاسواں معجزہ۔ مُراقب بن مالک کا قصہ ہے جو متواتر ہے اور شعرا نے اپنے اشعار میں بھی نظم فرمایا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی کفار نے شراکت کو آنحضرت کے تعاقب میں بھیجا جب وہ آنحضرت کے قریب پہنچا آپ کی دعا سے اُس کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا۔ اُس نے آنحضرت سے استدعا کی کہ خدا سے دعا فرمائیں کہ اس کو نجات بخشنے۔ پھر اُس نے حضرت کی دعا سے نجات پائی پھر دوبارہ اُس نے حضرت کا ارادہ کیا پھر اُس کے گھوڑے کے پیر زمین میں پھنس گئے اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر حضرت سے اُس نے اپنے لیے امان لی اور واپس گیا۔ اسکی تفصیل ہجرت کے حالات میں مذکور ہوگی۔

پچاسواں معجزہ۔ حضرت صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرمے کے بیج اپنے دہن مبارک میں رکھ کر پڑے پھر زمین میں بوسیتے تھے وہ اُسی وقت درخت بنکر بار آور ہو جاتے تھے۔

## اٹھارواں باب

### ان مجربات کا بیان جو شیرخوار بچوں اور حیوانات میں ظاہر ہوئے

پہلا معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک مشرک عورت اپنی زبان سے آنحضرت کو بہت اذیت دیتی تھی۔ ایک روز دو ہمینے کے بچہ کو لیے ہوئے آنحضرت کے سامنے سے جا رہی تھی جب حضرت قریب پہنچے وہ بچہ بغدادت الہی گویا ہوا اور کہا السّلامُ عَلَیْکَ یا رسول اللہ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللہ اُس کی ماں کو بہت تعجب ہوا حضرت نے فرمایا بچے تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ میں خدا کا رسول اور محمد بن عبد اللہ ہوں؟ اُس نے کہا مجھے میرے پروردگار نے اور روح الامین نے تعلیم دی۔ حضرت نے پوچھا فرح الامین کون ہیں؟ لڑکے نے کہا جبریل ہیں جو اس وقت آپ کے سر کے قریب ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ کو دیکھ رہے ہیں حضرت نے پوچھا اے بچے تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا میرا نام عبد العزیز رکھا گیا ہے حالانکہ میں عزی پر ایمان نہیں رکھتا۔ یا رسول اللہ آپ میرا کوئی اور نام رکھ دیجئے۔ حضرت نے فرمایا تیرا نام میں نے عبد اللہ رکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ خدا مجھے بہشت میں آپ کے خادموں میں قرار دے۔ آپ نے اُس کے لیے دعا کی۔ اُس نے کہا جو شخص آپ پر ایمان لایا وہ سعادت مند ہوا اور جس نے انکار کیا بد بخت و شقی ہوا۔ یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا اور بھرت الہی واصل ہو گیا۔

دوسرا معجزہ۔ کلینی، راوندی اور ابن ابی وئیر نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

ایک شیرخوار بچہ کا حضرت کی رسالت کا اقرار کرنا۔



آپ خدا کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ نے فرمایا اسے مبارک تو نے سچ کہا۔ پھر لوگ اس مبارک کہیمارہ کہنے لگے۔

پچھٹا معجزہ۔ مشرکین مکہ سے کنارہ کش ہو کر غار میں جانے کے وقت بہت سے معجزات ظہور میں آئے۔ منجملہ ان کے ایک یہ تھا کہ مٹری کو خدا نے بھیجا کہ غار کے دروازہ پر جالاتے اور کعبہ کے کبوتروں میں سے ایک جوڑے نے اس پر گھونسل بنایا۔ جب قریش آنحضرت کے پیروں کے نشانات دیکھتے ہوئے غار کے دروازہ تک پہنچے، چلے اور کبوتر کے گھونسلے کو دیکھ کر بولے کہ اگر رات کوئی اس غار میں داخل ہوتا تو جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر یہاں نہ رہتے؛ اس لیے واپس چلے گئے۔ اسی سبب سے حضرت نے کبوتر کو مار ڈالنے اور کبوتر کو ذبح کرنے کے لیے شکار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور حکم خدا کعبہ کے کبوتروں کے مارنے کا کفارہ مقرر فرمایا ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی انشاء اللہ۔

ساتواں معجزہ۔ شیخ طوسی، ابن بابویہ، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے حضرت صادقؑ اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ رفع حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو آبادی سے دور چلتے تھے۔ ایک روز رفع حاجت کے لیے گئے۔ اپنا موزہ اُٹارا اور قضا سے حاجت کی۔ وضو کیا۔ اور چاٹا کہ موزہ پہنیں تو ایک سبز پرندہ آیا جس کو سبز قبا کہتے ہیں، اور حضورؐ کا موزہ لے کر اڑا گیا۔ پھر گردیا تو اس میں سے ایک سیاہ سانپ نکلا۔ دوسری روایت کے مطابق اس نے سانپ سے موزہ کو چھین لیا تھا۔ اس سبب سے آنحضرتؐ نے اس کے مار ڈالنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ابن عباس کی روایت کے مطابق حضرت نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو اس شرف سے مخصوص فرمایا ہے۔ پھر یہ دعا پڑھی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمِیْنُ عَلٰی بَطْنِیْهِ وَیَمِیْنُ شَرِّ مَنْ یَّمِیْنُ عَلٰی رِجْلِیْ وَیَمِیْنُ شَرِّ مَنْ یَّمِیْنُ عَلٰی اُذُنِیْ وَیَمِیْنُ شَرِّ مَنْ یَّمِیْنُ عَلٰی دَاخِلِیْ اَخِیْذْ بِمَا صِیْغَرْتَنِّیْ اِنَّ رِیْقَیْ عَلٰی صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمٍ۔ (خداوند! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ان جانوروں کے شر سے جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور ان کے شر سے جو اپنے دلوں سے چلتے ہیں اور ان کے شر سے جو چار پیروں سے چلتے ہیں اور ہر اذیت دینے والے جانور کے شر سے اور ہر زمین پر چلنے والے کے شر سے جس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔ بیشک میرا برو دگار سیدھے راستہ پر ہے۔)

اٹھواں معجزہ۔ شیخ طوسی اور قطب راوندی وغیرہ نے ابوسعید خدری اور جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک روز قبیلہ اسلام کا ایک شخص بیدایں اپنی بھڑیں چرا رہا تھا ناگاہ ایک بھڑ یا چھٹا اور ایک بھڑ اٹھالے چلا۔ وہ شخص چلا یا اور پتھر سے بھڑیے کو مار کر اس سے بھڑ چھین لی۔ بھڑ یا اس کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا خدا سے تجھ کو خوف نہیں کہ میرے ادھر میری روزی کے درمیان حائل ہو رہا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے بھی ایسی تعجب خیز بات نہیں دی تھی۔ بھڑیے نے کہا کس بات سے تجھ کو تعجب ہوا؟ اس نے کہا تیرے بولنے سے۔ بھڑیے نے کہا اس سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ خدا کا رسولؐ اپنے دلوں کے دو پہلوؤں کے درمیان گزشتہ و آئندہ حالات لوگوں سے بیان کرتا ہے اور تو اس جگہ اپنی گوسفندوں کے پیچھے محوم رہا ہے جب آئے

بھڑیے کا یہ کلام سنا اپنی بھڑوں کو جمع کیا اور گھر لے آیا۔ پھر مدینہ کی جانب چلا اور آنحضرتؐ کے حالات دریافت کیے۔ لوگوں نے بتایا کہ آنحضرتؐ ابوایوب انصاری کے مکان میں ہیں۔ وہ حضرت کی خدمت میں آیا اور بھڑیے کی گفتگو بیان کی۔ حضرت نے فرمایا تو نے سچ کہا ظہر کی نماز کے بعد آتا اور لوگوں کے سامنے چال بیان کرنا۔ جب حضرت نے نماز ظہر ادا فرمائی اور لوگ جمع ہوئے، وہ شخص آیا اور بھڑیے کا حال بیان کیا۔ حضرت نے تین بار فرمایا تو نے سچ کہا یہ تعجب انگیز امور میں سے ہے جو قیامت کے قریب واقع ہوگا۔ اُس خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اگر کوئی اپنے گھر سے نکلے گا اور جب واپس آئے گا تو اس کا تازیانہ، عصا اور جوتا اس کو، اُس کے گھر والوں کے حالات سے مطلع کرے گا جو اُس کے باہر جانے کے بعد ان لوگوں نے کیا ہوگا۔ راوندی کا بیان ہے کہ اُس شخص کے لڑکے بالے مشہور و معروف ہیں اور خضر کرتے ہیں کہ ہم اُس کی اولاد ہیں جس سے بھڑیے نے باتیں کی تھیں۔ اور دوسری روایت میں جابرؓ سے منقول ہے کہ اُس وقت آنحضرتؐ مکہ میں تھے اور اُس شخص سے جب بھڑیے نے باتیں کیں تو اُس نے کہا میری گوسفندوں کی حفاظت کرتا کہ میں حضرت کے پاس جاؤں۔ بھڑیے نے کہا جب تک تو واپس نہ آئے گا میں تیری بھڑیں چراتا ہوں گا۔

نواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے جناب امیرؓ سے روایت کی ہے کہ یہودیوں نے اپنی قوم کی ایک عورت عہدہ سے کہا کہ تو جانتی ہے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے رکن کو توڑ ڈالا اور دین یہود کو باطل کر دیا۔ بنی اسرائیل کے رد سامنے یہ زہر بڑی قیمت سے خریدا ہے اور تیرے لیے بڑا انعام مقرر کیا ہے اگر تو یہ زہر محمدؐ کو کھلا دے۔ اُس نے منظور کیا اور ایک گوسفند کو بریاں کر کے اُس میں زہر ملا دیا اور یہودیوں کے بڑے لوگوں کو اپنے گھر میں جمع کیا۔ پھر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ میں آپ کی ہمسایہ ہوں اور حق ہمسائیگی کی رعایت لازم ہے۔ آج میں نے دُعا سے یہود کو دعوت میں بلایا ہے، چاہتی ہوں کہ آپ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ میرے گھر کو اپنے قدم سے رونق بخشیں۔ آنحضرتؐ نے اس کی دعوت منظور فرمائی اور جناب امیرؓ، ابوایوبؓ، ہسبل بن حنیفؓ اور جابرؓ کے ایک گروہ کو ساتھ لے کر اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ اُس نے ان کے سامنے دسترخوان بچھایا اور وہی زہر آلود گوسفند لے آئی۔ یہودی اظہارِ تعظیم کے لیے اپنے اپنے عصا برٹیک لگاتے کھڑے رہے اور اپنی ناک کی سوراخوں کو بند کر لیا تھا۔ حضرت نے فرمایا بیٹھو۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں کا طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی پیغمبر ہمارے گھر آتا ہے تو ہم اُس کے سامنے نہیں بیٹھتے اور اپنے دھن کو بند کر لیتے ہیں تاکہ سانس لینے سے اُس کو اذیت نہ پہنچے۔ یہ ان ملعونوں نے جھوٹ کہا بلکہ خوف تھا کہ سانس لینے میں زہر کا اثر نہ ہو جائے۔ لیکن اُس گوسفند کا شانہ بقدرت الہی گویا ہوا اور کہا یا رسول اللہ مجھے نہ کھائے کیونکہ تجھ میں زہر ملا گیا ہے۔ حضرت نے عہدہ کو بلایا اور پوچھا کہ کس سبب تو نے میرے مار ڈالنے کا ارادہ کیا؟ وہ بولی اس لیے کہ میں نے سوچا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں زہر کا اثر آپ پر نہ ہوگا اور اگر جھوٹے اور جادو گروہیں تو اپنی قوم کو آپ سے نجات دلاؤں گی۔ اُسی وقت جب یہ نازل ہوئے اور عرض کی کہ خداوند عالم بعد سلام کے

ارشاد فرماتا ہے کہ یہ دُعا پڑھیے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ یُسِیْہِ بَہْ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَبَہْ عَزَّ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ  
بِنُورِہِ الَّذِیْ اَضَاءَتْ بِہِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَبَقَدْرَتِہِ الَّتِیْ خَضَعَ لَہَا کُلَّ جَبَارٍ عَزِیْذٍ  
وَانتَکَثَ کُلَّ شَیْطَانٍ مُّرِیْدٍ مِّنْ شَرِّ السَّتَمِ وَالسَّحَرِ وَاللَّحْمِ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی الْمَلٰٓئِکَ الْفَرْدِ  
الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَنَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا ہُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْلُ الظَّالِمِیْنَ  
الْاِخْسَارَ۔ حضرت نے یہ دُعا پڑھی اور اصحاب سے فرمایا یہ دُعا پڑھو اور کھاؤ۔ اُس کے بعد فرمایا کہ  
فصد کھو لو اؤ۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ وہ عورت زینب بنت عمار بن مسلم بن مسلم تھیں  
اور بشر بن براہ بن معمر نے آنحضرتؐ سے پہلے ایک لقمہ کھایا تھا وہ اُسی وقت مر گیا تھا۔ اُس کی ماں  
آنحضرتؐ کے آخری وقت میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ میں نے خیر  
میں جو کھانا کھایا تھا جس سے تیرا لڑکا فوت ہوا وہ ہمیشہ عود کرتا رہا یہاں تک کہ اس وقت اُس نے میرے  
رگ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ آنحضرتؐ نے اُس کے اثر سے چار سال بعد رحلت  
فرمائی اور بعضوں نے تین سال بعد کہا ہے۔ اور بصائر الدجیات میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول  
ہے کہ ایک یہودی عورت نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گوسفند کے شلے میں پکا کر دیا تو  
آنحضرتؐ دست و شانہ کو بہت پسند فرماتے تھے اور دان سے کراہت کرتے تھے کیونکہ بیشیاب کے مقام  
سے وہ نزدیک ہوتا ہے۔ جب وہ گوشت حضرتؐ کے سامنے لایا گیا، آپؐ کو اس کی طرف بہت رغبت  
ہوتی۔ آپؐ نے تھوڑا سا کھایا تھا کہ دست میں سے آواز آئی یا رسول اللہ مجھے نہ کھائیے مجھ میں زہر ملا یا گیا  
ہے۔ آپؐ نے ترک کر دیا۔ لیکن وہ زہر ہمیشہ آنحضرتؐ کے بدن کو توڑتا رہا یہاں تک کہ اُسی کے اثر سے آپؐ  
رحلت فرمائی۔ اور کوئی پیغمبر یا وصی پیغمبر شہادت کے دُنیا سے رحلت نہیں کرتا۔

دسواں معجزہ۔ شیخ طوسی نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ ہم صحابہ کا ایک گروہ حضرت کے ساتھ کسی غزوہ کے لیے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ایک اعرابی اپنے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ حضرت نے فرمایا۔ وَ عَلَيْكَ السَّلَام۔ اعرابی نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کا مزاج کیسا ہے۔ حضرت نے فرمایا خدا کی نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں۔ تیرا کیا حال ہے؟ ناگاہ اُس کے پیچھے سے ایک مرد بولا یا رسول اللہ اس شخص نے میرا ناقہ چڑھایا ہے اور یہ میرا ہی ناقہ ہے۔ پھر ناقہ نے بھی اپنی زبان میں حضرت سے باتیں کیں۔ حضرت نے ناقہ کی گفتگو کو سنا اس مرد سے کہا کہ یہ اُونٹ کو راہی دیتا ہے کہ تو جھوٹا الزام لگاتا ہے۔ اس اعرابی سے تعرض نہ کریں کوفہ میں چلا گیا۔ پھر حضرت نے اعرابی سے پوچھا جب تو نے میرے پاس آنے کا قصد کیا تھا تو چلتے وقت کیا کہا تھا؟ اُس نے عرض کی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی صَلٰوۃُ اللّٰہِ بَارِکٌ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی بَرَکَتُہُ اللّٰہِ سَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی سَلَامُ اللّٰہِ رَاحِمٌ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی رَحْمَتُہُ میں پڑھ کر چلا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ کوئی بہت بہتر کام کر کے تو چلا ہے اسی وجہ سے خدا نے تیرے لیے اُونٹ کو گویا کیا اور آسمان کے افق کو پست کر دیا۔

ایک مہینہ کی مہافت میں اس کے ادنیٰ کا کوئی دنا۔

گیا رھو اللہ اعجازہ۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزرا ایک ہرنی کی طرف ہوا جو ایک خیمہ کے طنائے بندھی ہوئی تھی۔ اُس جو آنحضرت کو دیکھا بقدرت خدا بولی میرے مال باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ میرے دو بچے جھوکے پیاسے ہیں، میرے بچوں میں دودھ اُترا ہوا ہے اُچھے رہا کر دیکھتے ہیں اُن بچوں کو دودھ پلا کر اچھی اچھی اُنہیں کی پھر اچھے ان رستیوں سے باندھ دیجئے گا۔ حضرت نے اس سے خدا کا اقرار لیا کہ ضرور واپس لے گی اور باندھ کر دیا۔ وہ تھوڑی دیر میں واپس آگئی۔ حضرت نے اس کو اسی طرح باندھ دیا جس شخص نے اس کو شکار کیا تھا وہ منافق تھا۔ یہ دیکھ کر اُس نے اپنے نفاق سے توبہ کی اور اس کا اسلام نیک و بہتر ہوا حضرت نے فرمایا کہ اس ہرنی کو میرے ماتھے فروخت کر دے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ میرے مال باپ آپ پر قربان ہوں میں اس کو خود رہا کیجئے دیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا اگر حیوان اپنی موت کو جانتے جس طرح تم کو معلوم ہے تو کبھی کوئی حیوان سیر ہو کر نہ کھاتا۔ اور راوندی اور ابن بابویہ نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت ایک صحرا سے گزر رہے تھے کہ کسی نے آپ کو یا رسول اللہ کہہ کر پکارا۔ آپ نے چاروں طرف دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ دوسری مرتبہ پھر وہی آواز سنی لیکن کسی کو نہ دیکھا تیسری مرتبہ ایک ہرنی کو دیکھا جو بندھی ہوئی تھی اُس نے کہا یا رسول اللہ اس اعرابی نے مجھے گرفتار کیا ہے۔ میرے دو بچے اسی درہ میں ہیں۔ مجھے رہا کر دیجئے میں ان کو دودھ پلا کر اچھی آتی ہوں۔ حضرت نے پوچھا ضرور واپس آئے گی؟ اُس نے کہا اگر واپس آؤں تو خدا مجھ پر عساروں کے مانند عذاب فرمائے۔ حضرت نے اس کو رہا کر دیا۔ وہ بچوں کو دودھ پلا کر فوراً واپس آگئی۔ حضرت نے اس کو باندھ دیا۔ جب اُس اعرابی نے یہ حال دیکھا عرض کی یا رسول اللہ اس کو رہا کر دیجئے۔ حضرت نے اس کو رہا کر دیا۔ وہ خوشی سے دوڑتی تھی اور کہتی تھی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ اُس ہرنی کو ایک یہودی نے گرفتار کیا تھا۔ جب وہ ہرنی اپنے بچوں کے پاس آئی اور اپنے رہا ہونے کا تذکرہ اُس سے کیا تو بچے بولے کہ جناب رسول خدا تیرے ضامن ہوئے ہیں اور منتظر ہیں۔ ہم دودھ نہ پیتے گے جب تک حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہو جائیں۔ عرض وہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضرت کی مدح کر رہے تھے اور دونوں بچے آنحضرت کے قدموں پر اپنی پیشانی رگڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ یہودی رونے لگا اور مسلمان ہو گیا۔ اور کہا ہرنی کو میں نے رہا کیا۔ لوگوں نے اُس مقام پر ایک مسجد بنادی۔ حضرت نے اُس ہرنی کے گلے میں بطور نشانی ایک زنجیر ڈال دی اور فرمایا تمہارے گوشت حیا د پر حرام کرتا ہوں۔ اور دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ زید بن ثابت نے کہا خدا کی قسم میں نے اُس ہرنی کو کیا بان میں تسبیح و ذکر کرتے ہوئے سنا وہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ محمد رسول اللہ کہتی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ اُس شکاری کا نام ابیسیب بن سماع تھا۔

بارہواں معجزہ - صفار شیخ مفید، راوندی اور ابن بابویہ علیہم الرحمۃ نے بہت سی موثق اور معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت کے پاس ایک اونٹ آیا اور چاروں پس پیچھا کر لیت گیا اور اپنا سر زمین پر گر گئے لگا اور فریاد کرنے لگا حضرت عمر فاروقؓ نے اسے رسول اللہ

بھیڑوں کا حضرت سے روزی طلبی کے لئے فرما دیا۔

گوسفندوں کا حضرت کو کھانا دیا۔

ایک اعرابی نے اُن کو کھانا دیا اور اُن کی خدمت میں کھانا لایا۔

حضرت نے فرمایا اس کو بیٹ بھر کے کھانا دیا کرو۔ اور جو کام چاہے۔ اُس نے کہا یا حضرت میں اس سے ہلکا کام لیا کروں گا اور میرے رکھوں گا۔ یہ سُنکر وہ اُونٹ اٹھا اور مالک کے ساتھ چلا گیا۔

چودھواں معجزہ۔ صفارہ راوندی، ابن بابویہ اور مفید علیہم الرحمۃ نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ کچھ بھیڑیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک کی شکایت کی اور اپنی روزی طلب کی۔ حضرت نے گوسفندوں کے مالکوں کو بلایا اور فرمایا اپنے گوسفندوں میں سے ان کا حصہ قرار دو تاکہ تمہارے اور جانوروں کا نقصان نہ کریں۔ اُن لوگوں نے بخل سے کام لیا اور کوئی حصہ مقرر نہ کیا۔ پھر دوبارہ بھیڑیے آئے اور پھر ان لوگوں نے کوئی حصہ مقرر نہ کیا۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر حضرت نے بھیڑیوں سے فرمایا جاؤ تم ان کی بھیڑوں کو کھاؤ؛ اور گوسفندوں کے مالکوں سے فرمایا کہ تم اپنے گلوں کی حفاظت کرو اگر وہ لوگ راضی ہوتے اور ان کا کچھ حصہ مقرر کر دیتے تو قیامت تک حضرت کے مقرر کردہ حصہ سے زیادہ بھیڑیے گوسفندوں میں تصرف نہ کرتے۔

پندرہواں معجزہ۔ صفارہ وغیرہ نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ لیلۃ العقبہ میں منافقین نے آنحضرت کے اُونٹ کو بھڑکانا چاہا۔ ناقد نے حکم خدا آنحضرت سے عرض کی کہ خدا کی قسم اگر مجھے کھڑے ٹکڑے کر ڈالیں تب بھی اپنے پیروں سے ہٹ کر نہیں ہٹوں گا۔

سولہواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت انصاری کے ایک باغ میں تشریف لے گئے جس میں چند گوسفندیں تھیں۔ جب ان گوسفندوں نے حضرت کو دیکھا، سجدہ میں جھک گئیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ نے فرمایا انہیں سجدہ کسی غیر خدا کے لینے جائز نہیں ہے۔

سترہواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت چند صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی سرخ ناقہ پر سوار آیا اور حضرت کو سلام کیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ یہ ناقہ اس اعرابی کا نہیں بلکہ اس نے چرایا ہے۔ ناگہ ناقد بقدرت خدا گویا ہوا کہ یا رسول اللہ اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو معجزات کے ساتھ بھیجا ہے اس اعرابی نے مجھے نہیں پڑایا اور نہ اس کے علاوہ کوئی اور میرا مالک ہے حضرت نے اعرابی سے پوچھا آج تو نے کونسی دعا پڑھی تھی کہ خدا نے تیرے لیے اُونٹ کو گویا کر دیا؟ اُس نے کہا یہ دعا پڑھی تھی۔ اللہم انک لست بالذی استحدثناک ولا معک الذی اعانک علی خلقنا ولا معک رب فیشرک فی ربوبیتک وانت ربنا کما تقول وفوق ما يقول القائلون سَلِّک ان تصلى علی محمد وال محمد وان تبدائی ببداءتی۔ حضرت نے فرمایا اسی خدا کی قسم جس نے مجھے کرامتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اے اعرابی میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ تیری دعا کو کھ رہے تھے۔ اور جس کو ایسی بلا درپیش ہو چاہیے کہ وہ اسی دعا کو پڑھے اور مجھ پر ادرمیری آل پر صلاۃ بھیجے۔

اٹھارہواں معجزہ۔ ابن بابویہ، راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب مکرکاتات نے خیبر فتح کیا ایک خچر کو جو سیاہ یا نیلا تھا غنیمت میں لے لیا وہ حضرت سے بولا میرے دادا کی نسل سے

یہ اُونٹ آپ کو سجدہ کر رہا ہے لہذا ہم لوگ زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ حضرت نے فرمایا سجدہ صرف خدا کو کیا کرو۔ اگر میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم دیتا تو بیشک عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے یہ اُونٹ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ اب تک مجھ سے کام لیتا رہا اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں تو وہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ پھر حضرت نے اُونٹ کے مالک کو بلایا اور فرمایا کہ یہ اُونٹ تیری شکایت کرتا ہے۔ اُس نے کہا سچ کہتا ہے۔ میں ولیمہ کرنا چاہتا ہوں اُسی میں اس کو ذبح کرنے کا ارادہ ہے حضرت نے فرمایا اس کو مت ذبح کرو۔ اُس نے عرض کی بسر و چشم منظور ہے۔ اور لیند معتبر جابر انصاری سے روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ ذات الرقاع سے واپس آئے اور مدینہ کے قریب پہنچے ناگہ ایک اُونٹ رستی توڑ کر بھاگا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا۔ ابن اسینہ زمین پر رکھ دیا اور فرمایا کرتے لگا۔ آنسو اُس کی آنکھوں سے جاری تھے حضرت نے صحابہ سے فرمایا جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے؟ عرض کی خدا اور رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہتا ہے کہ اب تک تو میرا مالک مجھ سے کام لیتا رہا اب جبکہ میری پشت مجروح اور لاغر ہو گئی اور میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں وہ چاہتا ہے کہ مجھ کو خمر کے میرا گوشت فروخت کر دے پھر حضرت نے جابر سے فرمایا کہ جاؤ اور اس کے مالک کو بلا لاؤ۔ جابر نے کہا میں اُس کو نہیں پہچانتا۔ فرمایا یہ اُونٹ خود بتاتے گا۔ عرض جابر اُونٹ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جابر کہتے ہیں کہ وہ اُونٹ مجھے بازاروں اور گلیوں میں گھماتا پھرتا ایک مقام پر پہنچا جہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور کھڑا ہو گیا۔ اُن لوگوں نے مجھ سے آنحضرت اور مسلمانوں کی خیریت پوچھی میں نے کہا سب لوگ بخیر ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اس اُونٹ کا مالک کون ہے؟ اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں ہوں۔ میں نے کہا تم کو رسول خدا بلاتے ہیں۔ پوچھا کس کام کے لینے؟ میں نے کہا اس اُونٹ نے تمہاری شکایتیں کی ہیں۔ وہ شخص میرے ہمراہ آیا۔ حضرت نے اُس سے فرمایا کہ اُونٹ تیری ایسی شکایتیں کرتا ہے۔ اُس نے کہا سچ کہتا ہے یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ میں نے آپ کو ہدیہ کیا۔ حضرت نے فرمایا نہیں اس کی قیمت لے لے۔ عرض حضرت نے اُس سے وہ اُونٹ خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ وہ مدینہ کی گلیوں میں گھومتا پھرتا اور سائلوں کی طرح انصار کے دروازوں پر جاتا۔ لوگ اُس کا احترام کرتے اور چارہ اور کھانا دیتے۔ لوگ اُس کے لیے کھانا بچا کر رکھتے کہ جب وہ آئے گا تو کھلائیں گی۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ کا آزاد کردہ ہے۔ وہ بہت فرہ ہو گیا تھا۔

تیرہواں معجزہ۔ لصارہ الدرجات وغیرہ میں بسند معتبر جابر بن عبد اللہ انصاری سے مروی ہے کہ ایک روز ہم لوگ آنحضرت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اُونٹ آیا اور آنحضرت کے سامنے لیٹ گیا۔ روڈ چلاتا تھا۔ آنسو اُس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ حضرت نے پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں مرد انصاری۔ آپ نے فرمایا اس کو بلا لاؤ۔ وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اُونٹ تیری شکایت کرتا ہے۔ پوچھا کیا کہتا ہے۔ فرمایا کہتا ہے کہ تو اُس سے بہت محنت لیتا ہے لیکن شکم میرا چارہ نہیں دیتا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ سچ کہتا ہے۔ میں صاحب عیال اور پریشان حال ہوں اور اب کشتی کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں

ایک اُونٹ کی شکایت کرتا تھا کہ اس کو ذبح کرنا چاہتا تھا اور اس کا مالک اس کا حق نہ دیتا۔

ایک اُونٹ کی شکایت کرتا تھا کہ اس کو ذبح کرنا چاہتا تھا اور اس کا مالک اس کا حق نہ دیتا۔



ساتھ پھر پیدا ہوتے اور ان پر پیغمبروں کے علاوہ کوئی سوار نہیں ہوتا۔ اور اب میرے سوا کوئی اس نسل سے باقی نہیں اور آپ کے علاوہ کوئی اور پیغمبر بھی نہیں۔ میں ہمیشہ سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ سے پہلے میں بادشاہان یہودی ملک رہا ہوں لیکن کبھی میں نے ان کی اطاعت نہیں کی بلکہ جان بوجھ کر ان کو اپنی پشت سے زمین پر ٹنگ دیا کرتا تھا۔ وہ میرے پیٹھ اور پیٹ پر مارا کرتے تھے۔ میرے باپ دادا نے مجھے بتایا ہے کہ میرے جد اعلیٰ جناب نوح کے ساتھ کشتی میں تھے وہ حضرت اُن کی پشت پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے کہ اس بچہ کی نسل سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس پر سید الانبیاء اور خاتم المرسلین سوار ہوں گے۔ حضرت زکریا نے بھی یہی خوشخبری دی تھی الحمد للہ کہ خدا نے مجھے یہ شرف عطا فرمایا۔ حضرت نے فرمایا میں نے تیرا نام یعقوب رکھا۔ لیکن کا قول ہے کہ عیسیٰ رکھا۔ اور فرمایا کہ اگر تجھے مادہ کی خواہش ہو تو بیان کر۔ اُس نے کہا نہیں۔ جب اُس سے کہا جاتا کہ تجھے کو حضرت بلاتے ہیں تو وہ فوراً حاضر ہوتا۔ جب اُسے کسی کو بلانے بھیجا جاتا تو وہ اُس کے دروازہ پر جاتا اور دروازہ کھٹکھٹاتا تو صاحب خانہ باہر آ جاتا اور وہ اشارہ کرتا کہ ملو تم کو حضرت بلاتے ہیں۔ آنحضرت کی وفات کے بعد وہ بیقراری سے دوڑتا پھرتا تھا یہاں تک کہ ایک یوں اس اپنے ننہیں گرا دیا۔ وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔

ایک سوال معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنی عبد القیس کا ایک گروہ آنحضرت کی خدمت میں آیا۔ وہ لوگ اپنے ہمراہ چند گوسفند بھی لائے اور حضور سے عرض کی کہ ان گوسفندوں میں چند نشانیاں کر دیں تاکہ وہ ایک دوسرے سے پہچانی جاسیں حضرت نے اپنی انگشت مبارک سے انکے کانوں کے نچلے حصہ کو دیا یا جس سے ان کے کان سفید ہو گئے۔ وہ علامت انکی نسل میں آج تک موجود ہے۔ بیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت کے پاس ایک اعرابی آیا جو ایک سو سمار (گاوہ) پکڑ کر استین میں چھپاتے ہوئے تھا۔ لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا یہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ اُس نے کہا لات و بخری کی قسم تم سے زیادہ کسی کو دشمن نہیں رکھتا ہوں۔ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ میری قوم کے لوگ مجھے جلد باز کہیں گے، تو بیشک تم کو قتل کر دیتا۔ حضرت نے فرمایا اسے اعرابی ایمان لا۔ اُس نے کہا کہ یہ سو سمار ایمان لے آئے تو میں بھی ایمان لاؤں گا۔ حضرت نے اُس سے فرمایا اسے محبت کرنے والے سو سمار! اُس نے بزبان فصیح جواب دیا لیکن وسع دیک اے زینت اہل قبلت اور سفید و نورانی ہاتھ منہ والوں کو بہشت میں لے جانے والے رسول کیا حکم ہے؟ حضرت نے فرمایا تو اس کی عبادت کرتا ہے؟ عرض کی اُس خدا کی جس کا عرش آسمان پر ہے اور اُس کی بادشاہی زمین میں ہے اور اُس کے عجب تاب دیا میں ہیں اور اُس کی صنعتیں صحرائیں ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ رحموں کے اندر ہے۔ اُس نے اپنا عذاب آگ میں قرار دیا ہے۔ حضرت نے پوچھا میں کون ہوں؟ اُس نے کہا آپ پر درگاہ عالمین کے رسول میں خاتم الانبیاء میں جس نے آپ کی تصدیق کی اُس نے نجات پائی اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ ہلاک ہوا۔ پھر اعرابی نے کہا اس سے واضح تر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی جس وقت میں آپ کے پاس آیا تھا آپ نے زیادہ کسی کو دین نہیں رکھتا تھا۔ اور اب اپنی جان اور اپنے باپ نال سے بھی زیادہ آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔ پھر اُس نے کلمہ

یعقوب کا حال اس نے آنحضرت کے علم میں لایا۔ تین سال تک لوگ دیا۔

سعدان شکار کا اسلام لانا اور سو سمار کا حضرت کی رسالت پر گواہی دینا۔

شہادتیں پڑھا اور مسلمان ہو گیا اور اپنے قبیلہ بنی سلیم کی جانب واپس چلا گیا۔ اور اس معجزہ کا ذکر کیا تو ہزار آدمیوں سے زیادہ ایمان لائے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ اعرابی سعد بن معاذ تھے۔ حضرت نے اُن کو ان کے قبیلہ کا سردار بنایا تھا۔

ایک سوال معجزہ۔ راوندی نے عبد اللہ بن ادنی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا کی خدمت میں ہم لوگ حاضر تھے کہ ایک مرد آیا اور کہا کہ فلاں شخص کا اونٹ شرارت اور مستی کر رہا ہے اور کسی کے قبضہ میں نہیں آتا ہے۔ جو شخص اُس کے پاس جاتا ہے اس کو وہ ہلاک کر دیتا ہے۔ حضرت اُس کے ساتھ روانہ ہوئے ہم لوگ اُن کے ساتھ چلے۔ جب اُس نے حضرت کو دیکھا پاس آکر سبوتا میں گر پڑا۔ حضرت اپنا ہاتھ اُس کے سر پر پھیرنے لگے۔ پھر رسی منگا کر اُس کی گردن میں باندھ دی اور اُس کے مالکوں کے حوالے کیا اور سفارش فرمائی کہ اُس سے نرمی برتیں۔ دوسری سند کے ساتھ یہ قصہ جاہل زمانہ سے روایت کیا گیا ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ اونٹ بنی نجار کا تھا۔ جب حضرت اُس کے پاس پہنچے اُس نے شکایت کی کہ اُس کا مالک اُس کو چارہ نہیں دیتا۔ حضرت نے مالک سے سفارش کی اور اونٹ کو اس کی اطاعت کی تاکید فرمائی۔

بیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ ایک راستہ سے گزر رہے تھے۔ ایک اونٹ آیا اور حضور کے قدموں پر جھک گیا اپنا منہ زمین پر ملنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔ پھر حضرت نے اُس شخص کو طلب فرمایا اور کہا کہ اس کو فروخت کر دے۔ اُس نے انکار کیا جب آنحضرت واپس ہوئے تو وہ اونٹ حضرت کیساتھ ہو گیا لوگوں نے ہر چند کوشش کی مگر وہ واپس نہ ہوا۔ چیتنے جھلانے لگتا۔ آخر حضرت نے استدعا کی کہ اُسے فروخت کر دے میں خریدتا ہوں۔ اُس نے مجبوراً بیچ دیا۔ حضرت نے خرید کر جناب امیر کو دے دیا۔ وہ حضرت کے پاس جنگ صفین تک رہا اُس پر سامان بار کیا جاتا تھا۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سعد بن عبادہ نے ایک رات جناب رسول خدا اور امیر المؤمنین کی دعوت کی۔ وہ دونوں بزرگوار روزہ سے تھے۔ حضرت نے فرمایا خدا کے رسول اور اُس کے وحی نے تمہارے یہاں افطار کیا اور نیک بندوں نے کھانا کھایا اور دوسرے روزہ داروں نے بھی افطار کیا اور فرشتوں نے تمہارے لیے رحمت کی دعا کی پھر وہاں سے چلے تو سعد نے کہا حضور میرے دراز گوش پر سوار ہو جائیں۔ وہ بہت سست اور بد مزاج تھا۔ حضرت اُس پر سوار ہوئے تو وہ اس قدر تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی چو پایہ اُس کے برابر نہ تھا۔

چو بیسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے محدثان خاصہ و عامہ سے روایت کی ہے کہ سفینہ آزاد کردہ جناب رسول خدا کہتے ہیں کہ حضرت نے کسی جنگ میں مجھے بھیجا تھا۔ میں کشتی پر سوار ہوا رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میرے ہمراہی اور تمام سامان ڈوب گئے۔ میں ایک تختہ پر بہتا ہوا چلا موج نے مجھے ایک پہاڑ تک پہنچا دیا میں جب پہاڑ پر پہنچا تو ایک موج آئی جس نے پھر دریا میں پھینک دیا۔ پھر مجھے پہاڑ تک لے گئی باسی طرح

کئی مرتبہ میں نے پتھریٹے کھائے۔ انھوں نے سائل تک پہنچ گیا اور شکر خدا بجالایا، لیکن دریا کے کنارے حیران پریشان پھرتا رہا۔ ناگاہ ایک شیر نظر آیا جو میری طرف بھٹا۔ میں جان سے ناامید ہو گیا اور ہاتھ آسمان کی جانب بلند کر کے دعا کی خداوند میں تیرا بندہ اور تیرے رسول کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ تو نے مجھے دینے سے بچا یا تو کیا اب شیر کو کچھ پر مسلط فرماتے گا۔ پھر میرے دل میں کسی نے ڈال دیا۔ میں نے شیر سے کہا کہ میں سفینہ پیغمبر خدا کا غلام ہوں۔ آنحضرت کی حرمت ان کے غلام کے حق میں بجالا۔ واللہ اتنا کھتر ہی اُس نے دھاڑنا بند کیا اور لوطی کے مانند میرے پاس آیا اور اپنا منہ کبھی میرے دامن پر پیر پیر بھی بایں پیر پر ملتا تھا۔ پھر لیٹ گیا اور مجھے اشارہ کیا کہ پشت پر سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا تو بہت جلد مجھے ایک جزیرہ میں لے گیا جس میں بہت سے میوے دار درخت اور شیریں پانی کا چشمہ تھا۔ پھر اترنے کا اشارہ کیا۔ میں اُس کی پشت سے نیچے اتر اُدھ میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے وہاں کے پھل کھائے پانی پیا، اور چند بڑے پتے توڑ کر اپنی ستر پوشی کی اور اپنی پتوں سے ایک پھیلا بنا یا جس میں درختوں کے پھل بھر لیے۔ اور اپنے کپڑوں کو پانی سے تر کر لیا تاکہ اگر پیاسا ہوں تو اپنی کو پھونک کر پی لوں۔ میں ان کاموں سے فارغ ہوا تو پھر وہ انجی طرح لیٹ گیا۔ میں اُس کی پشت پر سوار ہوا تو اُس نے مجھے دوسرے راستے سے دریا کے کنارے پہنچایا۔ وہاں دریا کے بیچ میں ایک کشتی جا رہی تھی۔ میں نے اپنے کپڑے کو ہلایا۔ کشتی والوں نے مجھے دیکھ لیا اور کشتی قریب لائے تو مجھے شیر پر سوار دیکھا۔ بہت تعجب کیا اور خدا کی تسبیح و ثناء کرنے لگے۔ مجھ سے پوچھا کہ تم جن ہو یا انسان میں نے کہا میں سفینہ رسول خدا کا غلام ہوں اور یہ شیر آنحضرت کے حق کی رعایت کے سبب میرا مطیع و فرمانبردار ہو گیا ہے۔ ان لوگوں نے جب حضرت کا نام سنا تو کشتی کو کنارے لائے اور لنگر ڈال دیا۔ دو شخصوں کو ایک چھوٹی کشتی میں بٹھا کر میرے پاس بھیجا اور میرے پہننے کے لیے کپڑے بھی بھیجے۔ میں شیر کی پشت سے اتر اُدھ ایک طرف کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ ان دونوں آدمیوں نے کپڑے میرے پاس پھینک دیئے۔ میں نے کپڑوں کو پہنا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا اُو میرے کا ندھے پر سوار ہو جاؤ تاکہ تم کو کشتی تک پہنچا دوں ممکن ہے کہ شیر آنحضرت کے حق کی رعایت ان کی اُمت کے علاوہ کسی اور کے ساتھ نہ کرے۔ پھر میں شیر کے پاس گیا اور کہا خدا تجھ کو رسول اللہ کے بارے میں جزائے خیر دے۔ یہ سنکر اللہ شیر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اُس نے اپنی جگہ حرکت نہ کی۔ میں کشتی میں سوار ہو گیا۔ وہ مجھے دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت نے سفینہ کو ایک خط دے کہ میں روانہ فرمایا تھا تاکہ معاذ کو پہنچا دیں۔ انہوں نے اتناے راہ میں شیر کو دیکھا کہ راستہ کے درمیان میں بیٹھا ہے۔ وہ دُور سے اور بولے کہ میں رسول خدا کا قاصد ہوں اور حضرت کا خط معاذ کو دینے جا رہا ہوں۔ یہ سنکر شیر تیری طرح ان کے سامنے سے دھاڑتا اور دوڑتا ہوا دُور چلا گیا۔ سفینہ چلے گئے۔ واپسی میں پھر ایسا ہی ہوا۔ جب سفینہ نے جناب رسول خدا سے یہ قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ اُس نے کہا تھا رسول خدا کیسے ہیں۔ اور واپسی پر کہا تھا کہ حضرت کو میرا سلام پہنچا دینا۔

آنحضرت کے قاصد کو راستہ میں شیر ملا اور حضرت کی رعایت کے سبب قاصد کی امانت لے لیا۔

پچیسواں مجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آنحضرت کے ساتھ کسی سفر میں جا رہا تھا کہ راستہ میں میرا اونٹ بیٹھ گیا اور میں قافلہ سے پیچھے رہ گیا۔ آنحضرت قافلہ کے پیچھے واپس آئے اور اپنے ناقہ سے اترے۔ اپنے لوٹے سے پانی مُنہ میں لے کر میرے اونٹ پر ڈال دیا اور فرمایا اٹھ تو اُس نے آنحضرت کے اعجاز سے مثل ہرن کے صحبت کی پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ سوار ہو۔ میں سوار ہو کر حضرت کے ساتھ ساتھ چلا۔ وہ اس قدر تیز رفتار ہو گیا تھا کہ آنحضرت کا ناقہ غصبا اس سے زیادہ تیز نہیں چلتا تھا۔ حضرت فرمانے لگے کہ اس اونٹ کو میرے ہاتھ نہیں پیو گے؟ میں نے عرض کی یہ حضور ہی کا ہے۔ حضرت نے فرمایا قیمت لے لو۔ پھر سودم میں مجھ سے خرید فرمایا۔ مدینہ پہنچے تو میں نے اونٹ کو حاضر خدمت کیا۔ حضرت نے اس سے فرمایا کہ سودم عمار کو دیدو اور اونٹ بھی اپنی کو واپس دے دو کہ یہ میری طرف سے اُن کو ہدیہ ہے۔

چھبیسواں مجزہ۔ راوندی نے بسند معتبر جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے عقبہ لیسر ابو لہب کے لیے مدد دعا کی کہ خدا کسی درندہ کو تجھ پر مسلط فرمائے۔ ایک روز حضرت چند صحابہ کے ساتھ مکہ سے کہیں باہر گئے آپ سے پہلے عقبہ وہاں پہنچ گیا تھا اور لمبی گھاسوں میں بٹھیا ہوا تھا تاکہ رات کو حضرت کو ہلاک کرے؛ ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔ رات ہوئی تو ایک شیر عقبہ کو پکڑ کر آنحضرت کی قیام گاہ پر آیا اور چلا آیا تو سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے اُس نے بزبان فصیح کہا کہ یہ عقبہ بن ابی لہب ہے۔ مکہ سے تنہا آیا تھا تاکہ آنحضرت کو قتل کرے۔ پھر اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈال دیا اور اُس کا گوشت بالکل نہیں کھایا۔

ستائیسواں مجزہ۔ راوندی نے سلمان سے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم لوگ حضرت کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور کہا اے محمدؐ مجھے بناؤ کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تاکہ میں سمجھوں کہ تم مجھے ہو اور ایمان لاؤں اور اطاعت کروں۔ حضرت نے امیر المؤمنین سے فرمایا کہ تم بتا دو۔ جناب امیر نے اس کی ناقہ کی مہار پکڑی اور اس کے شکم پر اپنا دست مبارک پھیرا اور لبوئے آسمان نظر کی اور فرمایا خداوند میں تجھ سے محمدؐ و آل محمدؐ اور تیرے اسمائے حسنیٰ اور کلمات تامہ کے حق سے سوال کرتا ہوں کہ اس ناقہ کو گویا کر دے تاکہ وہ خود مجھے بتا دے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے۔ یہ سنکر اونٹنی بقدرت خدا بولی یا امیر المؤمنین ایک روز یہ اعرابی مجھ پر سوار ہو کر اپنے چچا زاد بھائی کو دیکھنے گیا جب دادی الحنک میں پہنچا میری پشت سے اتر کر مجھے بٹھایا اور میرے ساتھ جماع کیا۔ یہ سننے ہی اعرابی بول اٹھا اے لوگو بتاؤ ایں میں کون پیغمبر ہیں۔ لوگوں نے حضرت کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ پیغمبر ہیں اور جن سے اونٹنی باتیں کر رہی ہے وہ اُن کے بھائی اور وصی ہیں۔ یہ سنکر اعرابی نے کلمہ شہادتین پڑھا اور سلمان ہو گیا اور حضرت سے التجا کی کہ آپ دعا کریں کہ اس اونٹنی کا صل زائل ہو جائے اور یہ رسوائی دور ہو جائے آنحضرت نے دعا کی تو ایسا ہی ہوا اور اعرابی کا اسلام نیک رہا۔

اٹھائیسواں مجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے جناب ابوذر سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت میں گیا۔ آپ نے پوچھا کہ تمہاری بکریاں کیا ہوتی ہیں؟ میں نے عرض کی ان کا قصہ عجیب ہے

ایک روز میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک پھیر پیتے نے اُن کے گلہ پر حملہ کیا اور ایک بچہ اُن میں سے لے گیا میں نے نماز کو قطع نہ کیا۔ ناگاہ ایک شیر آیا اور بچہ کو اُس سے چھین کر گلہ میں پہنچا دیا اور مجھ کو آواز دی کہ لے لو اور اپنی عبادت میں مشغول رہو کیونکہ خدا نے تمہارے گلہ کی حفاظت کے لئے مجھے تعینات فرمایا ہے جب میں غماض سے فارغ ہوا شیر نے مجھ سے کہا کہ حضور سرورِ عالم کو مطلع کر دینا کہ خدا نے آپ کے مصاحب اور آپ کی شریعت کی حفاظت کرنے والے کی عزت افزائی کی اور اس کی بکریوں کی حفاظت کے لئے میرے شکر کو مقرر فرمایا۔ یہ سنکر اور لوگوں نے جو موجود تھے تعجب کیا۔

انکسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے روزِ عرفہ خطبہ پڑھا اور لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے اپنا اونٹ فقیروں کو دے دیا۔ آپ نے ناقد کو دیکھا اور فرمایا یہ فقیروں سے میرے واسطے خرید لو۔ وہ خرید لیا گیا۔ وہ رات کو حضرت کے چوہے کے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا خدا تجھ کو مبارک قرار دے۔ ناقد کو لایا میں اپنے مالکوں کے پاس سے بھاگ کر صحرا میں چلا گیا تھا وہاں کی گھاسیں کھا تھا وہاں کے حیوانات مجھ کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ کا ناقہ ہے۔ حضرت نے پوچھا تیرے مالک کا نام کیا ہے اُس نے کہا غضبا تو حضرت نے اُس اونٹ کا نام غضبا رکھ دیا جب حضرت کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو وہ ناقہ خدمتِ قدس میں حاضر ہوا اور کہا مجھے کس پر چھوٹے ہیں اور اپنے بعد کس سے میری سفارش فرماتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا خدا تجھے برکت دے میں نے تجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو دیا وہ دنیا و آخرت میں تجھے پر سوار ہوگی حضرت کی وفات کے بعد ایک رات جناب فاطمہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اے شہزادی آپ پر میرا سلام ہو۔ اب میری وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ آنحضرت کے بعد سے مجھے دانا پانی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ غرض دوسرے روز اُس نے دنیا کو ترک کر کے عقی کی راحت اختیار کی۔

تیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر انصاری اور جادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ باغ بنی نجر میں ایک اونٹ بہت سرکش داخل ہو گیا تھا اور جو شخص اُس باغ میں جاتا وہ اس کو زخمی کر دیتا۔ ایک مرتبہ آنحضرت اُس میں گئے اور اُس اونٹ کو بلایا وہ فوراً حاضر خدمت ہوا اور زمین پر پڑنے لگا۔ حضرت نے اپنے ہاتھ سے اس کی مہار باندھ کر اُس کے مالک کے حوالہ کیا۔ صحابہ نے کہا یا حضرت حیوانات آپ کی پیغمبری سے واقف ہیں؟ حضرت نے فرمایا دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھ سے پہچانتی ہو سوائے ابو جہل اور تمام کافروں کے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم کو زیادہ مناسب ہے کہ ہم آپ کو سجد کریں فرمایا کہ میں تو مہجارتوں کا سجدہ اس کو کر دو جو ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔

انکسواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن عسکری میں مذکور ہے کہ دس یہودی بحث و تمحیص کے لئے حضرت کے پاس آئے اور چاہتے تھے کہ سوالات کریں ناگاہ ایک اعرابی آیا جو اپنا عصا اپنے کانڈھوں پر رکھے ہوئے تھا جس کے سر پر شامی بندھی ہوئی تھی اور کہا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے میرے سوال کو جواب دیجئے حضرت نے فرمایا یہ یہودی تم سے پہلے آئے ہیں کیا تم کو گوارا ہے کہ میں پہلے ان کے سوالوں کو جواب دوں

اعرابی نے کہا میں مسافر ہوں اور یہ لوگ اسی شہر کے باشندے اور اہل کتاب ہیں اور آپ کے ساتھ قومیت میں شریک ہیں۔ اگر آپ کے اور اُن کے درمیان کوئی معاملہ ہے جو جانے تو میں اس سے مطمئن نہیں ہو سکتا، اور احتمال ہو سکتا ہے کہ سازش ہو۔ اور میں جب تک کوئی کھلا ہوا معجزہ نہ دیکھ لوں قانع نہیں ہو سکتا حضرت نے فرمایا علی بن ابی طالب کو بلاؤ۔ وہ حضرت آئے تو اعرابی نے کہا کہ ان کو کس لئے بلایا ہے مجھے تو آپ سے کام ہے۔ فرمایا تو مجھ سے علم حاصل کرنا چاہتا ہے اور علی صاحب بیان ثانی اور علم رکھنے والے ہیں۔ میں علم کا شہر ہوں اور وہ اس کا دروازہ ہیں جو شخص علم و حکمت چاہتا ہو اُس کو چاہیے کہ دروازہ سے آئے۔ پھر یا واز بلند ارشاد فرمایا کہ جو شخص آدم کو اُن کی جلالت میں، شیت کو اُن کی حکمت میں، ادریس کو اُن کی بزرگی میں، نوح کو شکر اور ان کی عبادت میں، ابراہیم کو دفا اور اُن کی عکلت میں، موسیٰ کو خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی اور اُن کے ساتھ جہاد کرنے میں اور عیسیٰ کو خدا کی محبت اور مومنوں کے ساتھ دوستی میں دیکھنا چاہے تو اُس کو چاہیے کہ علی کو دیکھے۔ حضرت کے اس ارشاد سے مومنوں کے ایمان میں اور منافقوں کے نفاق میں اور ترقی ہو گئی۔ اعرابی نے کہا اے محمد آپ اپنے پسرم کی اس قدر مدح کرتے ہیں کیونکہ اُن کی عزت و شرف آپ کی عزت و شرف کا باعث ہے۔ میں آپ کی یہ بات نہیں مان سکتا۔ ہاں کوئی ایسا گواہ گواہی دے جس کی گواہی میں کسی قسم کی غلطی و جھوٹ کا احتمال نہ ہو۔ حضرت نے پوچھا وہ کون ہے؟ اُس نے کہا کہ یہ سومار جو پھیلے میں میری پیٹھ پر لٹکا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو باہر نکال تاکہ وہ میری رسالت اور میرے بھائی علی کی فضیلت پر گواہی دے۔ اُس نے کہا میں نے اس کے گردنا کرنے میں بہت تکلیف اٹھائی اور بڑی محنت کی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ بھاگ جائے گا۔ حضرت نے فرمایا وہ نہیں جائیگا اگر چلا جائے تو بھی تیرے لئے میری تکذیب کو کافی ہے۔ اور اگر وہ حق کیساتھ گواہی دے دے تو مجھ کو چاہیے کہ اسکو ہمارے پھر تجھے محمد اُس سے بہتر عرض دے گا۔ یہ سنکر اعرابی نے سومار کو پھیلے سے باہر نکالا اور زمین پر چھوڑ دیا۔ سومار نے آنحضرت کی طرف رخ کیا اور اپنا منہ آنحضرت کے قریب خاک پر ملنے لگا۔ پھر سر اٹھا کر بعد از مدت خدا گویا ہوا کہ میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اُس کے بندہ برگزیدہ اور رسول ہیں، بہترین انبیاء ہیں، بہترین خلق ہیں اور خاتم المرسلین ہیں اور مومنین کو جنت میں پہنچانے والے ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے بھائی علی بن ابی طالب ایسے ہی ہیں جیسی آپ نے اُن کی توصیف فرمائی ہے، اور ان کی فضیلت دی ہے جس کا آپ نے تذکرہ فرمایا۔ اُن کے عجب جنت میں باوقار اور اُن کے دشمن جہنم میں ہمیشہ معذب رہیں گے یہ سنکر اعرابی رونے لگا اور کہا یا رسول اللہ میں بھی دُوبی گواہی دیتا ہوں جو اس جانور نے دی ہے کیونکہ میں نے وہ سب کچھ دیکھا اور سُن لیا جس کے بعد بغیر ایمان کے چارہ نہیں ہے اُس اعرابی نے بیویوں سے کہا کہ افسوس ہے تم پر اگر اس معجزہ کے دیکھنے کے بعد اور معجزہ طلب کرتے ہو، اگر ایسی واضح نشانی کے بعد بھی تم ایمان نہ لائے تو ہلاک ہو گے۔ آخر وہ یہودی بھی ایمان لائے اور کہا اے سومار تو نے اپنی عظیم کا حق ہم پر ثابت کر دیا۔ حضرت نے فرمایا اے اعرابی اس حیوان کو ہمارے دے کیونکہ خدا در رسول اور

جانبِ سومار کا ناقد غضبا رکھ دیا جب حضرت کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو وہ ناقہ خدمتِ قدس میں حاضر ہوا اور کہا مجھے کس پر چھوٹے ہیں اور اپنے بعد کس سے میری سفارش فرماتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا خدا تجھے برکت دے میں نے تجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو دیا وہ دنیا و آخرت میں تجھے پر سوار ہوگی حضرت کی وفات کے بعد ایک رات جناب فاطمہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اے شہزادی آپ پر میرا سلام ہو۔ اب میری وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ آنحضرت کے بعد سے مجھے دانا پانی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ غرض دوسرے روز اُس نے دنیا کو ترک کر کے عقی کی راحت اختیار کی۔



سرودی دگر کی تکلیف دہ کر دے حضرتؐ کی دعا کی برکت سے آج تک گرمی و سردی نے مجھ پر اثر نہ کیا۔ جتنا امیر سردیوں میں باریک کر پھرتے تھے اور آپؐ پر سردی کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

دومرا معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے بچپن میں مکہ میں سخت قحط پڑا۔ قریش میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ لات وغریٰ سے پناہ حاصل کرو۔ بعضوں نے منات کے ہاتھ میں کہا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ حق سے دور کیوں ہو رہے ہو تم میں لقیۃ ابراہیمؑ اور خلدۃ اسمعیلؑ ابوطالبؓ ہیں بارش کے لینے ان کو شیفیع قرار دو۔ غرض کہ جناب ابوطالبؓ کو تیار کیا۔ آپؐ چند بچوں کو لے کر نکلے ان میں ایک بچہ مثل آفتاب کے تھا یعنی پیغمبرؐ آخر الزمان۔ اُس غور شیدہ آسمان نبوتؐ نے کعبہ سے اپنی پشت مبارک لگا لی اور ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیے۔ اُسی وقت آسمان پر ابر آیا اور بارش ہوئی۔ جناب ابوطالبؓ نے آنحضرتؐ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس کے ایک شعر کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرتؐ ایسے نورانی صورت میں جس کی برکت سے ابر سے پانی برستلہ ہے۔ آپؐ یتیموں کے لیے فیض بخش اور بیوہ عورتوں کی پناہ ہیں۔

تیسرا معجزہ۔ شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جنگ حدیبیہ میں اصحابؓ پر تشنگی غالب ہوئی انہوں نے حضرتؐ سے ذکر کیا۔ آپؐ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے ناگاہ ایک ابر پیدا ہوا جس سے سب سیراب ہو گئے چوتھا معجزہ۔ بصائر الدرجات میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ ایک نابینا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ دعا فرمائیے کہ خداوند عالم میری آنکھیں روشن کر دے حضورؐ نے دعا کی اور آنکھیں بینا ہو گئیں۔ پھر دوسرا نابینا آیا اُس نے بھی یہی خواہش کی۔ آپؐ نے فرمایا بہشت کو زیادہ پسند کرتے ہو یا آنکھیں چاہتے ہو؟ عرض کی کیا نابینا ہونے کا عوض بہشت ہے۔ فرمایا خدا اس سے زیادہ کریم ہے کہ کسی بندہ مومن کو اندھا رکھے اور پھر اس کو بہشت میں جگہ نہ دے۔

پانچواں معجزہ۔ بصائر اور خرائج میں امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ بیٹھے ہوئے ذکر کر رہے تھے کہ چند روز سے میں نے گوشت نہیں کھیا ہے۔ ایک انصاریہؓ نے شکر اپنے گھر کیا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ مبارک ہو ہم کو غنیمت حاصل ہوئی۔ میں نے حضرتؐ سے ایسا سنا ہے۔ میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے اس کے علاوہ کوئی جانور نہیں اسی کو ذبح کر کے پکاؤ۔ زوجہ نے خوشی خوشی اُس کا گوشت تیار کیا۔ وہ انصاریہ آنحضرتؐ کی خدمت میں اُس کو لے کر حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اصحابؓ سے فرمایا کہ کھاؤ اور اس کی ہڈیاں جمع کرتے جاؤ۔ غرض وہ انصاریہ جب گھر واپس گیا تو دیکھا کہ وہی بچہ گھر میں اچھل کود رہا ہے۔ چھٹا معجزہ۔ بصائر میں بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب جناب امیرؓ کی والدہ معظمہ فاطمہ بنت اسدؓ بھرت حق واصل ہوئیں امیر المومنینؑ نے آنحضرتؐ کو آکر اطلاع دی۔ پیغمبرؐ خدا یہ سنکر رونے لگے اور فرمایا کہ واللہ میری مال بھی تھیں۔ پھر آپؐ ان کی میت پر تشریف لائے اور اپنا پیراں اور چادر دے کر فرمایا اے علیؑ اس کو کفن میں شامل کرو۔ جب فارغ ہوا تو مجھے اطلاع دینا۔ غرض جب غسل کفن سے فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ نے ان کی نماز میت پڑھی کہ ان کے قبل اور بعد کسی پر ایسی نماز نہیں پڑھی پھر آپؐ ان کی قبر میں اترے اور لیٹ گئے۔ پھر جناب فاطمہؓ کو قبر میں لٹایا اور پکارا اے فاطمہؓ! تو جواب ملا

برادرؑ رسولؐ پر ایمان لایا ہے۔ ایسا جاؤر منا سب نہیں ہے کہ قید رہے بلکہ چاہیے کہ اپنے جنس کے جوانوں پر سردار رہے۔ اگر تو اُس کو رہا کر دے گا تو خدا تجھ کو اس سے بہتر عوض عطا فرمائے گا۔ سو سہار نے کہا یا رسول اللہؐ اس کا عوض مجھ پر چھوڑ دیجیے میں ادا کروں گا۔ اعرابی نے کہا کیا عوض دے گا؟ اُس نے کہا چلو میرے ساتھ اُس سوراخ تک جہاں سے تم نے مجھے پکڑا ہے دس ہزار اشرفی اور آٹھ لاکھ درم وہاں سے لے آؤ۔ اعرابی نے کہا ان تمام لوگوں نے سُن لیا اور یہ صاحب قوت ہیں۔ میں تھکا ہوا اور بیمار ہوں کیونکہ دُور سے سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے آیا ہوں۔ یہ لوگ مجھ سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے اور وہ خزانہ لے لیں گے۔ سو سہار نے کہا خدا نے وہ خزانہ میرے عوض میں تیرے لیے مقرر فرمایا ہے وہ کسی کو اُس پر متصرف ہونے دے گا یہ سنکر اعرابی تیزی سے چلا اور منافقوں کا ایک گروہ بھی جو اُس مجلس میں حاضر تھا، روانہ ہو کر پہلے پہنچ گیا۔ ان میں سے جو شخص اُس سوراخ میں ہاتھ ڈالتا ایک بڑا سانپ اُس میں سے نکل کر اُس کو مار ڈالتا۔ جب وہ اعرابی وہاں پہنچا اُس سانپ نے اُس سے کہا خدا نے مجھے تیرے مال کی حفاظت کے لیے موکھ فرمایا تھا۔ میں نے ان سب کو تیری خاطر ہلاک کر دیا۔ اعرابی نے ان تمام دینار و درہموں کو نکالا لیکن اُس کے لینے لے جانا دشوار تھا۔ سانپ نے کہا کہ اپنی کمر سے رسی کھول اُس کا ایک سر ان دونوں پھیلیوں پر اور ایک سر میری دُم میں باندھ دے میں ان کو بھیج کر تیرے گھر پہنچا دوں گا اور میں ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوں۔ اعرابی نے ایسا ہی کیا اور سانپ نے اُس مال کو اُس کے گھر پہنچا دیا اور ہمیشہ اُس مال کی حفاظت کرتا رہا یہاں تک کہ اعرابی نے اس مال سے باغات اور زمینیں خرید لیں۔ جب وہ مال ختم ہو گیا تو وہ سانپ واپس چلا گیا۔

## انیسواں باب

آنحضرتؐ کی دعاؤں کی قبولیت کا بیان جو آپؐ نے مردوں کے زندہ کرنے اُن سے ہمکلام ہونے اور بیماروں کے شفا یاب ہونے کے لیے کی تھیں اور جو کرامتیں آپؐ کے اعضائے اقدسؐ سے ظاہر ہوئیں

پہلا معجزہ۔ شیخ مفید و شیخ طوسی و قطب راوندی اور ابن شہر آشوب بلکہ تمام محدثان خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جنگ خیبر میں طلب فرمایا جبکہ میری آنکھیں آشوب کر آئی تھیں اور درد کی شدت سے ان کا کھلنا دشوار تھا۔ حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن ان پر لگا دیا اُسی وقت مجھے شفا ہوئی۔ آپؐ نے اپنا لعاب میرے سر پر باندھا اور دعا کی خداوند علیؑ سے

بیک یا رسول اللہ - فرمایا کیا وہ تمام انور جنکا خدا نے وعدہ کیا تھا آپ کو حاصل ہو گئے، جناب فاطمہ نے جواب دیا ہاں اے رسول اللہ خدا آپ کو ہر اسے خیر دے۔ پھر آنحضرت دیر تک ان سے بطور راز گفتگو کرتے رہے۔ پھر قرعے سے باہر نکلے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے چند ایسے کام کیے کہ کسی کے لیے نہیں کیے تھے۔ فرمایا ایک روز میں نے ان سے کہا تھا کہ لوگ اپنی قبروں سے برہنہ محض ہوں گے تو وہ بہت عجیبہ ہوئیں اور رونے لگیں اور کہا کیسی رُسوائی ہے یہ۔ اسی لیے میں نے ان کو اپنا پیرا بن پینا دیا اور خدا سے التجا کی کہ ان کا کفن میلہ نہ ہو یہاں تک کہ وہ داخل بہشت ہوں۔ اور ایک روز میں نے ان سے سوال اور فشار قبر کے بارے میں ذکر کیا تو وہ فریاد کرنے لگیں، اسی لیے میں ان کی قبر میں لیٹ گیا اور خدا سے دعا کی کہ ان کی قبر میں بہشت کی جانب سے ایک دروازہ کھول دے اور ان کی قبر کو بہشت کے مانند گلزار بنا دے۔ ساتواں معجزہ - خراج میں روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہرن طلب فرمایا۔ اُس کو ذبح کر کے اُس کا گوشت پکایا گیا۔ جب حضرت کے سامنے لائے تو آپ نے فرمایا اس کا گوشت کھاؤ اور ہڈیاں مت توڑو۔ کھانے کے بعد اُس کی کھال میں ہڈیاں جمع کیں پھر حضرت نے دُعا کی اور وہ ہرن زندہ ہو گیا۔

آنحوال معجزہ - خراج، اعلام اورے اور مناقب میں روایت ہے کہ ایک لڑکے کا آنحضرت کی خدمت میں لائے اُس کا سر گنجا تھا بال نہ تھے۔ اور عرض کی کہ حضرت اس کے لئے دُعا کریں۔ حضرت نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اُسی وقت اُس کے سر پر بال نکل آئے اور اس کو شفا ہو گئی۔ جب یہ خبر اہل یمن کو پہنچی، کچھ لوگ ایک لڑکے کو مسیلمہ کذاب کے پاس لائے اُس نے بھی اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اُس کے سر پر جو کچھ بال تھے وہ بھی گر گئے اور وہ بالکل گنجا ہو گیا۔ آج تک اس کی اولاد میں لڑکے گنچے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

فان معجزہ - خراج میں مذکور ہے کہ ہمیلہ کے ایک شخص کے اعضا نمورہ کے سبب سے گر گئے تھے اُس نے آنحضرت سے شکایت کی حضرت نے تھوڑا پانی منگوایا اور اپنا لعاب دہن اُس میں ڈالا اور فرمایا کہ اس پانی کو اپنے بدن پر چھڑک لے اس نے اس کو اپنے جسم پر ملا تو فوراً شفا یاب ہو گیا۔

دسواں معجزہ - راوندی اور شہر آشوب نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں آیا اور کہا میں زمانہ جاہلیت میں ایک سفر سے واپس آیا میں نے اپنی پانچ سالہ لڑکی کو دیکھا کہ زیور وغیرہ سے آراستہ گھر میں کھیل رہی ہے۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فلاں وادی میں لے جا کر چھوڑ آیا۔ حضرت نے فرمایا میرے ساتھ اُس وادی میں چلو۔ وہ حضرت کو ساتھ لے گیا حضرت نے لڑکی کا نام معلوم کیا اور فرمایا اے فلاں لڑکی حکم خدا زندہ ہو جا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہ لڑکی بیک یا رسول اللہ وسوریک کہتی ہوئی چلی آ رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا تیرے باپ ماں سلمان ہوئے ہیں اگر تو چاہے تو میں اُن کے پاس تجھے واپس بھیج دوں۔ لڑکی نے کہا مجھے اُن سے کوئی سروکار نہیں میں نے اپنے خدا کو اُن سے زیادہ بہتر پایا ہے۔

گیارہواں معجزہ - راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سلمہ بن الاکوع کو جنگ خیبر میں ایک کاری زخم لگا

اور زخم کا نام کاعقال کی قریب حضرت کا لیٹنا پڑا جس نے خطاب کیا۔ ہرن کا زندہ ہونا۔

حضرت کا کچھ سے کچھ ہاتھ پھیر کر شفا دینا اور کذاب کا ہاتھ پھیرنے سے گنجا ہونا۔

زمانہ جاہلیت میں ایک شخص اپنی لڑکی کو کھیل میں چھوڑ کر آنحضرت سے اس کے سلمان ہونے کے بعد اس لڑکی کو زندہ کرنا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ اُس زخم پر پھونک دیا وہ اُسی وقت اچھا ہو گیا۔ اور جنگ اُمد میں قتادہ ابن نعمان کی آنکھ میں زخم لگا اور اُنکھ نکل پڑی دوسری روایت کے مطابق آنکھ بالکل ضائع ہو گئی حضرت نے ہاتھ پھیرا تو اُس سے بہتر آنکھ پیدا ہو گئی۔

بارہواں معجزہ - راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک انصاری جوان کی ماں بہت بوڑھی اور نابینا تھی۔ وہ بیمار ہوتا۔ حضرت اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ جب اُس کے گھر پہنچے وہ مرجھا تھا اسکی ماں نے کہا خداوند اگر میں نے صرف تیری اور تیرے پیغمبر کی خوشنودی کے لیے ہجرت کی ہے اس امید پر کہ تو ہر تکلیف و مصیبت میں میری مدد کرے گا تو اس بلا کا جو مجھ پر مت ڈال۔ پھر حضرت نے اُس کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو وہ زندہ ہو کر اُنکھ کھڑا ہوا اور حضرت کے ساتھ کھانا کھایا۔

تیرہواں معجزہ - راوندی وغیرہ نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت کے ساتھ حجة الوداع کے لیے چلا جب ہم دادی روخار میں پہنچے تو ایک عورت ایک لڑکے کو اپنے کانڈھے پر بٹھائے ہوئے حضرت کی خدمت میں آئی اور عرض کی یا رسول اللہ جب سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے اس کا گلا بند ہو جاتا ہے اور یہ مصروع اور بے ہوش ہو جاتا ہے حضرت نے اُس لڑکے کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا وہ شفا یاب ہو گیا۔ حضرت نے وہاں رفع حاجت کا ارادہ کیا۔ وہاں کوئی ایسی جگہ نہ تھی کہ حضرت لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اُن خرم کے درختوں اور پتھروں کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسول خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے کے نزدیک ہو جاؤ اور پتھروں سے کہو کہ تم دو دور ہو جاؤ اسامہ کہتے ہیں کہ اُسی خدا کی قسم جس نے آنحضرت کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب میں نے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق درختوں کو حکم دیا تو وہ ایک دوسرے سے قریب ہو کر آپس میں مل گئے اور پتھر وہاں سے منتشر ہو گئے۔ حضرت نے ان درختوں کے پیچھے رفع حاجت کی۔ اور واپس ہوئے تو درخت اور پتھر اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔

چودھواں معجزہ - شیعہ اور سنی نے متعدد طریقہ سے روایت کی ہے کہ ہجرت سے پہلے مدینہ میں تمام شہروں سے زیادہ طاعون اور بیماریاں ظاہر ہوا کرتی تھیں۔ جب حضرت مدینہ میں آئے تو دعا کی کہ خداوند ہمارے لیے مدینہ کو محبوب قرار دے جس طرح مکہ کو محبوب بنایا ہے اور اس کی ہوا کو صحت مند اور یہاں کے پیمانوں کو بابرکت کر دے اور بیماریوں کو جحفہ میں منتقل فرما۔ اسی سبب سے مدینہ کی ہوا تمام شہروں سے زیادہ بہتر اور نعمتیں ہر جگہ سے زیادہ ہیں اور طاعون اور دوسری بیماریوں نے اہل جحفہ سے جحفہ کو خالی کر دیا۔

پندرہواں معجزہ - راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو طالب بیمار ہوئے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کو آئے۔ جناب ابو طالب نے کہا اے فرزند برادر دعا کرو کہ خدا مجھے شفا بخشے۔ حضرت نے دعا کی وہ اُسی وقت صحت یاب ہو گئے اور اُنکھ کھڑے ہوئے گویا کہ بیمار ہی نہ تھے۔

سولہواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر شہر آشوب نے بیمار ہوئے اور تکلیف کی شدت ہوئی تو دعا کی خداوند اگر میری موت قریب ہے تو مجھ کو راحت عطا فرما۔ اگر دور ہے تو مجھ پر کرم فرما اور اگر تو میرے لیے بلاؤں کو پسند فرماتا ہے تو مجھے ان پر صبر کی توفیق کرامت فرما۔ یہ سنا آنحضرت نے دعا کی کہ خداوند اس کو شفا عنایت فرما اور علی سے فرمایا کہ اٹھو۔ امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ میں اٹھ کھڑا ہوا اس کے بعد آنحضرت کی دعا کی برکت سے پھر کبھی کوئی بیماری، درد اور تکلیف مجھے نہیں ہوئی۔

سترہواں معجزہ۔ راوندی نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ عمرو بن معاذ کا پیر ایک جنگ میں کٹ گیا۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن اس جگہ لگا دیا وہ متصل ہو گیا۔

اٹھارہواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو آنحضرت کی خدمت میں لائی اور کہا اس لڑکے کو جنون اور صرع کی بیماری ہے ہر جمع و شام مبتلا ہوتا کرتا ہے۔ حضرت نے اپنا دست مبارک اس کے ہاتھ پر پھیرا اور دعا کی۔ ناگاہ اس کے حلق سے ایک فنڈ دودھ کے مانند نکلا اور وہ پتھر شفا یاب ہو گیا۔

انیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے محدثان خاص و عام سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں ابو جہل کے وار سے معاذ بن عفر کا ہاتھ جدا ہو گیا وہ اپنا ہاتھ لیے ہوئے حضرت کی خدمت میں آیا حضرت نے اپنا آب دہان معجزہ نشان اس مقام پر مل کر ہاتھ کو جوڑ دیا وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو گیا بیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص کے سر کے بال سجدہ میں سجدہ گاہ پر جکڑ جاتے تھے۔ حضرت نے فرمایا خداوند اس کے سر کو قلعہ کر دے تو اس کے سر کے تمام بال گر گئے۔

ایکسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ انس کی ماں نے حضرت سے التجا کی کہ اس کے لیے دعا کیجئے کیونکہ وہ آپ کا خادم ہے۔ چونکہ وہ سعادت آخرت کے قابل نہ تھا حضرت نے اس کے لیے یہ دعا کی کہ خداوند اس کا مال اور اولاد زیادہ کرے اور جو کچھ تو نے اس کو عطا کیا ہے اس میں برکت دے۔ تو اس کی اولاد میں ترقی ہوئی یہاں تک کہ ستو سے زیادہ لڑکے اور لڑکوں کے لڑکے ہوئے اور ایک مرتبہ کے طاعون میں سب مر گئے۔

بائیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے ایک شخص کو بایں ہاتھ سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا داہنے ہاتھ سے کھایا کرو۔ اس نے کہا میرے امکان میں نہیں ہے اور یہ جھوٹ کہا تھا۔ حضرت نے فرمایا تو نہیں کھا سکے گا۔ اس کے بعد اس نے داہنے ہاتھ سے کھانے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھ دہن تک نہ پہنچا سکا، ہاتھ ادھر ادھر ہو جاتا تھا۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے کہ حضرت نے پانی طلب فرمایا۔ میں آپ کے لیے لے کر حاضر ہوا۔ اس میں ایک بال پڑا ہوا تھا میں نے نکال کر پھینک دیا حضرت نے فرمایا خداوند اسے حسن و جمال عطا فرما۔ ابونہیک ازوی کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا جبکہ اس کی

عمر بن خطاب

ابونہیک

تو سے سال کی عمر ہو چکی تھی کہ اس کے سروریش کا ایک بال بھی نہیں سفید ہوا تھا۔

چوبیسواں معجزہ۔ سید مرتضیٰ، ابن شہر آشوب اور راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نابالغہ جعد سے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں اشعار پڑھے جس کے ایک شعر کا یہ مضمون تھا ہم آسمان عورت و کرم تک پہنچے اور اس سے زیادہ بلندی کے امیدوار ہیں، حضرت نے فرمایا آسمان سے بلند تر اور کیا گمان رکھتے ہو؟ اس نے کہا بہشت سے مراد ہے۔ فرمایا سچ کہا خدا تر سے دانتوں کو سلامت رکھے راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کو ایک ستونیس کی عمر میں دیکھا کہ اس کے دانت سفیدی اور صفائی میں گل بالوں کے مانند تھے حالانکہ اس کا تمام جسم لاغر و کمزور ہو گیا تھا سوائے اس کے بالوں کے۔ اور دوسری روایت کے بموجب اس کے جو دانت گر جاتے تھے اس سے بہتر دانت نکل آتے تھے۔

پچیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک روز ایک عورت نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں ایک مسلمان عورت ہوں میرا شوہر گھر میں مثل عورتوں کے رہتا ہے حضرت نے اس کے شوہر کو بلایا اور عورت سے پوچھا کیا شوہر سے تجھ کو نفرت ہے؟ عرض کی ہاں۔ آپ نے ان کے لیے دعا کی اور دونوں کی پیشانیاں ایک دوسرے سے ملا دیں اور کہا خداوند ان میں محبت عطا فرما اور ایک کو دوسرے کا محبوب بنا دے۔ اس کے بعد اس کی زوجہ کہا کرتی تھی کہ کوئی شخص شوہر سے زیادہ مجھ کو محبوب نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا اقرار کر کہ میں خدا کا رسول ہوں۔

چھبیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عمر بن اطلق خزاعی نے آنحضرت کو پانی پلایا۔ آپ نے دعا فرمائی کہ خداوند اس کو جوانی سے سرفراز رکھ۔ وہ اسی سال کا ہو گیا تھا مگر اسی دن دوسری کا ایک بال سفید نہیں ہوا تھا۔

ستائیسواں معجزہ۔ غطف سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے غلام صائب بن یزید کا سر درمیان سے سیاہ تھا اور اس کے سروریش کے تمام بال سفید تھے۔ میں نے سب پوچھا تو کہا کہ میں ایک روز لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف سے گزرے میں نے سلام کیا حضرت نے جواب دے کر پوچھا کہ تم کون ہو میں نے عرض کی میں صائب برادر ثمر بن قلسط ہوں۔ حضرت نے میرے درمیان سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی۔ اسی وجہ سے درمیان سر جہانگیر کا ہاتھ تھا سیاہ ہے باقی تمام بال سفید ہو گئے۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ بہت سی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ جب آنحضرت نے امیر المؤمنین کو یمن بھیجا تو عرض کی یا رسول اللہ اگر کسی معاملہ میں مجھے شک ہو تو کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا خدا تمہارے دل کی ہدایت کرے گا اور زبان کو حق کے ساتھ گویا فرمائے گا۔ جناب امیر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کسی فیصلہ میں مجھے شک نہیں ہوا۔

اقتیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مرہ بن جہل بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت کے ہمراہ ایک غزوہ میں ایک مادہ گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ حضرت مجھ سے فرمایا اے سوانہ



ساتھ چلے۔ میں نے عرض کی میری گھوڑی لاغر و ناتوان ہے۔ حضرت کے ہاتھ میں ایک تازیانہ تھا آہستہ سے اُس کو مارا اور فرمایا خداوند اس کے لئے برکت دے۔ اس کے بعد وہ ایسی تیز اور چست ہو گئی کہ میں اس کو ردکا کرتا تھا لیکن وہ گھوڑوں سے آگے نکل جاتی تھی۔ اور اس کے پیچھے اس قدر ہونے کہ میں نے بارہ ہزار درہم میں فروخت کیئے۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی نے عثمان بن حنیہ سے روایت کی ہے کہ ایک اندھا شخص حضرت کے پاس آیا اور اپنی کورچشمی کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھا پھر یہ دعا پڑھ: اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتُوْجِہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتُوْجِہُ بِکَ عَلٰی رَبِّکَ لِیَجْلُوْا لَہٗ عَنِ بَصْرِی اَللّٰہُمَّ شَقِّعْہٗ فِیْ وَ شَقِّعْہٗ فِیْ نَفْسِیْ عُثْمَانُ کہتے ہیں کہ میں ابھی حضرت کے پاس سے بٹا نہ تھا کہ اُس کی آنکھیں بینا ہو گئیں۔ گویا وہ کبھی اندھا ہی نہ تھا۔

اکیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ اجمل بن جمال نے بیان کیا کہ میرا چہرہ سفید ہو گیا تھا۔ حضرت نے دعا کی اور اپنا دست مبارک میرے چہرہ پر پھیر دیا۔ اسی وقت وہ صبح ہو گیا اور کوئی اثر سفید داغ کا باقی نہ رہا۔

بیسواں معجزہ۔ راوندی نے فضل بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں بخیل اور ڈرنے والا اور بہت سونے والا ہوں دعا فرمائیے کہ خدا مجھ سے بڑی عادتیں زائل کر دے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور وہ سخی و شجاع قرار کم سونے والا مرد بن گیا۔

تینتیسواں معجزہ۔ راوندی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے دعا کی کہ مالک و آلہ جس طرح قریش کو پیٹنے کو لئے ذلت و نکبت میں مبتلا فرمایا تھا اُسی طرح اُن کے آخر کے لوگوں کو نعمت و بخشش سے مالا مال کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

چونتیسواں معجزہ۔ راوندی نے کسی صحابی سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ایک بیک کھڑے ہو گئے اور کچھ دُور جا کر ہاتھ بڑھائے جسے کسی سے مصافحہ کر رہے ہوں۔ پھر واپس آکر ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ ہم انکی آواز سن رہے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا حضرت نے فرمایا یہ اسمعیل فرشتہ ہارل تھا خدا سے اجازت لے کر میری ملاقات کو آیا تھا۔ اُس نے مجھ کو سلام کیا۔ میں نے اُس سے کہا کہ ہمارے لئے پانی برساؤ۔ اُس نے کہا آپ لوگوں کے لئے بارش کا وعدہ فلاں روز ہے۔ جب وعدہ کا دن آیا صبح کو ہم نے نماز پڑھی کسی ابرک نشان نہ تھا۔ اور نماز ظہر پڑھی اور بارش نہ ہوا۔ جب ہم نماز عصر سے فارغ ہوئے ایک ابرنودار ہوا اور خوب بارش ہوئی تو ہم ہنسنے لگے حضرت نے سبب پوچھا ہم نے عرض کی کہ اُس فرشتہ کا وعدہ پورا ہوا۔ حضرت نے فرمایا ایسے امور یاد رکھو اور بیان کیا کہ تانا کہ اظہار حق ہوتا رہے۔ پسند معبر امام محمد باقر سے بھی اسی روایت کے مانند روایت کی گئی ہے۔

پینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ایک مرتبہ ایک یہودی سے کچھ فرمایا اُس نے بیچ دیا۔ پھر آکر پوچھا کہ آپ نے جو کچھ طلب فرمایا تھا آپ کو مل گیا؟ فرمایا اُس نے کہ ہاں

ضرورت ہو آپ منگا لیا کیجئے۔ حضرت نے اس کو دعا دی کہ خدا تیرا حسن و جمال قائم رکھے۔ اس یہودی کی عمر اسی سال تک پہنچی اور اُس کے سروریش کا ایک بال سفید نہ ہوا۔

چھتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جنگ تبوک میں ایک شخص پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا۔ اور پانی میسر نہ تھا۔ لوگوں نے عرض کی یا حضرت دعا کیجئے کہ خدا پانی عطا فرمائے۔ فرمایا ہاں خداوند کریم میری دعا رد نہ فرمائے گا۔ پھر دعا کی اسی وقت موسلا دھار بارش ہوئی۔ ایک گروہ نے مخموں کی طرح کہا کہ فلاں ستارہ کے سبب بارش ہوئی ہے۔ حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ سنئے ہو یہ بلاعتقاد لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ خالد نے کہا اجازت دیجئے کہ ان کی گردنیں اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ وہ ایسا کہتے تو ہیں مگر سمجھتے ہیں کہ بارش خدا نے بھیجی ہے۔

سینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے انس سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ایک شخص اس طرف سے آئے گا جو بہترین اوصیاء ہے اور پیغمبروں کے نزدیک اُس کی قدر و منزلت سب سے زیادہ ہے۔ اُسی وقت علی بن ابی طالب آئے۔ آنحضرت نے فرمایا خداوند اس سے گرمی و سردی برطرف کر دے۔ اس کے بعد جناب امیر کو آخر عمر تک گرمی و سردی کا اثر نہ ہوا۔ آپ سردیوں میں ایک کرتا پہن کر گزرا دیتے تھے۔

اڑتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک انصاری کے پاس ایک بکری کا بچہ تھا اُس نے کہا اُس کا کچھ بھنا ہوا گوشت پکاؤ اور باقی کا ساں تیار کرو۔ شاید آنحضرت ہم کو سرفراز فرمائیں اور آج رات ہمارے یہاں افطار کریں۔ یہ کہہ کر وہ تو مسجد کی جانب گیا اُس کے دو چھوٹے بچے تھے جنہوں نے باپ کو بکری کا بچہ ذبح کرتے دیکھا تھا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو اُسی طرح ذبح کر دیا۔ اُن کی ماں نے جو دیکھا تو رونے پڑ گئی۔ دوسرا بچہ ڈر کر بھاگا اور کوٹھے سے بچے کو گر کر مر گیا۔ اُس مومنہ نے دونوں بچوں کو بچھا دیا اور کھانا پکایا۔ حضرت افطار کے وقت اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ اسی وقت جبریل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ اس انصاری سے کہتے کہ اپنے بچوں کو بھی دسترخوان پر حاضر کرے۔ آپ نے اس سے فرمایا وہ بچوں کو بلانے چلا۔ زوجہ نے کہا کام کو گئے ہیں موجود نہیں ہیں۔ انصاری نے حضرت سے بیان کیا۔ آنحضرت نے فرمایا ان کا آنا ضروری ہے۔ پھر اُس نے جا کر زوجہ سے پوچھا تو اُس نے حقیقت حال بیان کیا۔ اُس شخص نے دونوں بچوں کی لاشیں آنحضرت کے سامنے لا کر رکھ دیں آپ نے دعا کی خدا نے اُن کو اسی وقت زندہ کر دیا حتیٰ بڑی عمر میں ہوئیں۔

اُتالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ بنی حارثہ کو خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے خط کو دھو ڈالا اور اپنے ڈول میں پیوند لگا لیا۔ حضرت نے اُن کے لئے بددعا کی کہ خدا ان کی عقلوں کو سلب کر لے۔ اس کے بعد سے وہ ایسے ہو گئے کہ عقل و تدبیر کی کمی میں عرب میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔

چالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب حضرت مکہ میں قریش کی ایذا رسانی کے

فرمایا خداوند اس کے ہاتھ میں برکت عطا فرما اور اس کے سودے کو نفع بخش کر دے۔ آنحضرت کی دعا کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے کوئی چیز نہیں خریدی جس میں نفع نہ ہوا ہو۔ ان کو اس قدر مال حاصل ہوا کہ ان کی عطا و بخشش کی لوگ مثال دینے لگے۔ اور اہل مدینہ کسی سے قرض لیتے تھے تو یہ وعدہ کرتے تھے کہ جب عبداللہ بن جعفر عطا فرمائیں گے تو واپس دیں گے۔

پھیلا لیسوا المعجزہ۔ روایت ہے کہ ابوہریرہؓ آنحضرتؐ کے پاس ایک مٹھی خرما لاتے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ خدا مجھے برکت دے حضرت نے فرمایا اس کو ایک مٹھی میں رکھ لو جس قدر چاہو اس میں سے نکالو۔ انہوں نے نہ جانے کتنے من خرما اُس میں سے نکلے پھر بھی وہ بدستور باقی رہے۔

سینما لیسوا المعجزہ۔ روایت ہے کہ سعد بن وقاص نے ایک تیر بھینکا۔ حضرت نے دعا کی کہ اُن کا تیر نشانہ سے خطا نہ کرے اس کے بعد اُن کا نشانہ کبھی خطا نہ ہوا۔

اڑتا لیسوا المعجزہ۔ جناب سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ہجرت کر کے جب آنحضرتؐ مدینہ آئے اور ابوالیوب انصاری کے گھر میں قیام کیا۔ اُن کے پاس اس وقت ایک بکری کے بچہ اور ایک صاع گہوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ انہوں نے بچہ کا گوشت پکایا اور گہوں کی روٹیاں تیار کیں اور آنحضرتؐ کے پاس لائے حضرت نے فرمایا کہ منادی کر دو کہ جو کھانا چاہے ابوالیوب کے گھر آجائے۔ ابوالیوب نے نہ کہتا شروع کیا اور لوگ سیلاب کے مانند اُن کے گھر آئے لگے یہاں تک کہ تمام گھر بھر گیا اور سنے کھانا کھایا اور کھانا کم نہ ہوا۔ پھر حضرت کے حکم سے اس بچہ کی ہڈیاں اُس کی کھال میں جمع کی گئیں حضرت نے فرمایا حکم خدا زندہ ہو جا۔ وہ بکری کا بچہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا لوگوں نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا۔

انچا سوال المعجزہ۔ بیان کرتے ہیں کہ ابوالیوبؓ نے جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی شادی میں ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کا گوشت پکایا اور حضرت کے سامنے لائے۔ آپؐ نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر کھاؤ اور اس کی ہڈی نہ توڑو۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوالیوبؓ مرد فقیر ہیں۔ خداوند اس بچہ کا خالق ہے تو ہی اس کو مار ڈالتا ہے اور تو قاتل ہے کہ اسے زندہ کر دے لہذا اس کو دوبارہ زندہ کر دے لے کہ تو ہمیشہ زندہ ہے اور تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ بچہ زندہ ہو گیا اور خدا نے اُس میں اس قدر برکت عطا کی کہ جو بیمار اُس کا دودھ پی لیتا تھا صحت پاتا تھا اہل مدینہ اس کو مبعوث کہتے تھے یعنی مرنے کے بعد زندہ کی ہوئی۔

پچاسواں المعجزہ۔ کلیتی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا اکتسام علیک آپؐ نے فرمایا علیک صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اُس نے کہا ہے کہ تم پر موت ہو حضرت نے فرمایا میں نے بھی اُسی کو اس پر پلٹا دیا۔ آج ایک کالا سانپ اُس کی پشت پر کاٹے گا اور وہ مرجائے گا۔ وہ یہودی جنگل میں گیا اور بہت سی کڑیاں جمع کیں اور اپنے کانڈھے پر رکھا اور واپس آگیا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ وہ تو واپس آگیا حضرت نے اُس یہودی کو بلایا

سبب بہت تنگ ہوئے ارک عرقات کی طرف نکل گئے اُس جگہ ابو اثروان کے چند اونٹ چر رہے تھے اُس ملعون نے پوچھا تم کون ہو آپؐ نے فرمایا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کا رسول ہوں۔ اُس نے کہا یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ یہ اونٹ چنکے درمیان تم بیٹھے ہونا ناشائستہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا خداوند اس کی عمر اور تکلیف طولانی فرما۔ رادی کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ نہایت بوڑھا ہو گیا تھا اور تکلیف دہلاؤں کے سبب موت کی آرزو کرتا تھا مگر موت نہیں آتی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ آنحضرتؐ کی بددعا کا اثر ہے۔

اکتا لیسوا المعجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ہوازن کے قیدیوں کی رہائی کے بارے میں آنحضرتؐ نے صحابہ سے التماس کیا سب نے رہا کر دیا مگر دو شخصوں کو اختیار دے دیا تھا کہ وہ اپنے قیدی رہا کر دیں یا اُن کے عوض کچھ فدیہ لے کر چھوڑیں۔ ان میں سے بھی ایک شخص نے تو یہی رہا کر دیا دوسرے نے فدیہ لینا منظور کیا۔ حضرت نے فرمایا خداوند اس کے حصہ کو حیر فرما۔ جب وہ قیدیوں کے پاس آیا کہ اُن میں سے اپنے حصہ کا کوئی قیدی انتخاب کرے، دُشتران باکرہ اور نو عمر لڑکوں کو دیکھتا ہوا ایک بوڑھی عورت کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ اسی کو لوں گا۔ کیونکہ یہ قبیلہ کی ماں ہے اس کے عوض زیادہ فدیہ ملے گا۔ وہ ایک حیر عورت تھی قبیلہ میں جس کا کوئی نہ تھا۔ اُس شخص نے مدتوں اُس کو اپنے پاس رکھا اور اُس کا خرچ برداشت کرتا رہا اس امید پر کہ کوئی آکر اس کا فدیہ دے کر رہا کرائے مگر کوئی نہ آیا تو رہا کر دیا۔

بیالیسواں المعجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک اندھی عورت تھی۔ ایک روز آنحضرتؐ نے فرمایا تیری آنکھیں درست ہو جائیں اسی وقت وہ بینا ہو گئی۔ جناب خدیجہ نے کہا کیا مبارک دعا تھی۔ حضرت نے فرمایا میں عالمین کے لئے رحمت ہوں۔

تینتا لیسوا المعجزہ۔ عامر اور خاصہ نے روایت کی ہے کہ چونکہ آنحضرتؐ کے نامہ کی بادشاہ فرنگ نے تعظیم کی اور بادشاہ عجم نے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرت نے اُس کو دعا دی اور اس پر لعنت بھیجی۔ اس لئے فرنگیوں کا ملک قائم رہا۔ اور بادشاہ عجم مارا گیا، اور اُن کا ملک زائل ہو گیا، اور اُن کی اولاد قید ہوئی۔

چوالیسواں المعجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جعفر بن منصور رومی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جنگ تبوک میں آنحضرتؐ کی خدمت میں تھا، ایک مرتبہ آپؐ کے ہاتھ سے تازیانہ گر گیا، میں نے اٹھا کر دے دیا۔ حضرت نے میری طرف نظر کی اور فرمایا خدا تیری عمر دراز کرے۔ اس سبب سے اس کی عمر تین سو بیس سال تک پہنچی۔

پینتا لیسوا المعجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ عبداللہ بن جعفر کی طرف سے گزرے۔ دیکھا کہ وہ بچپن کے سبب کھیل رہے تھے اور مٹی کا مکان بنا رہے تھے حضرت نے فرمایا اس کو کیا کرو گے؟ عرض کی بیچوں گا۔ پوچھا اس کی قیمت کیا کرو گے؟ کہا رطب خرید کر کھاؤں گا حضرت نے



اور فرمایا لکڑیاں زمین پر رکھ دے۔ اُس نے رکھیں تو اُن میں ایک کالا سانپ نظر آیا جو لکڑی کو اُنات سے پکڑے ہوئے تھا۔ حضرت نے پوچھا کہ اسے یہودی آج تو نے کون سا کام کیا تھا؟ اُس نے کہا کوئی کام نہیں کیا تھا۔ اُس کے کہ دو روٹیاں میرے پاس تھیں ایک میں نے تصدق کر دی اور ایک خود کھا لی۔ حضرت نے فرمایا اسی تصدق کے سبب خدا نے تجھ سے اس سانپ کا گزند دفع فرمادیا اور صدقہ کے سبب خدام گناہ سے بد کو دفع کر دیتا ہے۔

اکا دواں معجزہ۔ شیخ طبری اور راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ابوہریرہؓ کو طاعب السنہ کہتے تھے بزرگانِ عرب سے تھا مرض استسقا میں مبتلا ہوا۔ لیبید بن ربیعہ کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا اور دو گھوڑے اور چند اونٹ بھی بھیجے حضرت نے واپس فرما دیئے اور فرمایا کہ میں مشرکوں کا ہدیہ نہیں لیتا۔ لیبید نے کہا مجھے بھی خیال بھی نہ آیا تھا کہ عرب میں کوئی شخص ابوہریرہؓ کا ہدیہ واپس کر سکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا اگر میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول کرتا تو ہرگز اس کا ہدیہ واپس نہ کرتا۔ پھر لیبید نے کہا کہ ابوہریرہؓ کے شکم میں کوئی بیماری ہو گئی ہے وہ آپ سے شفا کا طالب ہے۔ حضرت نے ذرا سی خاک زمین سے اٹھائی اور لعابِ دہن اُس میں ڈال دیا اور اس کو دے کر فرمایا کہ اس سے کہو کہ یہ حال کھالے۔ لیبید نے اس کو لے لیا اور سچھا کہ حضرت نے اُس سے مذاق کیا ہے لیکن جب اُس نے لاکر دیا اور ابوہریرہؓ نے کھایا تو اُسی وقت شفا پائی گویا قید سے رہائی حاصل کی۔

بادواں معجزہ۔ شیخ طوسی، راوندی، طبرسی اور ابن شہر آشوب نے بسند ہائے معتبرہ صحابہ کی کثیر جماعت سے روایت کی ہے کہ ہم جنگ تبوک میں لشکرِ روم کے مقابلہ پر تھے ہمارا رسد ختم ہو گیا تھا اور ہم پر بھوک کا غلبہ تھا۔ لوگوں نے چاہا کہ اپنے اپنے اونٹ ذبح کر کے کھائیں لیکن حضرت نے لشکر میں منادی کرانی کہ جس کے پاس جس قدر کھانا ہو لے کر آجائے۔ چادریں بچھا دی گئیں۔ ایک شخص نے ایک پییمانہ لاکر رکھا دوسرے نے آدھا لاکر رکھا اسی طرح پورے لشکر نے اپنا اپنا کھانا لاکر رکھا جو تیس صاع سے زیادہ نہ ٹھہرا۔ اور پورا لشکر جمع ہوا جس میں چار ہزار اشخاص تھے۔ حضرت نے دعا کی اور اپنا دست مبارک طعام میں ڈال دیا اور فرمایا خدا کے نام سے کھاؤ اور ایک دوسرے پر سبقت مت کرو پھر ایک گروہ آیا حضرت نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر اپنا ظرف بھر لو۔ ان کے پاس جس قدر ظروف تھے انہوں نے پھر اپنے اسی طرح فوج پر فوج آتی رہی اور اپنے ظروف طعام سے بھر کر لے جاتی رہی یہاں تک کہ سارے لشکر نے اپنا اپنا ظرف بھر لیا، پھر بھی وہ طعام باقی رہا۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرت نے چند خرے منگائے اور اپنا دست مبارک اُس پر پھیرا اور لوگوں کو طلب کر کے فرمایا کھاؤ۔ ساری فوج کے لوگوں نے کھایا اور اپنے ظروف بھر لیے پھر بھی خرے بدستور باقی رہے۔

تربینواں معجزہ۔ راوندی، ابن شہر آشوب اور دوسرے محدثین نے بسند معتبرہ حضرت صادقؓ سے

استسقا۔ پیاس اور ایک مرض میں پیٹ روز بروز پھولتا رہتا ہے۔ ۱۶۔

روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھا ہم ایک منزل پر پہنچے وہاں پانی نہ تھا۔ لوگ پیاسے تھے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ظرف منگایا جس میں تھوڑا پانی تھا۔ حضرت نے اپنا دست مبارک اُس میں ڈال دیا، آپؐ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا کہ تمام آدمیوں نے پیا اور اپنا اپنا ظرف بھر لیا، اور اونٹوں نے بھی پیا۔ اُس لشکر میں آپؐ کے ہمراہ تیس ہزار آدمی، بارہ ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار اونٹ تھے۔ ایک دوسری روایت کے بموجب ایک گڑھا کھودا، اُس پر ایک چادر ڈھک دی اور اپنا ہاتھ اُس چادر پر رکھ دیا۔ تھوڑا پانی پسینے ہاتھ پر ڈالا اور خدا کا نام لیا تو آپؐ کی معجز نما انگلیوں سے پانی جاری ہوا۔ یہ روایت متعدد طریقہ سے وارد ہوئی ہے اور حضرتؐ کے معجزات متواترات سے ہے۔

چونواں معجزہ۔ متواترات سے ہے جس کو خاصہ دعا میں نقل کیا ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفارِ قریش سے ہجرت کر مدینہ کی جانب ہجرت کی اور اُٹھائے راہ میں خیمہ ام مہجد کے قریب پہنچے حضرت ابوبکر و عمر، عامر بن فہیرہ اور عبداللہ ابن ابی سہل حضرت کے ساتھ تھے۔ ام مہجد اپنے خیمہ کے باہر بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت اُن کے پاس پہنچے اور کچھ خرما اور گوشت طلب فرمایا کہ خرید فرمائیں، ام مہجد نے کہا اس وقت کچھ نہیں اگر کچھ بھی ہوتا تو آپؐ کی مہمانداری میں کمی نہ کرتی۔ حضرت نے ایک طرف ایک بکری دیکھی جو بندھی ہوئی تھی فرمایا اس کو کیا ہوتا؟ عرض کی کہ زوری اور لاغری کے سبب چرنے کے لیے دوسرے جانوروں کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی اسی لیے یہاں رہ گئی ہے۔ حضرت نے پوچھا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ عرض کی بالکل نہیں مَلاؤں سے دودھ نہیں دیتی حضرت نے فرمایا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کو دوسروں کی میر سے مال بایب آپؐ پر فدا ہوں اگر اس کے حق میں دودھ ہونگا لیجئے حضرت نے اس کے حقوں پر ہاتھ پھیرا اور خدا کا نام لے کر دعا کی کہ خداوند اس میں برکت عطا فرما۔ اسی وقت اس کے حقوں سے دودھ جاری ہو گیا۔ حضرت نے ایک ایسا برتن منگایا جس سے کئی آدمی سیر ہو سکیں اور وہنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ برتن دودھ سے بھر گیا۔ اُسے ام مہجد کو دے دیا اس نے پیا اور سیر ہو گئی، پھر اپنے اصحاب کو دیا، وہ لوگ بھی سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپؐ نے خود نوش فرمایا اور فرمایا کہ قوم کے پلانے والے کو چاہیئے کہ سب کے بعد خود پیئے۔ دوسری مرتبہ پھر دولا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا، پھر لوگوں نے سیر ہو کر پیا اور پوچھ باقی رہ گیا ام مہجد کے لیے تھوڑا دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ اُن کے شوہر ابو مہجد جنگل سے جب واپس آئے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا۔ ام مہجد نے پوری رویت بیان کی نا اُجھڑ نے کہا کہ وہ وہی ہوں گے جو مکہ میں مبعوث برسالت ہوئے ہیں۔

چینواں معجزہ۔ طبرسی، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں نے اپنے کنوئیں میں پانی کی کمی اور اس کے کھاری ہونے کی آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ حضرت اُن کے ساتھ اُن کے کنوئیں پر گئے اور اپنا لعابِ دہن اُس میں کر دیا اس وقت وہ پانی شیریں ہو گیا اور جوش مارتا ہوا بلند ہوا۔ اب بھی وہ مکہ کے باہر عسیلہ نام سے مشہور ہے اور اس کے مالوں کے لیے

شرف و عزت کا باعث ہے اور وہ فخر کرتے ہیں۔ مسیل کذاب کے دوستوں نے جب سنا تو انہوں نے کہا تم بھی ایسا مجرّم دکھاؤ۔ وہ ایک کنویں کے سرے پر آیا جس کا پانی بہت کافی اور شیریں تھا۔ اُس نے پانی جس آبِ دہن اُس میں ڈالا، اُس کا پانی کھاری ہو گیا۔ پھر وہ کنواں خشک ہو گیا اور اب تک میں میں موجود ہے۔

چھینواں مجرّمہ۔ خاصہ اور عامر نے روایت کی ہے کہ جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک بڑی کے غلام تھے جس نے آپ کو ایک باغ خرما کے عوض مکاتب کر دیا تھا۔ حضرت نے ایک روز میں خرما کے دانے لو کر اُس باغ کو تیار کر دیا اور اُس کے حوالہ فرمایا اور سلمان کو آزاد کر دیا۔ چنانچہ اُن کے حال میں ذکر کیا جائے گا۔

ستا و لول مجرّمہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب سلمانؓ کے ذمہ بہت قرض تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقوڑا سا سونا اُن کو دیا جو اُن کے قرض کے سوا کچھ کا ایک حصہ بھی نہ تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز کے سبب اُن کا تمام قرض ادا ہو گیا۔

اٹھا و لول مجرّمہ۔ راوندی نے انس سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں بازار گیا۔ میرے پاس دس درہم تھے۔ آنحضرت ایک عبا خریدنا چاہتے تھے۔ ایک کنیز تنہا راہ میں بیٹھی درہم ہی تھی آپ نے اُس سے روئے کا سبب پوچھا اُس نے کہا لوگوں کے هجوم میں میرے دو درہم گر گئے اپنے مالک کے خوف سے میں گھر نہیں جاسکتی۔ حضرت نے دودرم اُس کو دلا دیئے بازار پہنچے تو دس درہم کی ایک عبا خریدی اور مجھ سے فرمایا دس درہم دے دو۔ میں نے پھٹی کھولی تو وہ دس درہم اُس میں موجود تھے۔

اُسٹھواں مجرّمہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ابوہریرہؓ ایک دریا کے کنارے نماز کے بعد حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی دعا فرمائیے کہ خدا اس میں برکت دے۔ حضرت نے دعا کی اور فرمایا انکو پھیلے میں رکھ لو۔ جب ضرورت ہو یا نقد ڈال کر نکال لیا کرو مگر بالکل خالی نہ کرنا۔ وہ ہمیشہ اُس میں سے کھاتے رہے، لوگوں کو دیتے رہے یہاں تک کہ جناب امیر نے اُن سے گواہی دینے کے لئے فرمایا۔ انہوں نے دنیا کے لالچ میں حقیقت حال پوشیدہ رکھا اُس وقت سے وہ برکت جاتی رہی۔ پھر تو بکی اور امیر المومنین سے دعا کی التجائی۔ آپ نے دعا فرمائی پھر وہ برکت قائم ہو گئی۔ جب ابوہریرہ معاویہ سے مل گئے تو ہمیشہ کے لئے وہ برکت زائل ہو گئی۔

ساٹھواں مجرّمہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہشت تین بار مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور کبھی آخر رات میں آتے تھے۔ منبر کے نزدیک چند فقر سوا کرتے تھے۔ حضرت نے ایک مرتبہ اپنی کنیز سے فرمایا کہ اگر کچھ کھانا بچا ہو تو لا۔ وہ ایک پتھر کی دیچی لائی جس کی تہ میں کچھ کھانا موجود تھا۔ حضرت دس فقیروں کو بیدار کیا اور فرمایا خدا کا نام لے کر کھاؤ۔ اُن سب نے کھا دیا اور سیر ہوئے پھر دس دوسرے فقیروں کو جگا کر کھلایا وہ بھی سیر ہو گئے اور کھانا بدستور باقی رہا۔ پھر فرمایا یہ عورتوں کو لے جا کر کھلاؤ۔

اُسٹھواں مجرّمہ۔ راوندی وغیرہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آتے اور اُن کے شیر خوار بچوں کے دہن میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے اور فرماتے اب ان کو دودھ مت پلانا، ضرورت نہیں ہے۔

باسٹھواں مجرّمہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ تین دن متواتر روزہ رکھا اور پانی کے سوا کوئی چیز میسر نہ ہوئی جس سے افطار کرتا۔ میں نے آنحضرت سے اپنا حال عرض کیا۔ فرمایا میرے ساتھ آؤ۔ میں چلا راستہ میں ایک بکری دیکھی حضرت نے اس کے مالک سے فرمایا میرے پاس لاؤ۔ اُس نے کہا یہ دودھ دینے والی نہیں ہے۔ فرمایا لاؤ تو۔ وہ حضرت کے پاس بکری لے گیا۔ آپ نے اُس کے تھنوں پر دست مبارک پھیرا اُسی وقت اُس کے تھن ٹپک گئے اور دودھ سے بھر گئے فرمایا اپنا پیالہ لاؤ۔ وہ لایا آپ نے اُس میں دودھ نکالا۔ جب وہ بھر گیا تو اس کو دے دیا اُس نے پی لیا، پھر پیالہ لے کر دودھ نکالا اور بھر گیا تو بچھے دیا۔ میں نے پی لیا تیسری مرتبہ دودھ نکال کر خود نوش فرمایا۔

تریسٹھواں مجرّمہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کسی سفر میں کسی صحابی کا اونٹ ٹھک کر بیٹھ گیا، وہ کسی طرح نہیں اٹھتا تھا، تو حضرت نے پانی منگا کر ایک ظرف میں وضو کیا اور گلی کی۔ وہ پانی اُس اونٹ کے سر اور منہ میں ڈال دیا گیا وہ فوراً جست کر کے اٹھ بیٹھا اور دوسرے اونٹوں سے تیز چلنے لگا۔

چونسٹھواں مجرّمہ۔ راوندی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں بازار سے ایک درم کا گوشت اور ایک درم کا آٹا لایا اور فاطمہ زہراؓ سلام اللہ علیہا کو لاکر دیا انہوں نے پکا یا اور مجھ سے کہا اگر آنحضرت کو بھی بلاؤ تو بہتر ہوتا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ ایک پہلو پر بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں کہ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ کو ایک کر وٹ پڑا دیں۔

میں نے کہا یا رسول اللہ میرے گھر پر کھانا تیار ہے تشریف لے چلیے۔ حضور اُٹھے اور مجھ پر سہارا کیے ہوئے میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا اسے فاطمہ کھانا لاؤ۔ وہ معصومہؓ روٹی اور سالن لائیں۔ حضرت نے اس پر ایک کپڑا دھک دیا۔ پھر فرمایا اسے فاطمہ اس میں سے اُم سلمہؓ کے لئے کھانا علیحدہ کرو، عالتشہ کے لئے علیحدہ کرو اسی طرح تمام ازواج کے لئے ایک ایک روٹی کچھ سالن اور گوشت بھیجا۔ پھر فرمایا کہ اپنے باپ اور شوہر کے لئے بھی الگ کر لو، پھر ہمسائیوں کے واسطے بھیجا اور پھر بھی اتنا کھانا بچ رہا کہ کئی وزن تک کام آتا رہا۔

چینٹھواں مجرّمہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس ہوئے اثنائے راہ میں ایک وادی الشقق نامی میں پہنچے جہاں پانی بہت کم تھا کہ دو ایک آدمی سیراب ہو سکتے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص پانی کے پاس پہلے پہنچ جائے وہ پیے جب تک میں نہ آجاؤں۔ پھر وہاں پہنچے تو ایک پیالہ منگایا اور اُس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور دوسری روایت کے بموجب اُس پیالہ میں پانی لے کر اُس میں اپنا دست مبارک ڈال دیا تو اُس میں سے پتھر کے مانند پانی اُبلنے لگا جس سے سخت آواز نکل رہی تھی، اُس سے تمام لشکر سیراب ہو گیا۔ لوگوں نے اسی مشکین کو ملے کھڑے وغیرہ بھر لئے، وضو کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آئندہ منوگے کہ اس پانی سے اُس کے قرب جوار سرسبز و

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم۔

FA.

اُنیسواں باب آنحضرت کی دعاؤں کی قبولیت وغیرہ

شہاد اب ہو گئے۔ یہ خنا خیمہ ایسا ہی ہوا۔

پھسکا سٹھواں معجزہ - راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن واصل کی بیٹی حضرت کے سامنے سے گزری اُس زمانہ میں جبکہ خندق کھودی جا رہی تھی حضرت نے اُس سے پوچھا کہ کس کو تلاش کرتی ہو عرض کی عبداللہ کو۔ میں اُن کے لینے پر خرمے لاتی ہوں۔ حضرت نے وہ خرمے اُس سے لے لیتے اور چا دیں پھو ا دیں اور کھانے کی منادی کرادی۔ لشکر کے تمام لوگ آتے اور سب نے سیر ہو کر کھایا اور جس قدر چاہا اپنے ساتھ لے گئے۔ باقی ہو تھا اُسی لڑکی کو حضرت نے دے دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ تین ہزار افراد تھے۔

نہر سٹھواں معجزہ - راوندی وغیرہ نے جابر انصاری سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں میرے باپ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے اُن کی مَرْد و سَویرس کی تھی، اُن کے ذمہ بہت قرض تھا۔ ایک روز حضرت نے مجھ سے پوچھا تمہارے والد کے قرض کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کی بہت سہل ہو گیا ہے۔ پوچھا قرض خواہ کون ہے میں نے کہا فلاں یہودی۔ پوچھا ادائیگی کا وعدہ کب ہے؟ عرض کی خرمہ خشک ہونے کی فصل میں۔ فرمایا جب وہ وقت آئے تو مجھے اطلاع دینا اور اُس میں سے کچھ خرچ مت کماؤ۔ اور ہر قسم کے خرمے الگ الگ کر دینا۔ عرض میں نے اُس وقت حضرت کو اطلاع دی۔ آپ میرے ساتھ باغ میں تشریف لائے۔ ہر قسم کے خرمے اپنے دست مبارک میں لیتے تھے اور رکھ دیتے تھے۔ پھر یہودی کو بلایا اور فرمایا جس قسم کے خرمے سے چاہا اپنے قرض میں لے لو۔ اُس نے کہا یہ تمام خرمے میرے قرض میں کافی نہ ہونگے۔ ایک قسم کے خرمے کا کیا ذکر ہے۔ حضرت نے فرمایا جس قسم کا خرما تم چاہتے ہو اُسی کو لینا شروع کرو۔ یہودی نے خرما تپے صیغی کی طرف اشارہ کیا کہ اسی سے ابتدا کرو گا۔ حضرت نے بسم اللہ کہا اور فرمایا یہیمانہ سے ناپلو اور اٹھا لو۔ یہودی ناپ ناپ کر لینے لگا یہاں تک کہ اُس کا تمام قرض پورا ہو گیا اور خرما اپنی حالت پر باقی رہا اور کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر حضرت نے جابر سے پوچھا کہ کسی اور کا قرض ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا بقیہ خرمے اپنے گھر لے جاؤ خدا تم کو برکت دے۔ جابر بڑھتے ہیں کہ وہ خرمے تمام سال میرے لینے کفایت کرتے رہے۔ سائیں میں سے بہت میں نے فروخت کیے اور بہت کچھ لوگوں کو یوں ہی بخش دیا، بہت کچھ مدبر کے طور پر لوگوں کو دینے اور دوسری فصل تک خرمے باقی رہے۔

اڑکھواں معجزہ۔ علی بن ابراہیم، ابن شہر آشوب اور قطب راوندی وغیرہ رضوان اللہ علیہم  
تدثین خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ جنگ خندق میں ایک روز میں نے آنحضرت کو دیکھا کہ لیٹے ہوئے  
تھے اور بھوک کے سبب اپنے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔ میں اپنے گھر گیا میرے پاس ایک بیٹھری  
اور ایک صاع جو۔ میں نے اپنی زوجہ سے حضرت کا حال بیان کیا اور کہا اس بھڑکا کا گوشت بکاؤ اور  
ڈٹیاں تیار کرو تو میں حضرت کو بلا لاؤں۔ اس نے کہا حضرت! سے پہلے پوچھ لو تو میں تیار کروں۔ میں نے حضرت  
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آج دن کا کھانا میرے گھر کھائیے حضرت نے پوچھا کیا ہے، میں نے  
بیان کیا تو فرمایا میں تنہا آؤں یا جس کو چاہوں اپنے ساتھ لیا آؤں؟ میں نے گوارا نہ کیا کہ کہیں تنہا  
آئیے گا۔ میں نے عرض کیا حضور جس کو چاہیں ساتھ لائیں اور میرا مکان تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ لائیں گے

مقورے سے خرمے، لیے انتہا برکت۔

حضرت کی برکت سے ایک فصل کے خرمے سے چار لاکھ روپیہ کے مروتوم والد کا بہت زیادہ قرض ادا ہوتا اور

ترجمة حیات القلوب جلد دوم

۳۸۱

اُنیسواں باب آنحضرتؐ کی دعاؤں کی قبولیت وغیرہ

دہاں سے میں گھر آیا اور زوجہ سے کہا تم جو کائنات تیار کر کے روٹیاں پکاؤ میں گو سفند کو ذبح کر کے صاف کرتا ہوں۔ عرض میں نے اس کو ذبح کر کے گوشت پکایا پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کھانا تیار ہے تشریف لے چلیے۔ حضرت اٹھے اور خندق کے ایک کنارہ پر کھڑے ہو کر باوا بلند ندا کی کہ مسلمانو جابرؓ کی دعوت میں چلو۔ یہ لشکر تمام مہاجر و انصار خندق سے باہر نکلے۔ حضرت سب کو لیکر میرے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں اہل مدینہ میں سے جو گروہ ملتا حضرت فرماتے کہ جابرؓ کی دعوت قبول کرو۔ عرض سات سو اور بروایت آٹھ سو اور ایک روایت کے بموجب ایک ہزار افراد جمع ہو گئے۔ جابرؓ کہتے ہیں میں بہت پریشان ہوا اور دوڑا ہوا گھر آیا اور زوجہ سے کہا کہ بیشمار اشخاص آنحضرتؐ کے ساتھ آ رہے تھے۔ زوجہ نے پوچھا حضرتؐ سے بیان کر دیا ہے کہ تم نے کیا انتظام کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں تو وہ خوش عقیدہ بولی کہ پھر تمہیں کیا فکر ہے حضرتؐ تم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ وہ عورت مجھ سے زیادہ عقلمند تھی۔ حضرتؐ نے تمام لوگوں کو گھر کے باہر بٹھایا اور خود جناب امیرؓ کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے اور دوسری روایت کے بموجب سب لوگوں کو داخل کیا۔ گھر اتنا وسیع و کشادہ نہ تھا، لیکن جو گروہ مکان میں داخل ہوتا آنحضرتؐ دیوار کی طرف اشارہ فرماتے وہ پیچھے ہٹ جاتی اور مکان وسیع ہو جاتا یہاں تک کہ سب لوگ اس میں جاکر بیٹھ گئے۔ حضرتؐ تنور کے پاس آئے اور اپنا لعاب ہن اس میں ڈالا۔ پھر دیگ کو کھولا اور دیکھا اور جابرؓ کی زوجہ سے فرمایا کہ تم تنور سے ایک ایک دینی ٹکالکر تجھے دیتی جاؤ۔ حضرتؐ روٹیاں لے لے کر جناب امیرؓ کو دیتے جاتے تھے اور وہ پیلے میں توڑ توڑ کر رکھتے جاتے تھے پھر جابرؓ سے فرمایا کہ تم ایک دست گوشت مع سالن گے لے آؤ۔ میں نے حاضر کیا۔ حضرتؐ نے ان پیالوں میں گوشت اور سالن ڈال کر دس صحابہ کے واسطے بھیجا اور وہ سب کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر جابرؓ سے دست و سالن منگوایا اور اسی طرح دس اشخاص کیلئے بھیجا۔ وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے، پھر اسی طرح پیالہ کوڑی سے پڑ کر کے دس سالن منگوایا اور دس اشخاص کے لئے بھیجا۔ چوتھی مرتبہ جب پھر دست طلب فرمایا تو جابرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ گو سفند کو دواہی ماتھ تو ہوتے ہیں میں نے تو تین نکال کر دیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو میں سبھی کو اس گو سفند کا دست کھلاتا۔ عرض اسی طرح دس دس افراد نے کھانا کھایا اور تمام صحابہ سیر ہو گئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے جابر اب آؤ ہم اور تم کھائیں تو میں نے اور آنحضرتؐ نے اور جناب امیرؓ نے کھانا کھایا، پھر بھی روٹیاں گوشت اور سالن بدستور باقی رہا اور چند روز بعد تک ہم کھا کر رہے۔ اُنہتر واں مجملہ۔ راوندی نے زیاد بن الحریث الصیدرانی سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے میری قوم کے خلاف لشکر روانہ کیا۔ زیاد نے کہا یا رسول اللہؐ آپ لشکر والیں بلا لیں میں ضامن ہوں کہ میری قوم مسلمان ہو جائے گی۔ حضرتؐ نے لشکر والیں بلا لیا اور میں نے قوم کو ایک خط لکھا انہوں نے جید اشخاص حضرتؐ کے پاس بھیجے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تم اپنی قوم کے سردار ہو میں نے عرض کی خلیفہ نے ان کو اسلام کی پیادیت کی۔ عرض حضرتؐ نے اپنی طرف سے میری قوم کو خط لکھا اور مجھے ان پر امیر بنایا میں نے عرض کی ان کے تصدیقات میں سے مجھ پر اجتہاد بھی قرار دیجئے حضرتؐ نے میرا جتہ بھی مقرر فرمایا۔

جواب: ہر ایک خندق میں حضرت کی مدد فرما کرنا اور مسلمان کو ہمارے ساتھ رہنے کا چھپرہ بھی نہ بننا۔



یہ واقعہ ایک سفر میں ہمیشہ آیا۔ دوسری منزل پر اس منزل کے باشندے حاضر ہوئے اور اپنے عامل کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا میرے منے میں مردوں کے لئے کوئی بھلائی نہیں ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے حضرت سے کچھ صدقہ طلب کیا۔ حضور نے فرمایا جو شخص تو نگر ہوتے ہوئے لوگوں سے سوال کرتا ہے اس کے درمیر اور در شکم کا باعث ہوتا ہے۔ اس نے پھر کہا مجھے کچھ صدقہ دیجئے۔ حضرت نے فرمایا خدا نے خود صدقہ تقسیم فرمایا اور آٹھ قسم کے مستحقین مقرر فرمائے ہیں جس میں پیغمبر یا کسی اور کو دخل دینے کا قطعی اختیار نہیں دیا ہے۔ اگر تو ان آٹھ مستحقین میں سے ہے تو میں تیرا حق دینے کو تیار ہوں۔ صیدانی کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرت کی یہ دونوں باتیں امارت اور صدقہ کے بارے میں سنیں تو مجھے دونوں سے کراہت ہو گئی۔ میں حضرت کا وہ خطا جو مجھے دیا تھا لایا اور واپس کر کے کہا میں دونوں سے دست بردار ہوتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا پھر کسی دوسرے کو بتا دو جو امارت کا اہل ہو۔ میں نے ان میں جو میری قوم کی طرف اظہار اسلام کے لئے حضرت کے پاس آئے تھے ایک شخص کے بارے میں عرض کیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ ہماری بستی میں ایک کنواں ہے جس کا پانی جاڑے میں تو ہمارے لئے کافی ہوتا ہے مگر گرمی میں کم ہو جاتا ہے اور ہم کو دوسری جگہوں سے لانا پڑتا ہے۔ اب چونکہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں ہمارے گرد و نواح کے لوگ ہم سے دشمنی کریں گے اور ہم کو پانی نہ لینے دیں گے لہذا دعا فرمائیے کہ ہمارے کنوئیں کا پانی کم نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ ہم کو دوسری بستی میں پانی کے لئے جاننا پڑے حضرت نے صراحت کر دی کہ اپنے ہاتھ میں لیں اور ملیں اور دعا پڑھی اور مجھے دے کر فرمایا کہ ان میں سے ایک اس کنوئیں میں خدا کا نام لے کر ڈال دینا۔ زیادہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بموجب عمل کیا اس کے بعد اس میں اس قدر پانی بڑھ گیا کہ بھی ہم لوگ اس کی تہ تک نہ پہنچ سکے۔ ایک روایت ہے کہ ایک اعرابی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور پانی کی کمی کی شکایت کی۔ حضرت نے ایک کنکری لیکر اپنی آستین سے اُس پر ملی اور اس کو دے کر فرمایا کہ کنوئیں میں ڈال دے۔ اس نے جب کنوئیں میں ڈالا تو پانی استعدا

کے لئے لائی۔ حضرت نے اس کی مشک خالی کر کے واپس کر دی۔ جب وہ گھر پہنچی دیکھا کہ مشک بدستور روغن سے بھری ہوئی ہے۔ ایک مدت تک اس میں وہ اور اس کے گھروالے کھاتے رہے اور وہ خالی نہیں ہوئی۔ اور دوسری روایت کے موجب حضرت ام شریک کے خیمہ میں وارد ہوئے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لئے بہت اہتمام کیا اور ایک مشک جس میں سمجھتی تھی کہ بہت خوشبو ہے مگر وہ خالی تھی حضرت نے وہ مشک لے لی اور حرکت دی وہ روغن سے بھر گئی۔ پھر آنحضرت اور اس کے ہمراہی تمام سیر ہوئے۔ اور ام شریک اور اس کے لڑکے بالے مدقوں اس میں سے کھاتے رہے حضرت نے فرمایا مشک کا منہ نہ باندھیں۔

بہتر وال مجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ایک پیالہ میں شہد ایک ہوت کو دیا، وہ مدقوں اس میں سے کھاتی رہی اور وہ کم نہ ہوا۔ ایک روز اس پیالہ میں سے دوسرے برتن میں رکھا اُسی وقت وہ زائل ہو گیا۔ وہ حضرت کی خدمت میں آئی اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اگر اس کو دوسرے پیالہ میں نہ رکھتی تو ہمیشہ اس میں سے کھاتی۔

بہتر وال مجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا اور کچھ کھانا مانگا۔ حضرت نے ساتھ صاع گندم اس کو دیا وہ مرد ہمیشہ اس میں سے کھاتا رہا اور وہ کم نہ ہوا۔ ایک روز اس کے دل میں آیا کہ اس کو پیمانہ سے ناپ لوں اور معلوم کروں کہ کتنا باقی رہ گیا ہے۔ جب اس نے پیمانہ میں پھرا وہ ختم ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا اگر وہ نہ پاتا تو اس میں سے ہمیشہ کھاتا۔

بہتر وال مجزہ۔ خاتمہ اور عامر بن بطنین متعدّدہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ میں پندرہ شو صحابہ کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ اور ہوا نہایت گرم تھی۔ لوگوں نے حضرت سے شکایت کی کہ آپ رواں خشک ہو گیا ہے اور کنواں جو ہے اس میں پانی نہیں ہے اور پانی فالے کنوئیں پر قریش نے قبضہ کر لیا ہے۔ حضرت نے پانی سے بھرا ہوا ایک ڈول منگایا۔ وضو کیا اور پانی کے کمرے میں پھرایا اور اس ڈول میں ڈال دیا اور فرمایا کہ کنوئیں میں ڈال دو۔ جب وہ پانی کنوئیں میں ڈالا گیا تو پانی سے بھرین ہو گیا۔ دوسری روایت کے مطابق اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور دوسری روایت کے مطابق تیرنا حیدر خیر عرویا بنت براہ بن عازب کو دے کر فرمایا کہ حدیبیہ کے کسی کنوئیں میں ڈال دو۔ جب وہ تیر ڈالا گیا پانی تیر کے نیچے سے جوش میں آیا۔ جب کافروں نے دیکھا تعجب کیا اور کہا یہ محمد کے جادو سے بعید نہیں ہے۔ جب حضرت وہاں سے روانہ ہونے لگے تو فرمایا تیر کنوئیں سے نکالی لو۔

جب تیر نکال لیا گیا تو پانی بالکل زائل ہو گیا گویا کبھی اس میں تھا ہی نہیں۔ دوسری روایت کے مطابق لوگوں نے جنگ تبوک میں کئی آب کی شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تیر ایک شخص کو دیا اور فرمایا کنوئیں کی تہ میں ڈال دو۔ جب ایسا کیا گیا پانی اوپر تک آگیا اور تیس ہزار افراد حیرانوں سمیت اس سے سیراب ہوئے۔

بہتر وال مجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ

ستر ہواں مجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے انس سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو طلحہ نے آنحضرت کو بھوکا محسوس کیا مجھے حضرت کے پاس بھیجا کہ حضور چل کر ابو طلحہ کے یہاں کھانا تناول فرمائیں حضرت نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم کو ابو طلحہ نے اس عرض سے بھیجا ہے میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ حضرت یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور حاضرین سے فرمایا چلو۔ ابو طلحہ نے ام سلمہ سے کہا یا رسول اللہ بہت سے لوگوں کو لے کر آگئے اور میرے پاس سب کے واسطے کھانا موجود نہیں ہے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ جو کچھ ہے لاؤ۔ وہ جو کی چند روٹیاں اور برتن کی تہہ میں جس قدر گھی تھا سب لے کر حاضر ہوئیں حضرت نے روٹیوں کو پور پور کر کے ان پر گھی ڈال دیا اور اپنا ہاتھ ان پر رکھا۔ دس دس صحابہ کوب فرماتے اور کھلاتے وہ سیر ہو کر باہر چلے جاتے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ وہ تمام صحابہ ستر ہواں آتی آؤ تھے۔ بہتر وال مجزہ۔ روایت ہے کہ ایک عورت جس کو ام شریک کہتے تھے ایک مشک تیل آنحضرت

میں ایک مرتبہ بیمار تھا اور بیہوش ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کو آئے اور اپنا دست مبارک دھویا پھر اس پانی کو مجھ پر چھڑک دیا۔ میں ہوش میں آیا اور مجھے شفا ہو گئی۔

چھتر واں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ طفیل عامری اور دوسری روایت کی بنا پر حسان بن ثابت مرضِ نوره میں مبتلا ہوئے، حضرت سے شفا کی التجا کی۔ حضرت نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور اپنا لعاب دہن اس میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اس سے غسل کریں۔ انہوں نے غسل کیا فوراً شفا ہو گئی۔

ستتر واں معجزہ۔ روایت ہے کہ قیس بنی کسینہ دارغ ہو گئے تھے۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن ان پر لگا دیا ان کو شفا ہو گئی۔

اٹھتر واں معجزہ۔ محمد بن غاطب سے روایت ہے کہ میرے بچپن میں ایک مرتبہ دیگ میں پانی اُبل رہا تھا وہ میرے بازو پر گر پڑا۔ میری والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مجھے لائیں آپ نے منہ میں پانی لے کر میرے دہن میں ڈالا اور میرے بازو پر مل دیا اور یہ دعا پڑھی: اذهب الیاس رب الناس واشف انت الشافی لا شافی الا انت شفاء علا یغادر سقما۔ مجھے اسی وقت شفا ہو گئی۔

آسیواں معجزہ۔ روایت ہے کہ قتادہ بن ربیع اور دوسری روایت کے مطابق قتادہ بن نعمان کی ایک آنکھ جنگِ احد میں حلقہٴ چشم سے باہر نکل پڑی تھی۔ حضرت نے اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا وہ درست ہو گئی۔ دوسری آنکھ میں تو کبھی درد و تکلیف بھی ہو جاتی تھی لیکن اس میں کبھی کوئی شکایت نہیں ہوتی۔

ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن انیس کو بھی ایسا ہی حادثہ ہوا تھا۔ حضرت نے ہاتھ پھیر دیا اور وہ درست ہو گئی۔

اسیواں معجزہ۔ روایت ہے کہ محمد بن مسلمہ کا پیر زانو سے ٹوٹ گیا تھا جس روز کہ کعب الاشرف قتل کیا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس مقام پر پھیر دیا وہ بھی دوسرے پیر کی طرح صحیح ہو گیا۔

ایکسیواں معجزہ۔ عروہ بن زہر سے روایت کی گئی ہے کہ ایک عورت مکہ میں تھی زہرہ نام کی، وہ مسلمان ہو گئی، اس کے بعد نابینا ہو گئی۔ کفار مکہ کہنے لگے کہ لات و عزی نے اس کو اندھا کر دیا حضرت نے اس کی آنکھوں پر اپنا دست اقدس پھیر دیا وہ بینا ہو گئی، تب کفار کہنے لگے کہ اگر اسلام بہتر دین ہوتا تو زہرہ ہم سے پہلے مسلمان نہ ہوتی۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: وَقَالَ الْبِیِّنُ كُفُّوا لَکَیْنِ اٰمَنُوْا لَوْ کَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْا اِلَیْکُمْ رَیْبٌ سُوْرَةُ الاحْقَاف۔ آیت۔

بیا سیواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ثعلبہ کو اورافع یہودی کے قتل کے لیے بھیجا جو اپنے خلع میں تھا واپسی میں ان کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ وہ جب حرم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا پیر بھلاؤ۔ پھر حضرت نے اپنا ہاتھ وہاں پھر دیا۔ اسی وقت شفا ہوئی۔

تراسیواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گادے میں ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ جب آپ بیدار ہوئے پانی طلب کر کے اسی درخت کی جڑ میں دھنوکا اور کئی کی۔ دوسرے روز لوگوں نے دیکھا کہ وہ درخت بڑا ہو گیا اور بار بار ہوا گیا ہے بڑے بڑے پھل لگے ہوتے ہیں جتنی خوشبو جنر کے مانند تھی اور شہد کی طرح شیریں تھا۔ جو بھوکا اس کو کھانا سیر ہو جاتا، پیاسا سیراب ہو جاتا، بیمار شفا پاتا، جو جوان اس درخت کی پتیاں کھاتا اس کا دودھ بہت زیادہ ہو جاتا۔ اس گاؤں کے قرب و جوار کے لوگ اس کی پتیاں شفا کے لیے لے جاتے۔ وہ درخت اس قبیلہ کے لیے آب و غذا کے مانند تھا اور ہمیشہ اس کی برکت سے ان کے مال و اولاد میں ترقی ہوتی رہتی تھی۔ ایک روز اس کی پتیاں نرد اور چھوٹی ہو گئیں اور وہ درخت مرجھا گیا۔ چند روز بعد ان کو کھڑی ہو کر آنحضرت کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس میں پھل کم ہو گئے اور ان پھلوں میں شیرینی اور خوشبو بھی کم ہو گئی تیس برس تک وہ اسی حال پر قائم رہا۔ تیس سال کے بعد ایک روز ان لوگوں نے دیکھا کہ اس کی طراوت اور کم ہو گئی اور اس کے پھل بھی گر گئے، چند روز کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ امیر المومنین علیہ السلام شہید ہو گئے اس کے بعد پھر اس میں پھل نہیں لگے۔ لیکن لوگ اس کی پتیوں سے شفا اور برکت حاصل کرتے تھے اسی حال پر کچھ عرصہ تک باقی رہا۔ پھر ایک روز دیکھا کہ درخت خشک ہو گیا اور اس کی جڑ سے تازہ خون جوش نکل رہا ہے اور اس کی پتیوں سے خون بلا ہوا پانی ٹپک رہا ہے جیسے گوشت دھونے کے بعد پانی نکلتا ہے اس کے چند روز بعد ان کو اطلاع ملی کہ اس روز امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔

چوراسیواں معجزہ۔ شیخ طوسی اور ابن شہر آشوب نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ ایک روز صبح کو آنحضرت بھوک سے چپے تھے اور جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے وہاں جناب حسن و حسین علیہم السلام کو دیکھا کہ بھوک سے رو رہے ہیں۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں دے دیا وہ سیر ہو کر سو گئے۔ آنحضرت امیر المومنین کے ساتھ ابوالاشیم کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ لوگ نے مجرایا رسول اللہ مجھ پر شاق ہے کہ آپ در آپ کے اصحاب میرے گھر آئیں اور میرے پاس ضیافت کے لیے کچھ نہ ہو کہ سامنے لا کر حاضر کروں۔ میرے پاس جو کچھ تھا میں نے ابھی ہساروں پر تقسیم کر دیا۔ حضرت نے فرمایا جبریل علیہ السلام ہمیشہ حقوق ہمسارگان کے بارے میں تاکید کیا کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ ان کے آپس میں میراث مقرر ہو جائے گی۔ پھر حضرت نے ان کے گھر کے ایک طرف خرے کا ایک درخت دیکھا فرمایا کہ اے ابوالاشیم اجازت ہے کہ میں اس درخت کے پائس جاؤں؟ اس نے کہا یا رسول اللہ یہ درخت مر رہا ہے اس میں کبھی پھل نہیں لگتے آپ چاہیں تو تشریف لے جائیں۔

آنحضرت اس درخت کے نیچے گئے اور فرمایا یا علی! ایک پیالہ میں پانی لاؤ۔ جناب امیر بانی لائے آپ نے دہن اقدس میں لے کر پانی کو چاروں طرف پھیرا اور اس درخت پر گلی کر دی وہ اسی وقت بقدرت الہی خوشیوں سے بھر گیا اور رطب اس میں پیدا ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا پہلے ہمساروں کے لیے پھیر دو لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اس پر سے ٹھنڈا پانی پیا۔ حضرت نے فرمایا یا علی! یہ ان نعمتوں میں سے ہے جس کے بارے میں

خدا فرماتا ہے کہ روز قیامت سوال کیا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ موجود نہیں ہیں یعنی فاطمہ و حسین علیہم السلام ان کے واسطے بھی اس میں سے رطب لے لو۔ اس کے بعد سے وہ درخت ہمیشہ پھل لاتا رہا۔ ہم لوگ اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور اس کو نخلۃ الجحیران کہتے تھے۔ یہاں تک کہ سال حرمہ میں زید بن علیہ اللعینۃ والعذاب الشدید نے اہل مدینہ کے قتل کا حکم دیا اسی فتنہ میں وہ درخت بھی کاٹ ڈالا گیا۔

پچاسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عامر بن کرز روز فتح مکہ اپنے لڑکے عبداللہ کو آنحضرت کی خدمت میں لایا اس وقت وہ پانچ چھینے کا تھا۔ حضرت نے آپ دہن اُس کے منہ میں ڈال دیا۔ شوق کے ساتھ پی لیا۔ حضرت نے فرمایا خدا اس کو پانی روزی کرے۔ حضرت کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ وہ جس زمین پر پہنچ جاتا تھا وہاں کے کھیتوں کے لیے پانی کی فراوانی ہو جاتی تھی۔ اُسکی کھیتیاں اور چشمے مشہور ہیں۔

## بیسواں باب

### وہ معجزات جو دشمنوں کے شر سے حفاظت میں ظاہر ہوئے

پہلا معجزہ۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو ڈرایا دھمکایا۔ آپ نے فرمایا لو مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں دروغ گو ہونگا۔ یہ بھی آنحضرت کے معجزات میں تھا۔

دومرا معجزہ۔ شیخ مفید و راوندی وغیرہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ حکم بن ابی العاص عثمان کا چچا آنحضرت کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ اپنا دہن ٹیڑھا کر کے چڑھایا کرتا تھا اور حضرت علی کی نقل کیا کرتا تھا ایک روز آنحضرت نے اُس پر نفرین کی وہ دو مہینے تک دیوانہ رہا۔ پھر ایک روز آنحضرت تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں وہ پیچھے چل رہا تھا اور اپنا ہاتھ حضرت کو چڑھانے کے لیے گھماتا تھا۔ حضرت نے فرمایا ایسا ہی رہے گا۔ وہ کسی عارضہ میں مبتلا ہوا اور اُس کے ہاتھ اُسی طرح ٹیڑھے ہو گئے یہاں تک کہ حضرت نے اس کو مدینہ سے نکال دیا۔ اور حکم دیا کہ کوئی اس کو مدینہ میں داخل نہ ہونے دے جب جب عثمان کی خلافت کا زمانہ آیا انہوں نے اُس ملعون کو مدینہ میں بلا لیا۔

تیسرا معجزہ۔ علی بن ابراہیم، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایک روز کعبہ کے پاس حضرت نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل نے قسم کھائی تھی کہ جب حضرت کو نماز پڑھنے دیکھے گا ہلاک کر دے گا۔ جب اُس نے حضرت کو دیکھا ایک بڑا پتھر اٹھا کہ چلا جب اُس نے ہاتھ بلند کیا وہ اس کی گردن میں پھنس گیا۔ وہ اُسی طرح اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور پتھر ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرت فریاد کی، حضرت نے دعا کی تو پتھر اُس کے ہاتھ سے الگ ہوا اور پتھر اُس کے

اور کہا کہ میں ان کو ہلاک کرتا ہوں۔ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا خوف سے کانپنے لگا اور واپس آگیا۔ کہا کہ میرے اور حضرت کے درمیان اونٹ کے برابر ایک اڑدہا حال تھا اور اپنی دم زمین پر ٹنگ رہا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق ابوجہل آیا تاکہ اپنا پیر آنحضرت کی گردن پر رکھے لیکن فوراً اُسی نے چلا گیا لوگوں نے پوچھا کیوں واپس آگیا اُس نے کہا میرے اور آنحضرت کے درمیان ایک خندق اُگے بھری ہوئی تھی اور چند فرشتے دیکھے جنکے پر تھے۔ حضرت نے سنا تو فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے۔

چوتھا معجزہ۔ علی بن ابراہیم، ابن بابویہ، ابن شہر آشوب اور شیخ طبرسی وغیرہم نے آیت راتاً کَفَيْتُنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ دیکھا۔ سورۃ حجر، ہم تمہارا مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں، کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے تو سب سے پہلے علی ابن ابی طالب ایمان لائے۔ پھر جناب خدیجہؓ۔ ایک روز جناب ابوطالب اور حضرت جعفر طیار علیہم السلام آئے، دیکھا کہ آنحضرت نماز پڑھ رہے ہیں اور علیؓ بھی اُن کے ساتھ اُن کے برابر کھڑے نماز میں مشغول ہیں ابوطالب نے جناب جعفر سے فرمایا کہ تم بھی اپنے پیسر غم کے دوسرے پہلو میں جا کہ نماز پڑھو جعفر حضرت کے بائیں طرف جا کر کھڑے ہو گئے تو حضرت اُن کے آگے ہو گئے۔ اُس کے بعد زید بن حارثہ ایمان لائے اور یہ پانچ افراد تین سال تک نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد خدا نے حکم دیا کہ اپنے دین کو ظاہر کرو اور مشرکوں کی پروا مت کرو۔ بیشک میں نے تم کو مذاق اڑانے والوں کے شر سے محفوظ کر دیا ہے۔ اور وہ پانچ اشخاص تھے، ولید بن مغیرہ۔ عاص بن وائل۔ اسود بن مطلب۔ اسود بن عبدغوث اور حارث بن طلحہ اور بعضوں نے چھ افراد حارث بن قیس کو شامل کے کہا ہے۔ حضرت جبریلؑ آئے اور آنحضرت کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ولید اُدھر سے گذرا تو جبریلؑ نے کہا یہ ولید پیسر مغیرہ ہے اور آپ کا مذاق اڑانے والوں میں سے ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں جبریلؑ نے اُس کی طرف اشارہ کیا اور وہ چلا گیا اور ایک مرد خراہ کے پاس پہنچا جو تیر تراش رہا تھا۔ مغیرہ کا پیر ایک تراشے پر پڑ گیا جس کا ریزہ تلے میں چبھ گیا اور خون جاری ہو گیا لیکن اُس نے غرور و نخوت کے سبب پسند نہیں کیا کہ جھجک کر نکالے جبریلؑ نے اُسی جگہ کا اشارہ بھی کیا تھا جہاں تیر بنایا جا رہا تھا جب ولید اپنے گھر گیا ایک کرسی پر لیٹ گیا۔ اُسکی لڑکی زمین پر لیٹی تھی۔ اس کے تلے سے خون اس قدر جاری ہوا کہ لڑکی کے بستر تک بہہ نکلا۔ لڑکی بیدار ہو گئی اور اپنی کینز سے لولی کہ تو نے شاید وہاں مشک نہیں باندھا تھا پانی یہاں تک بہہ کر گیا۔ ولید بولا یہ میرے باپ کا خون ہے مشک کا پانی نہیں ہے۔ میرے لڑکوں اور میرے بھائی کے لڑکوں کو بلا لے کہ دیکھیں اب زندہ نہ بچوں گا۔ میں کچھ وصیت تو کر لوں۔ وہ سب بلائے گئے تو اُس نے عبداللہ بن ربیعہ سے کہا کہ تمہارے ولید حبشہ میں ہے۔ محمدؐ سے خط لے کر نباشی کو بھیج دے کہ اس کو مکہ واپس کر دے پھر اپنے سب سے چھوٹے لڑکے سے جس کا نام ہاشم تھا کہا کہ اے فرزند میں تجھ کو پانچ وصیتیں کرتا ہوں انکو یاد رکھنا پہلی وصیت تو یہ ہے کہ ابوہم دوسری کو قتل کر دینا خواہ اس کے عوض تجھ کو تین دین چھوڑ دیتا کیونکہ میری



بیوی کو جو اس کی لڑکی تھی زبردستی لے گیا۔ اگر وہ میرے پاس رہنے دیتا تو میرے ایسا لڑکا اس سے پیدا ہوتا۔ دوسری وصیت یہ کہ خون کا جو بدلا بنی خزانہ سے مجھے لینا ہے اس کو مت بھولنا۔ تیسری وصیت یہ کہ خون کا جو بدلا خزیلمہ بن عامر سے لینا ہے اس کا عوض لے لینا۔ چوتھی وصیت یہ کہ جو چند میت قبیلہ نقیف کے ذمہ ہیں ان سے وصول کرنا۔ پانچویں وصیت یہ کہ اسقف بجران کا دو ہشتاد دینار میرے ذمہ ہے اس کو واپس دے دینا یہ کہا اور جہنم داخل ہوا۔

اس کے بعد عاص بن وائل حضرت کی طرف سے گزرا۔ جبریل نے اس کے پیچ کی طرف اشارہ کیا تو ایک لکڑی اس کے توبے میں بھی چھب گئی اور پشت پاسے باہر نکل آئی جس سے وہ مر گیا۔ دوسری روایت کے مطابق ایک کاٹا چھب گیا اور کھلی ہوئی رہی۔ اس نے اس قدر کھیا کہ ہلاک ہو گیا۔

جب اسود بن مطلب حضرت کی طرف سے گزرا تو جبریل نے اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور وہ اندھا ہو گیا۔ اس نے دیوار سے اپنا سر ٹکرایا اور جہنم داخل ہوا۔ دوسری روایت ہے کہ جبریل نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا وہ پیاس میں مبتلا ہوا اور اس قدر پیاسی پیا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا۔

اسود بن عبد یغوث پر خود حضرت نے لعن فرمایا کی تھی کہ خدا اس کو اندھا کر دے اور لڑکے کے غم میں مبتلا کرے۔ پھر اس روز جبریل نے ایک برگ سبز اس کے منہ پر مارا۔ وہ آنحضرت کی دعا کی قبولیت کی وجہ سے زندہ رہا۔ آخر روز بدر اس کا لڑکا مارا گیا، وہ لڑکے کے غم میں مارا گیا۔

حارث بن مطلق کے سر کی جانب جبریل نے اشارہ کیا اس میں زخم پیدا ہو گیا اور اسی میں وہ مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو سائب نے کاٹا اور مر گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ نہر میں ہو اس میں اثر انداز ہوئی۔ جس سے اس کا رنگ سیاہ ہو گیا اور اس کی صورت متغیر ہو گئی۔ وہ اپنے گھر آیا تو گھر والوں نے نہ پہچانا اور اس قدر مارا کہ مر گیا۔ اور حارث بن قیس نے نہر میں پھلی کھالی اور اس قدر پیاسی پیا کہ مر گیا۔

پانچواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عورت نے حضرت پر جادو کیا تھا، اور چند گریہیں ایک دھلے گیس بانڈھ کر کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ جبریل نے حضرت کو خبر دی اور حضرت نے بیان کیا کہ فلاں کنوئیں میں چند گرہ پڑا ہوا دھاگا ہے۔ وہ نکالا گیا تو اسی طرح بلا جیسا حضرت نے بیان کیا تھا حضرت پر جادو کا کوئی اثر نہ ہوا۔

چھٹا معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سامنے سجدہ میں مشغول تھے۔ ابو جہل نے کاؤٹٹ بھر گیا کیا تھا اس ملعون نے اسکی اوجھ بھیجی جو آنحضرت کی پشت پر کسی ملعون نے ڈال دی۔ جناب فاطمہ نے آکر اس کو صاف کیا۔ جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا خداوند تو ہی ان کا فرول سے انتقام لے اور ابو جہل، عقبہ شیبہ، ولید، امیرہ

لے ہو لے فرماتے ہیں کہ مذاق اڑانے والوں کی تعداد ادران کے حالات مختلف ہیں۔ میں نے بعض کا ذکر کر دیا اور بعض کے حالات مذکور ہو چکے ہیں۔ ۱۲

اور ابن ابی معیط اور ایک جماعت کا نام لیا جنکو میں نے دیکھا کہ چارہ بدر میں مقتول پڑے ہیں۔ ساتواں معجزہ۔ خاصہ نے امام جعفر صادق سے اور عامر نے متعدد طریقے سے روایت کی ہے کہ عقبہ بن ابی لہب نے کہا میں تم کے پروردگار سے انکار کرتا ہوں اور حضرت کی طرف منہ کر کے تھوکنے یا حضرت نے فرمایا تو دڑتا نہیں تجھ کو درندہ بھاڑ ڈالے۔ اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ خداوند اس پر اپنے کتوں میں سے کسی کو مسلط فرما۔ اس کے بعد وہ ایک قافلہ کے ساتھ یمن کی طرف گیا ایک روایت ہے کہ شام کی جانب گیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا سے ضرور مجھے درندہ بھاڑ ڈالے گا۔ ابو لہب نے لوگوں سے کہا کہ اس کی حفاظت کرتے رہیں اور تہنا نہ چھوڑیں کہ محمد کی دغا مستجاب ہو جو غرض اپنے اسباب جمع کیے اور سب سے بلند مقام پر اس کو جگہ دی اور سب اس کے قریب چاروں طرف سوئے۔ رات کے وقت شیر آیا اور سب کو سونگھنے لگا۔ آخر جست کر کے اس کو پکڑا اور بھاڑ ڈالا۔

آٹھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو خداوند عالم انکو کافروں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا کرتا تھا اور وہ حضرت کو تہنیک دیکھ سکتے تھے۔ نواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن امیر نے حضرت سے

کہا میں آپ پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک خدا اور تمام فرشتے آپ کی صداقت پر گواہی دیں یا آسمان پر جا کر کوئی کتاب لاییتے۔ اور اگر یہ سب بھی آپ کو دکھائیں پھر بھی میں نہیں جانتا کہ ایمان لاؤں گا یا نہیں حضرت سنکر رنجیدہ ہوئے اور گھر واپس چلے گئے۔ ابو جہل نے کہا اگر دوسرے روز مسجد میں آئیں تو میں ایک بڑا پتھر ان کے سر پر دے ماروں گا۔ جب دوسرے روز حضرت مسجد میں داخل ہوئے ابو جہل نے ایک بڑا پتھر لے کر حضرت کی طرف چلا۔ قریب پہنچا تو کاپننے لگا اور واپس چلا گیا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا میں نے پہاڑوں کے مانند کچھ مردوں کو دیکھا جو حضرت کو گھیرے ہوئے تھے اور لوہے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اگر میں ذرا بھی حرکت کرتا تو مجھ کو پکڑ لیتے۔

دسواں معجزہ۔ راوندی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ایک رات نماز میں سورۃ تبت یا انی لہب کی تلاوت فرمائی تو لوگوں نے ام جمیل سے کہا ابو یوسفیان کی بہن اور ابو لہب کی زوجہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں تجھ پر اور تیرے شوہر پر لعنت کی ہے اور تمہاری مذمت کرتے تھے۔ وہ ملعونہ غضبناک ہو کر حضرت کی تلاش میں باہر نکلی کہتی تھی کہ اگر میں ان کو دیکھوں گی تو گالیاں دوں گی (معاذ اللہ) لوگوں سے حضرت کو دریافت کر رہی تھی کہ وہ کہاں ہیں۔ آخر مسجد میں داخل ہوئی جناب ابو بکر آپ کے پاس بیٹھے تھے عرض کی یا رسول اللہ آپ چھپ جائیں کہ ام جمیل آرہی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ حضرت کو بڑا بھلا کہے گی۔ حضرت نے فرمایا مجھے دیکھ نہ سکے گی جب وہ قریب آئی تو حضرت کو نہ دیکھا۔ تو ابو بکر سے پوچھا کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے یا نہیں کہا نہیں تو وہ اپنے گھر واپس چلی گئی۔ امام محمد باقر نے فرمایا کہ خدا نے ایک جاب زرد حضرت کے اوپر ڈال دیا۔ وہ ملعونہ اور تمام کفار حضرت کو مذہم کہتے تھے یعنی بہت مذمت کیا ہوا حضرت فرماتے تھے کہ خدا نے

میرا نام ان کے دل سے محو کر دیا ہے اور مذمت کرتے ہیں جو میرا نام نہیں۔ شیخ طبری اور ابن شہر آشوب اور تمام مفسرین خاصہ و عامہ نے اس قصہ کو اسماء بنت ابوبکر وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی **وَإِذَا قُرِئَتِ الْقُرْآنُ فَجَعَلْنَا** **بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا** (آیت ۵۱- سورۃ النحل) جب وہ حضرت کے پاس آئی اور آپ کو نہ دیکھا تو ابوبکر سے بولی کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے ساتھی نے مجھ کو برا کہا ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا رب کعبہ کی قسم حضرت نے تم کو برا نہیں کہا ہے۔

گیا رھواں معجزہ۔ شیخ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابوبکرؓ اور ولید بن مغیرہ نے مع ایک جماعت کے بنی مخزوم کے ساتھ مشورہ کیا کہ جب آنحضرت مسجد میں آئیں ان کو مار ڈالیں جب دوسرے روز آنحضرت مسجد میں آئے اور نماز میں مشغول ہوئے۔ ان سب نے ولید کو بھیجا کہ آنحضرت کو ہلاک کر دے۔ جب وہ حضرت کے قریب پہنچا تو آپ کی آواز سنتا تھا مگر حضرت کو دیکھتا نہ تھا۔ اس نے واپس جا کر یہ حال بیان کیا تو ان لوگوں کو یقین نہ آیا اور سب کے سب حضرت کے پاس آئے۔ آپ کی آواز سنی تو آواز کے پیچھے چلے۔ پھر اپنے پیچھے آواز سنی تو پیچھے اور آواز کی طرف دوڑے۔ پھر آواز پہلے مقام سے سنی۔ اس طرف آئے۔ اسی طرح دوڑتے

ہوئے اور حیران و پریشان ہو کر واپس چلے گئے تو خدا نے یہ آیت نازل کی **وَجَعَلْنَا مِ بَيْنَ آيِدَيْهِمْ سَدًّا** **وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ** (آیت ۲۳ سورۃ یسین) ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار کھڑی کر دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنا دی اور ان کی آنکھوں کو ڈھکے یا ڈھکے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ بارھواں معجزہ۔ شیخ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب مدینہ کے یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ نہ کرنے کا ہمد اور جو دیت مسلمانوں پر لازم ہے اس میں اعانت کرنے کا اقرار کیا تو حضرت بنی نضیر کے پاس گئے اور اس میں اعانت چاہی۔ انہوں نے کہا بیٹھے کھانا وغیرہ کھائے ہم دیت جمع کر کے حاضر کرتے ہیں اور درپردہ حضرت کو ہلاک کرنے کی کوشش میں مشغول ہوتے۔ اسی وقت جبریل نازل ہوئے اور ان کے ارادہ سے حضرت کو آگاہ کیا۔ حضرت ان کے گھر سے باہر نکل آئے اور ان کی بدعہدی ظاہر ہوئی۔

تیرھواں معجزہ۔ شیخ طبری اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ عرب کے ایک گروہ سے جنگ کے لیے چلے اور ایک موضع میں پہنچے جس کو ذی امر کہتے تھے۔ وہاں کے لوگ لشکر دیکھ کر بھاگ گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بنا گزین ہوئے۔ حضرت اس مقام پر ٹھہرے جہاں سے ان کو دیکھ سکیں پھر اپنے لشکر سے قحطائے حاجت کے لیے نکلے۔ بارش ہونے لگی جس سے آپ بالکل جھیک گئے اور کپڑے تر ہو گئے۔ آپ نے اپنے کپڑے اتار کر ایک درخت پر لٹکا دیئے اور اس کے سایہ میں لیٹ گئے۔ وہ دیہاتی حضرت کو دیکھ رہے تھے۔ ان کا سردار جس کا نام دینور بن حارث تھا حضرت کے پاس آیا اور تلوار نکال کر بولا اس وقت آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا کہ خدا جبریلؑ نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اس کی تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ آنحضرت نے اس کی تلوار اٹھائی اور اس کے پاس آکر فرمایا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا کوئی نہیں۔ اور کلمہ پڑھ کر

خدا کا حضورؐ کی لگا ہواں ہے حضرت کو پوشیدہ کر دیا۔

مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ دوسری روایت کے مطابق جب اس نے چاہا کہ حضرت پرتلوار سے دار کرے کا پنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور ابو حمزہ شمالی کی روایت کے مطابق دعوت کا بیان ہے کہ ایک مرد سفید پوش نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ فرشتہ تھا چودھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فہار قریش جبرائیل میں جمع ہوئے اور بالاتفاق قسم کھائی کہ اگر محمدؐ کو مسجد میں دیکھ لیں گے تو سب مل کر ان کو قتل کر دیں گے جتنا قافلہ کو اس کی اطلاع ہوگئی اور وہ روتی ہوئی آنحضرت کے پاس آئیں اور ان کا ارادہ بیان کیا۔ آپ نے ونو کے لیے ان سے پانی منگوایا اور ونو کے مسجد میں تشریف لے گئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا خدا نے حضرت کا رعب ان کے دلوں میں ڈال دیا، ان سب نے اپنا سر جھکا لیا اور ان کی ٹھڈیاں سینہ سے پھرت ہو گئیں حضرت نے ایک مٹھی خاک اٹھا کر ان کی طرف پھینکا اور فرمایا **شَاهَتِ الْوُجُوْدُ**۔ وہ خاک جس جس کے جسم پر پڑی وہ سب روزِ بدر مارے گئے۔

پندرھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ اہل بیتؑ کے قریب پہنچے تو آپ کی آواز سنتا تھا مگر حضرت کو دیکھتا نہ تھا۔ اس نے واپس جا کر یہ حال بیان کیا تو ان لوگوں کو یقین نہ آیا اور سب کے سب حضرت کے پاس آئے۔ آپ کی آواز سنی تو آواز کے پیچھے چلے۔ پھر اپنے پیچھے آواز سنی تو پیچھے اور آواز کی طرف دوڑے۔ پھر آواز پہلے مقام سے سنی۔ اس طرف آئے۔ اسی طرح دوڑتے

ہوئے اور حیران و پریشان ہو کر واپس چلے گئے تو خدا نے یہ آیت نازل کی **وَجَعَلْنَا مِ بَيْنَ آيِدَيْهِمْ سَدًّا** **وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ** (آیت ۲۳ سورۃ یسین) ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار کھڑی کر دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنا دی اور ان کی آنکھوں کو ڈھکے یا ڈھکے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ بارھواں معجزہ۔ شیخ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب مدینہ کے یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ نہ کرنے کا ہمد اور جو دیت مسلمانوں پر لازم ہے اس میں اعانت کرنے کا اقرار کیا تو حضرت بنی نضیر کے پاس گئے اور اس میں اعانت چاہی۔ انہوں نے کہا بیٹھے کھانا وغیرہ کھائے ہم دیت جمع کر کے حاضر کرتے ہیں اور درپردہ حضرت کو ہلاک کرنے کی کوشش میں مشغول ہوتے۔ اسی وقت جبریل نازل ہوئے اور ان کے ارادہ سے حضرت کو آگاہ کیا۔ حضرت ان کے گھر سے باہر نکل آئے اور ان کی بدعہدی ظاہر ہوئی۔

تیرھواں معجزہ۔ شیخ طبری اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ عرب کے ایک گروہ سے جنگ کے لیے چلے اور ایک موضع میں پہنچے جس کو ذی امر کہتے تھے۔ وہاں کے لوگ لشکر دیکھ کر بھاگ گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بنا گزین ہوئے۔ حضرت اس مقام پر ٹھہرے جہاں سے ان کو دیکھ سکیں پھر اپنے لشکر سے قحطائے حاجت کے لیے نکلے۔ بارش ہونے لگی جس سے آپ بالکل جھیک گئے اور کپڑے تر ہو گئے۔ آپ نے اپنے کپڑے اتار کر ایک درخت پر لٹکا دیئے اور اس کے سایہ میں لیٹ گئے۔ وہ دیہاتی حضرت کو دیکھ رہے تھے۔ ان کا سردار جس کا نام دینور بن حارث تھا حضرت کے پاس آیا اور تلوار نکال کر بولا اس وقت آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا کہ خدا جبریلؑ نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اس کی تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ آنحضرت نے اس کی تلوار اٹھائی اور اس کے پاس آکر فرمایا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا کوئی نہیں۔ اور کلمہ پڑھ کر



ذرا میرے ساتھ الگ چلے کہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آپ اٹھ کر اُس کے ساتھ ایک طرف چلے گئے۔ اُس وقت اُس نے اربد اپنے چچا زاد بھائی کو اشارہ کیا کہ شمشیر کھینچ اور حضرت کو مار دے۔ اُس نے غلاف سے تلوار کھینچنا چاہی وہ ایک بالشت سے زیادہ نہ نکلی۔ ہر چند کوشش کی تلوار باہر نہ کھینچ سکا۔ عامر جس طرح اُس کو اشارہ کرتا رہا وہ اُسی طرح تلوار نکالنے کی کوشش کرتا رہا مگر تلوار تمام سے باہر نہ نکلی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اربد نے کہا کہ ایک ذیوار میرے اور حضرت کے درمیان حائل ہو گئی اور جب دوسری بار میں نے ارادہ کیا عامر کو اپنے زہر پر پایا۔ عرض جب آنحضرت نے اربد پر نگاہ کی دیکھا کہ وہ نیام سے تلوار نکالنے کی کوشش کر رہا ہے آپ نے فرمایا خداوند امیری حفاظت فرما۔ اسی اثنا میں لوگوں نے ان کے گرد ہجوم کیا اور وہ دونوں بھاگ گئے۔ لیکن اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکے۔ خدا نے اربد پر بجلی گرا دی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ عامر زن سلویہ کے گھر آیا اس کی انگلی میں طاعون لپکتی نکلی آیا۔ اُس عورت نے کہا اے عامر شتر کے مانند غدہ تیرے بھی نکل رہا ہے کیا سلویہ ہی کے گھر سے گئے گا۔ حالانکہ وہ لوگ اُس قبیلہ کے لوگوں کے یہاں قیام کرنا تنگ و دار سمجھتے تھے۔ یہ سننے ہی عامر بے کھوڑے پرسوار ہو کر پہلا غھوڑی راہ طے کی تھی کہ جہنم داخل ہوا۔

اٹھارہواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ غزوہ تبوک میں اتنی اشخاص مکہ والوں میں سے آنحضرت کو ہلاک کرنے کی غرض سے کہہ بیٹھیں سے نیچے آئے حضرت نے اُن پر لعنت کی اور وہ سب اندھے ہو گئے صحابہ نے ان کو گرفتار کیا۔ آنحضرت نے اُن پر احسان فرمایا اور پھوڑ دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی **هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ دَائِدَ يَوْمَ فَتَنَ الْمُصَلِّينَ** (پلٹ آیت ۳۳ سورۃ فتح) ”وہی خدا وہ ہے جس نے تم کو کفار پر فتح دینے کے بعد مکہ کی مسجدوں اُن کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے روک دیئے“

انیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور اکثر مؤرخین نے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش جنگ بدر سے واپس ہوئے، ابولہب نے ابوسفیان سے کوچھا کہ تمہاری شکست کا کیا سبب ہوا؟ اُس نے کہا یہی کہ جس وقت ہم برسرِ پیکار ہوتے دوسرے راستہ سے ہم بھاگ کھڑے ہوتے اور ہم کو اُن لوگوں نے قتل کیا اور اسیر کر لیا جس طرح انہوں نے چاہا۔ اور ہم نے سفید پوش مردوں کو دیکھا جو ابلیق گھوڑوں پر سوار آسمان وزمین کے درمیان معلق تھے۔ اُن کے سامنے کوئی گھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ ابورافع نے عباس کی دستِ اُم الفضل سے کہا وہ فرشتے تھے۔ ابولہب نے جویرئہ کو ابورافع کو زمین پر دے پٹکا۔ ام الفضل نے خیر کا ستون ابولہب کے سر پر مارا کہ اُس کا سر پھٹ گیا۔ اُس کے بعد وہ سات روز زندہ رہا۔ خدا نے اس کو مرضِ عدسہ میں مبتلا کر دیا۔ عدسہ وہ مرض ہے جس سے اہل عرب بہت ڈرتے اور پرہیز کرتے ہیں کہیں دوسروں کو نہ عارض ہو جائے۔ اسی سبب سے تین روز وہ گھر میں مر رہا کہ اُس کے کہنے کے بھی اُس کے قریب دفن کرنے کے واسطے نہیں گئے۔ آخر اُس کو لوگ رستی باندھ کر کھینچتے ہوئے لے گئے اور مکہ کے باہر ایک جگہ ڈال دیا، اور بہت سے ڈھیلے پتھر اُس پر ڈال کر بچھا دیا۔

ایک کے دشمنوں کا دنیا میں عذاب ہو کر اصل جہنم ہوتا۔

آنحضرت کے دشمنوں کا دنیا میں عذاب ہو کر اصل جہنم ہوتا۔

بیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جنگ خندق میں ابوسفیان نے سات ہزار تیر انداز مقرر کیے تھے کہ کیا رنگی آنحضرت کے لشکر پر تیروں کی بارش کریں۔ صحابہ نے جو یہ خبر سنی خوفزدہ ہوئے اور حضرت سے شکایت کی حضرت نے اپنی آستین کو ہوا میں حرکت دی اور دعا کی۔ جب اُن لوگوں نے تیر چلانا شروع کیا خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے تیروں کو انہی کی طرف پلٹا دیا اور ہر تیر نے اپنے پھینکنے والے کو زخمی کیا۔

ایکسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا میرے کے ساتھ یہودیوں کے ایک قلعہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ روٹی اور دال وغیرہ اُن سے خریدیں۔ ایک یہودی نے کہا جو آپ جاتے ہیں میرے پاس ہے۔ اور اپنے گھر کا کہ اپنی زوجہ سے کہا کہ قلعہ کی فصیل پر بجا اور جب قلعہ میں آئے لگیں وہ بڑا پتھر اُن کے اوپر گرا دے۔ جب حضرت داخل قلعہ ہوئے اور عورت نے وہ پتھر گرا نا چاہا جبریلؑ نازل ہوئے اور اپنے پروں کو پتھر پر مارا وہ پتھر دیوار میں سوراخ کر کے بجلی کی طرح آیا اور اُس ملعون یہودی کی گردن میں مثل بجلی کے پھنس گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بیٹھ کر رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ تو نے کیا ارادہ کیا تھا کہ ایسی بلا میں مبتلا ہو گیا۔ اُس نے کہا آپ کے ہاتھ کچھ نیچے کا میرا ارادہ نہ تھا بلکہ اس لینے اپنے مکان میں آپ کو لایا تھا کہ ہلاک کر دوں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ معدنِ کرم اور سیدِ عرب و عجم ہیں۔ لہذا مجھے معاف کر دیجئے حضرت نے اُس پر رحم فرمایا اور دعا کی تو اس کی گردن سے وہ پتھر نکلا لگیا۔

بانیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابرؓ اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک مرد قریش نے قسم کھائی کہ میں ضرور محمدؐ کو قتل کر دوں گا۔ لیکن اُس کے گھوڑے نے جنت کی، وہ زمین پر گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

تیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ معمر بن یزید شجاعی میں مشہور تھا اور قبیلہ کنانہ میں امیر و سردار تھا۔ قریش نے آنحضرت کے بارے میں اُس سے مدد چاہی اُس نے کہا میں اُن کے شر سے تم کو نجات دلاؤں گا اور اُن کو قتل کر دوں گا۔ میرے پاس بیس ہزار سپاہی ہیں۔ یہی ہاشم کو کچھ سے جنگ کی تاب نہیں ہے۔ اگر خونبہا مانگیں گے تو میرے پاس مال بھی کافی ہے میں خونبہا بھی دے دوں گا۔ وہ ایسی تلوار باندھتا تھا جس کی لمبائی دس بالشت اور چوڑائی ایک بالشت تھی ایک روز آنحضرت

حاشیہ صفحہ ۳۹۲ کا لے ٹوٹ فرماتے ہیں کہ اب وہ عمرہ کی شاہراہ پر ہے۔ جو شخص اُس مقام سے گزرتا ہے چند ڈھیلے اُس پر پھینکتا ہے یہاں تک کہ ایک بڑا ٹیلا ہو گیا ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ خدا و رسول کی مخالفت کس طرح صحابہؓ نے نبھائے شریف کو اپنے شرف و مرتبہ سے محروم کر دیتی ہے اور اطاعت خدا و رسول بے حسب و نسب لوگوں کو کیسے بلند مدارج پر پہنچا دیتی ہے اور اہلیتِ عزت و شرافت میں داخل کر دیتی ہے۔ یہاں اشارہ ہے جناب سلمان فارسی کی جانب جنکو پھر نے اپنے اہلیت میں داخل فرمایا تھا۔ (مستحکم)

حجرا اسمیل میں نماز پڑھ رہے تھے۔ معمر نے اپنی تلوار اٹھائی اور آنحضرتؐ کی طرف چلا جب قریب پہنچا زمین پر گر پڑا اور زخمی ہو گیا۔ پھر اٹھ کر بھاگا اور اطمینان تک پہنچا۔ خوئی اُس کے منہ سے جاری تھا۔ لوگوں نے اُس کا یہ حال دیکھا تو اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ خون اُس کے چہرہ سے دھویا اور پوچھا تھ کہ کیا ہوا؟ اُس نے کہا تمہارے قریب میں جو آیا اُس نے دھوکا کھایا۔ میں نے ہرگز ایسا واقعہ نہ دیکھا تھا۔ جب میں اُن کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ دو اثر دھے اُن کے سر سے پیدا ہوئے جنکے منہ سے آگ نکل رہی تھی، دونوں نے مجھ پر حملہ کیا۔

پو بیسواں مہجرہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ کلدہ بن اسد نے عقیل و عقال کے مکان کے درمیان آنحضرتؐ پر ایک مزارق پھینکی جو پلٹ کر اسی کے سینہ پر پڑی اور وہ ڈر کر بھاگا۔ لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ اُس نے کہا تم پر دوائے ہوشیاری اس شرمست کو نہیں دیکھتے ہو جو میرا بیچھا کئے ہوئے ہے۔ وہ بولے ہم کو کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی۔ اُس نے کہا میں تو دیکھ رہا ہوں۔ غرض کہ وہ بھاگتا ہوا طاقت تک چلا گیا۔

پچیسواں مہجرہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز دو پہر کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے باہر نکلے اور حجون کی گزرگاہ تک پہنچے اور نضر بن الحارث آنحضرتؐ کے قتل کے ارادہ سے پیچھے آ رہا تھا۔ جب حضرتؐ کے قریب پہنچا، بھاگا۔ ابوہل اُس کے پاس آیا اور پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ اُس نے کہا آج جبکہ محمدؐ تنہا جا رہے تھے اس ارادہ سے اُن کے پیچھے گیا کہ اُن کو ہلاک کر دوں۔ جب میں اُن کے قریب پہنچا میں نے شہروں کو دیکھا جو دھاڑتے ہوئے مجھ پر دوڑ پڑے۔ ابوہل ملعون نے کہا یہ اُن کے جادو کا اثر ہے۔

چھبیسواں مہجرہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرد قریش نے آنحضرتؐ کو بوجھ میں دیکھا، ایک پتھر اٹھایا کہ حضرتؐ کو مارے۔ جب اُس نے اپنا ہاتھ بلند کیا وہ پتھر اُس کے ہاتھ سے لپٹ گیا، اور ہاتھ خشک ہو گیا۔

ستائیسواں مہجرہ۔ ابن شہر آشوب اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ مسجد میں بلند آواز سے تلاوت قرآن کر رہے تھے؛ کفار قریش کو ناگوار گزرا۔ اُٹھے تاکہ آنحضرتؐ کو پکڑ لیں ناگاہ ان کے ہاتھ انکی گردنوں میں بندھ گئے اور وہ سب اندھے ہو گئے۔ اور ٹوٹتے ہوئے آنحضرتؐ کے پاس آئے اور آنحضرتؐ سے گڑگڑاتے اور قسم دی۔ تو آپؐ نے دعا کی اور اُن کے ہاتھ کھل گئے اور ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اس وقت سورۃ یسین کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔

اٹھائیسواں مہجرہ۔ ابن شہر آشوب نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ مسجد میں تھے ابوہلب لعنۃ اللہ علیہ نے ایک پتھر اٹھا کر بابا کہ حضرتؐ پر پھینکے، اُس کا ہاتھ اٹھا رہ گیا اور نیچے لانا ممکن نہ ہوا، تو حضرتؐ سے رویا کر گزرایا اور قسمیں کھائیں کہ اگر صبح ہوجائے گا تو کبھی حضرتؐ کو کوئی تکلیف پہنچائے گا۔ حضرتؐ دعا کی اور ہاتھ درست ہو گیا تو بولا بیشک تم کے جادو گر ہو۔ اُس وقت سورۃ تبت یدہ نازل ہوئی۔

انیسواں مہجرہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا ایک مرتبہ بنی شامہ کے پاس گئے اور اسلام کی دعوت دی انہوں نے انکار کیا اور آنحضرتؐ سے جنگ کے لیے پانچ ہزار سوار آپؐ کے ساتھ ملے

کیا جب وہ سوار حضرتؐ کے قریب پہنچے حضرتؐ نے دعا کی اور ایک ہوا چلی اور سب ہلاک ہو گئے۔

تیسواں مہجرہ۔ ابن شہر آشوب اور دوسروں نے روایت کی ہے کہ روز جنگ احد ابن قیس نے ایک پتھر آنحضرتؐ کی طرف پھینکا۔ وہ حضرتؐ کے پیروں پر لگا۔ آپؐ نے فرمایا ہاتھ کو ذلیل کرے۔ وہ جب اُٹھنے والی جلا تو ایک مقام پر سوار ہوا تھا کہ ایک پہاڑی بکرا آیا اور اپنی سینک اُس کے پیٹ میں گھونپ دی۔ وہ چلانے لگا واذلاہ بکرے نے سینک پھار کر اُس کی گردن کے حلقہ سے نکالا۔

اکیسواں مہجرہ۔ اور یہ مہجرہ متواترہ سے ہے کہ روز جنگ خندق حضرتؐ نے دعا کی اور خدا نے ایک تیراودخت ہوا جس سے سینگ بڑوں کو اڑا کر پھینک دیا۔ اور مسلمانوں کی قوت و اپنی کثرت کے باوجود وہ بھاگ گئے

بیسواں مہجرہ۔ حضرتؐ نے جنگ بدر میں ایک مٹی ریت اٹھا کر کافروں کے لشکر پر مارا اور فرمایا شاہت الموجودہ۔ ہوائے ان سنگ بڑوں کو اڑا کر اُن کے چہروں تک پہنچا دیا۔ تو جس جس کے منہ پر وہ خاک پڑی وہ اسی روز یا تو مارا گیا یا اسیر ہوا۔

تینتیسواں مہجرہ۔ ابن شہر آشوب نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جب عربوں نے حضرتؐ کے چرواہے کو مار ڈالا اور مویشیوں کو لے گئے تو حضرتؐ نے اُن پر نفرین کی کہ خداوند ان کو راستہ بھلا دے وہ راستہ سے بھٹک گئے اور حضرتؐ کے اصحاب اُن کے پاس پہنچ گئے اور ان کو گرفتار کر لیا۔

چونتیسواں مہجرہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے کسی عورت کی خواستگاری کی اُس کے باپ نے کہا کہ اُس کے سفید داغ ہیں لیکن حقیقت میں نہ تھے حضرتؐ فرمایا ایسا ہی ہوگا؛ تو اسے داغ پر گئے۔

پینتیسواں مہجرہ۔ حضرتؐ نے زہیر شاعر کو دیکھا تو دعا کی خداوند مجھے اس شیطان کے شر سے بچا دے میں رکھ، تو وہ ایک شاعر بھی نہ بنا سکا۔

چھتیسواں مہجرہ۔ روایت ہے کہ ایک روز حضرتؐ بلالؓ اذان کہہ رہے تھے جب اُٹھ کر اُن مَحْضَرُ الرَّسُولِ اللہ کہا ایک منافق بول اٹھا ”جو جھوٹا ہو وہ جل جاتے“ تو اُسی رات وہ چراغ کو درست کرنے اٹھا اُس کی لو اس کی انگلی میں لگ گئی اور ہر چند اُس نے جھانے کی کوشش کی، لیکن وہ آگ نہ بجھی اور اُس کے سائے بدن کو جلا دیا۔

سیسیتسواں مہجرہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عقبہ بن معیط اور ابی بن خلف آپس میں بھائی بھائی بن گئے تھے۔ ایک مرتبہ عقبہ ایک سفر سے واپس آیا اور لوگوں کی مینافیت کی اور اشراف قوم کے ساتھ حضرتؐ کو بھی دعوت میں بلایا۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک تو ایمان نہ لائے گا میں تیری دعوت قبول نہ کر دوں گا۔ اُس نے کلمہ شہادتین پڑھا تو حضرتؐ نے اُس کے یہاں کھانا کھایا۔ جب ابی بن خلف سفر سے واپس آیا تو عقبہ کا حال سنا اور اُس کو ملامت کی تو مسلمان ہو گیا۔ میں اُس وقت تک تجھ سے باتیں نہ کر دوں گا جب تک تو محمدؐ کی تکذیب اور اُن کو ذلیل نہ کرے گا۔ یہ سن کر وہ ملعون حضرتؐ کے پاس آیا اور حضرتؐ کے اوپر تھوک دیا۔ لیکن اس کا آب دہان جس دوحہ ہو کر پلٹ گیا، اور اُسی کے دونوں رخساروں کو جلا دیا جس کا نشان بڑھ گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک تو مکہ میں سے زندہ رہے گا، جب باہر چلتے گا اپنی ہی تلوار سے مارا جائیگا بغیر خون

## ۲۱ ایک سوال باب

آنحضرت کے اُن معجزات کا بیان جو شیاطین اور جنوں پر غلبہ کے سلسلہ میں ظہور پذیر ہوئے اور اُن میں سے بعض کا ایمان لانا، اور آنحضرت کی نبوت کی خبر دینا وغیرہ

پہلا معجزہ - شیخ طبری اور دوسرے محدثین نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب جناب ابوطالب کا انتقال ہوا آنحضرت پر سختیاں زیادہ ہونے لگیں اور اہل مکہ نے حضرت کی ایذا و تکلیف پر اتفاق کیا، تو حضرت طائف کی طرف تشریف لے گئے کہ شاید ان میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئیں جب حضرت طائف پہنچے تین اشخاص سے ملاقات کی جو وہاں کے رؤساء میں سے تھے اور ایک دوسرے کے بیٹے تھے "عبد اللیل" مستود اور حبیب" پسران عمرو۔ حضرت نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا میں نے کعبہ کا پل چرایا ہوگا اسی لئے خدا نے تم کو بھیجا ہوگا۔ دوسرے نے کہا کہ خدا سے ممکن نہ ہوا کہ تم سے بہتر کسی شخص کو پیغمبری کے لئے بھیجتا۔ تیسرے نے کہا واللہ میں تم سے اس کے بعد گفتگو نہ کروں گا اس لئے کہ تم پیغمبر خدا ہو اور تمہاری شان بہت بلند ہے اس سے کہ تم سے گفتگو نہ کروں۔ اور اگر تم مجھ کو دعوائے کرتے ہو تو اس قابل نہیں ہو کہ تم سے گفتگو کی جائے۔ غرض کہ ان سب نے آپ کا مذاق اڑانا شروع کیا۔ جب ان کی قوم نے دیکھا کہ ان کے سرداروں نے حضرت کے ساتھ یہ سلوک کیا، تو دونوں طرف سے قطار باندھ کر حضرت پر پھینکنے لگے یہاں تک کہ آپ کے پائے اقدس زخمی ہو گئے اور خون جاری ہو گیا۔ وہاں سے آپ ان کے ایک باغ میں چلے گئے تاکہ کسی درخت کے سایہ میں آرام فرمائیں وہاں عقیدہ اور شبہ کو دیکھا اور زیادہ محزون دیکھیں ہوئے، کیونکہ حضرت ان کی عداوت سے آگاہ تھے۔ جب حضور کو ان دونوں نے دیکھا اپنے ایک غلام نصرانی عداوت نامی کے ہاتھ حوالہ بنیوں سے تھا کھانگور حضرت کے پاس بھیجے۔ غلام حضرت کے پاس پہنچا تو حضرت نے اس سے پوچھا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا بنی نواسہ ہوں حضرت نے فرمایا کہ تم یونس بن مثنیٰ جیسے نیک بندے کے شہر کے رہنے والے ہو۔ اس نے کہا آپ کو کیا معلوم کہ یونس کون تھے حضرت نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اور خدا نے مجھے یونس کے حال سے آگاہ کیا ہے۔ عداوت یہ سب سے ہی سجدہ میں گر پڑا اور حضرت کے پیالے مبارک کے بوسے لینے لگا حالانکہ حضرت کے پیروں سے خون جاری تھا جب عقبہ اور شبہ نے اس غلام کا یہ حال مشاہدہ کیا دم بخود ہو گئے جب غلام ان کے پاس واپس آیا ان دونوں نے کہا کہ کیوں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے نہ سجدہ کیا اور ان کے پیروں کو بوسہ نہ کیا؟ تو نے بھی ہم لوگوں کے لئے ایسا

روز بدر مقتول ہوا اور ابی روزا اُحد مارا گیا۔  
اُتیسواں معجزہ - ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابی بن خلف مکہ میں آنحضرت کو مار ڈالنے کی دھمکی دیا کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ غرض جنگ اُحد میں حضرت نے اس کی طرف ایک لکڑی پھینکی جس سے اس کی گردن میں خراش ہو گیا۔ وہ میدان سے پلٹا اور گائے کی طرح چلا آتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا ایک معمولی خراش سے اس طرح چلا آتا ہے۔ اس نے کہا اگر یہ خراش تمام قبیلہ بنیہ اور قبیلہ مضر پر برپا ہوتی تو حب کے سبب مرجاتے۔ انہوں نے مجھ سے قتل کا وعدہ کیا تھا، اگر وہ مجھ پر تھوگ دیتے تو میں اُسی سے مرجاتا۔ پھر ایک روز کے بعد جہنم واصل ہوا۔

اُتیسواں معجزہ - طب الامۃ اور مجمع البیان اور تفسیر عیاشی بلکہ تمام معتبر کتابوں میں حضرت صادق سے بطریق متعددہ منقول ہے کہ آنحضرت کو ایک مرتبہ کوئی بیماری لاحق ہوئی جب رسول میکائیل علیہ السلام آئے جب رسول نے کہا یا رسول اللہ لید بن اعصم نے آپ پر جادو کیا ہے اور اس کو بنی رزق کے کنوئیں میں پوشیدہ کر رکھا ہے لہذا آپ جسکو سب سے زیادہ بلند و برتر سمجھتے ہوں جس پر آپ کو سب سے زیادہ اعتماد و تعلق ہو اور جو کمالات میں مثل آپ کے ہو اس کو بھیجئے تاکہ وہ اس کنوئیں سے جادو باہر نکالے۔ آنحضرت نے یہ سُنکر جناب امیر کو بلایا اور فرمایا چاہہاں پر جادو اس کے اندر میرے لئے جادو کر کے ختم کے غلاف میں رکھا ہے اور ایک پتھر کے نیچے کنوئیں کی تہ میں دبا دیا ہے جناب امیر اس کنوئیں پر آئے۔ اس کنوئیں کا پانی جادو کے سبب سے ہندی کے پانی کی طرح رنگین ہو گیا تھا۔ امیر المؤمنین نے کنوئیں کے پانی کو نکالا اور اس پتھر کے نیچے سے آنحضرت نے جس کا پتہ بتایا تھا غلاف خرما نکالا اور حضرت کی خدمت میں لائے جب اس کو کھولا تو اس میں سے کنگھی اور اس کے کچھ دندلے اور ایک رسی نکلی جس میں گیارہ گرہیں ڈالی گئی تھیں۔ اور اس میں سویتان چھبی، موتی تھیں۔ اُسی روز جناب جبریلؑ سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور سورۃ قل اعوذ برب الناس لائے تھے۔ حضرت نے فرمایا اے علیؑ ان دونوں سورتوں کو ان گرہوں پر پڑھو۔ جناب امیر نے پڑھا شروع کیں۔ ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی یہاں تک کہ تمام سورتوں کو پڑھا، اور ساری گرہیں کھل گئیں اور دوسری روایت کے مطابق جبریلؑ نے قل اعوذ برب الفلق اور میکائیلؑ نے سورۃ قل اعوذ برب الناس کو حضرت کی تعویذ کے لئے پڑھا۔ اور دوسری روایت کے مطابق جناب جبریلؑ نے سورۃ فلق و الناس اور قل صوالہ احد پڑھا، پھر یہ دعا پڑھی: بسم اللہ ارفیقک واللہ یشفیک من کل داء یوذیت خذھا فلتعینک لہ۔

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ علامہ شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ جادو کا اثر انبیاء و ائمہ علیہم السلام پر نہیں ہوتا اور آنحضرت کی تکلیف اس جادو کے سبب نہ تھی بلکہ خداوند عالم نے آنحضرت کی حیثیت کے اظہار کے لئے ان کافروں کا سحر ظاہر کر دیا اور ان سورتوں کو دوسروں سے سحر کے دفع کرنے کے لئے نازل کیا ہے۔ ۱۲



نہیں کیا حالانکہ ہم تیرے آقا ہیں۔ اُس نے کہا یہ مرد شائستہ ہے۔ اور یونس بن مثنیٰ کا حال مجھ سے بیان کیا تو وہ دونوں ہنسے اور بولے تو اُس کے فریب میں نہ آنا کیونکہ (معاذ اللہ) وہ بڑا مکار ہے۔ تو اپنے دین کو ترک مت کر۔ یہ دیکھ کر اُن سے حضرت نامید ہو گئے اور مکہ کو واپس آ گئے۔ جب غلہ میں پیچھے رات ہو چکی تھی نماز میں مشغول ہو گئے۔ اُسی مقام سے نصیبین کے جنوں کا ایک قافلہ گذر رہا تھا جو عین کا ایک موضع ہے۔ وہاں حضرت تمام شب نماز میں مشغول رہے اور صبح کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے جب اُن جنوں نے قرآن کی آیتیں سنیں ایمان لے آئے اور اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی دوسری روایت کے مطابق حضرت مامور ہوئے کہ جنوں پر اپنی رسالت کی تبلیغ فرمائیں اور ان کو اسلام کی دعوت دیں اور قرآن اُن کو سنائیں۔ تو حق تعالیٰ نے حضرت کے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک گروہ بھیجا حضرت اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ میں آج رات مامور ہوا ہوں کہ جنوں کو قرآن بتا دوں تم میں سے کون میرے ساتھ آتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود حضرت کے ساتھ چلے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ جب ہم مکہ کی پہاڑیوں پر پہنچے حضرت جنوں کے درہ میں داخل ہوئے اور ایک خط میرے گودھ کیچ دیا اور فرمایا اسی کے اندر بیٹھو اس کے باہر مت جانا جب تک میں نہ آجاؤں۔ غرض حضرت نماز میں مشغول ہوئے اور قرآن کی تلاوت شروع کی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کیسے انتہا سیاہیاں جمع ہونے لگیں اور میرے اور حضرت کے درمیان حائل ہو گئیں کہ آنحضرت کی آوازیں نہ سن سکتا تھا۔ پھر وہ سیاہیاں ابر کے ٹکڑوں کی طرح منتشر ہو گئیں اُن میں سے کچھ حضرت کے پاس باقی رہ گئیں جب حضرت نماز صبح سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا تم نے کچھ دیکھا میں نے عرض کی ہاں کالے کالے مردوں کو دیکھا تھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے حضرت نے فرمایا یہ نصیبین کے جن ہیں تھے۔ ابن عباس کی روایت کے مطابق وہ ستر افراد تھے حضرت نے ان کو ان کی قوم پر اپنا رسول مقرر فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ نو افراد تھے۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے اُن کے سامنے سورۃ الرحمن کی تلاوت کی انہوں نے جو کچھ جواب دیا وہ تم لوگوں کے جواب سے بہتر تھا یعنی جب میں نے قِیَاسِی الْاَکْوَارِیْکُمْ اَشْکَدُ تِلْکَ تِلْکَ (سورۃ الرحمن) کی تلاوت کی تو وہ بولے لا و لا بَشِیْخٍ مِّنْ اٰلِہٖمۡ دَبْتُمْ اَشْکَذِب۔ (ہمیں ہمارے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کی تکذیب نہیں کرتے)۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آنحضرت مبعوث ہوئے اور فرشتے شیطانوں کو آسمان پر جانے سے مانع ہوئے اور اُن کو شہاب سے مار کر جھکانے لگے تو شیطانوں نے کہا ضرور کوئی غیر معمولی امر زمین پر رونا ہوا ہے پتہ لگانا چاہیے۔ اسی سبب سے ہم کو آسمانوں پر جانے سے روکا جا رہا ہے۔ وہ سب تمام زمین پر مشرق و مغرب میں پھیل گئے۔ اُن کا ایک گروہ جو مکہ میں اترا آنحضرت کے پاس سے گزرا جبکہ حضرت غلہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ نماز صبح میں مشغول تھے۔ وہ شیاطین بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے۔ جب آنحضرت کو تلاوت فرماتے ہوئے سنا، تو بولے کہ یہی سبب ہے جس سے ہم لوگ آسمان پر جانے سے روکے گئے ہیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور کہا کہ تم نے عجیب قرآن سنا ہے جو حق کی جانب ہدایت کرتا ہے۔ تو ہم ایمان لائے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہیں کرتے تو خدا نے وقت

شیطان کے جنوں کا تعارف لانا۔

نازل فرمایا۔ ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ وہ بنی شیبان (جنوں میں سے) تھے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت زید بن حارثہ کے ساتھ مکہ سے باہر نکلے اور بازار عکاظ میں پہنچے تاکہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ وہاں کسی نے آنحضرت کی بات نہ سنی تو آپ مکہ واپس ہوئے جب وادی بجنہ میں پہنچے نماز شب میں مشغول ہوئے اور قرآن کی تلاوت فرماتے گئے۔ ادھر سے جنوں کا ایک گروہ جا رہا تھا۔ جب انہوں نے قرآن کی آیتیں سنیں تو آپس میں بولے کہ خاموش ہو جاؤ۔ اور غور سے حضرت کی قرأت سننے لگے۔ جب حضرت فارغ ہوئے تو وہ اجنہ اپنی قوم کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ ہم نے ایسی کتاب سنی ہے جو حضرت موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے اور وہ گزشتہ انور کی تصدیق کرتی ہے اور حق اور صراط مستقیم کی جانب ہدایت کرتی ہے۔ اے میری قوم کے لوگو خدا کی جانب دعوت دینے والے کی اجابت کرو تاکہ خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے اور عذاب الیم سے تم کو نجات بخٹے۔ پھر حضرت کی خدمت میں واپس آئے اور ایمان لائے۔ حضرت نے ان کو شریعت اسلام کی تعلیم دی اور خدا نے سورۃ جن نازل فرمایا۔ حضرت نے اُن پر ایک دالی اور حاکم مقرر کیا۔ وہ لوگ ہر وقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے حضرت نے جناب امیر کو مامور فرمایا کہ ان کو مسائل دین سکھائیں۔ اُن میں یمن، کافرانہ صبی، یہودی، مجوسی اور نصرانی سب ہی ہوتے ہیں۔

دوسرا معجزہ۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک جنتی عورت عذرا نامی تھی وہ اکثر حضرت کی خدمت میں آیا کرتی اور حضرت کا کلام سنا کرتی تھی اور جنوں کے نیک لوگوں سے بیان کیا کرتی تھی اور وہ اس کے ہاتھ پر ایمان لایا کرتے تھے۔ وہ چند روز حضرت کی خدمت میں نہ آئی۔ حضرت نے جبریلؑ سے اُس کا حال دریافت کیا۔ جبریلؑ نے بیان کیا کہ وہ اپنی ایمانی بہن سے ملاقات کے لیے گئی جس کو خدا کی خوشنودی کے لیے دوست رکھتی ہے حضرت نے فرمایا بہشت ان کے لیے ہے جو محض خدا کے لیے ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔ بیشک خدا نے بہشت میں ایک ستون یادِ سرخ کا پیدا کیا ہے۔ اُس ستون پر ستر ہزار قصر بنائے ہیں اور ہر قصر میں ستر ہزار بالا خانے ہیں۔ وہ ان کیلئے ہے جو آپس میں خدا کی خوشنودی کے لیے دوستی کرتے اور اُن کو دیکھنے اور ملاقات کے لیے جاتے ہیں۔ جب پھر عذرا آنحضرت کی خدمت میں آئی حضرت نے پوچھا اس سفر میں تم نے کیا عجائب دیکھے اُس نے کہا بہت سے حضرت نے فرمایا سب سے زیادہ عجیب بات جو تم نے دیکھی ہو بیان کرو۔ اُس نے کہا ابلیس کو میں نے دریائے انھری میں ایک سفید پتھر پر بیٹھتے ہوئے دیکھا وہ اپنے ہاتھ آسمان کی جانب اٹھاتے ہوئے دعا کر رہا تھا کہ خداوند! جب تو نے مجھے جہنم میں ڈالنے کی قسم ہی کھالی ہے تو میں تجھ سے بحق محمد و علی و دفاتر و حسن و حسین سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو جہنم سے بچالے اور انہی ذواتِ مقدسہ کے ساتھ حضور فرمائیں۔ اُس نے اُس سے پوچھا اے عورت یہ کس کے نام ہیں جنکے وسیلے سے تو خدا سے دعا کر رہا ہے؟ اُس نے کہا وہ نام ہیں جنکو میں نے آدمؑ کی خلقت سے ستر ہزار سال پہلے ساقی عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ اس سبب سے میں نے سمجھا کہ یہ خدا کے نزدیک اُسکی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب و بلند ہیں اس سبب سے انکے واسطے سے میں نے دعا کی حضرت نے

فرمایا خدا کی قسم اگر تمام اہل زمین ان ناموں کے ذریعہ سے خدا سے دعا کریں تو یقیناً خدا ان سب کی دعا قبول فرمائے گا۔

تیسرا معجزہ۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جنیال اولاد جہان سے ہیں اور مختلف دین کے پیرو ہیں۔ اور شیاطین ابلیس کی اولاد سے ہیں۔ ان میں مومن نہیں ہوتے سوائے ایک ذات کے جس کا نام اولیام بن ہیم ہے جو لا قیس کا بیٹا اور وہ ابلیس کا فرزند ہے۔ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا وہ بہت بلند قامت اور بیہت ناک شکل و صورت کا تھا۔ حضرت نے اس سے پوچھا تو کون ہے اُس نے اپنا نام و نسب بتایا اور کہا جبکہ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں کسن لڑکا تھا۔ لیکن میں لوگوں کو گناہوں کے ترک سے منع کرتا تھا اور کھانے کی چیزوں کو خواب کرنے پر آمادہ کیا کرتا تھا حضرت نے فرمایا تو بدکار روحان تھا اور بدکار بول رہا ہے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ میں نے جناب نوحؑ کے ہاتھوں پر توبہ کر لی ہے اور ان کے ساتھ کشتی میں تھا اور ان سے قوم کی نفرین پر اپنی ناراضی کا اظہار کیا کرتا تھا اور جناب ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھا جبکہ وہ حضرت آگ میں ڈالے گئے اور خدا نے آگ کو سرد اور باعث سلامتی قرار دے دیا تھا۔ اور میں جناب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا جبکہ خدا نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی۔ اور میں جناب ہود علیہ السلام کے ساتھ تھا جبکہ انہوں نے اپنی قوم کے لیے بد دعا کی اور میں نے کراہت ظاہر کی کہ کیوں بد دعا کی۔ اور جناب صالحؑ کے ہمراہ تھا جس وقت انہوں نے قوم پر نفرین کی تو میں نے پیر اعتراض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے تمام آسمانی کتابوں کو پڑھا ہے جن میں آپ کے آنے کی بشارت دی گئی ہے اور انبیاء نے آپ کو سلام کہا ہے اور بتایا ہے کہ آپ بہترین انبیا اور سب سے بلند مرتبہ ہیں، لہذا خدا نے جو کچھ آپ پر نازل کیا ہے اس کی مجھے تعلیم فرمائیے۔ تو حضرت نے جناب امیر کو اس کی تعلیم پر مامور فرمایا۔ اور ہام نے کہا یا رسول اللہ میں سوائے پیغمبر یا دھبی پیغمبر کے کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کرتا یہ کون ہیں آپ جسے مجھے فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا یہ میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وصی اور میرا وارث ہے۔ اس کا نام علی بن ابی طالب ہے۔ اور ہام نے کہا ہاں میں نے ان کا نام گزشتہ کتابوں میں ”ابلیا“ دیکھا ہے پھر حضرت علی علیہ السلام نے اسکو قرآن اور شرائع دین کی تعلیم فرمائی۔ وہ جنگ صفین میں شب بھر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ پوچھا معجزہ۔ شیخ مفید اور شیخ طبرسی اور تمام محدثین نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسالتاً جنگ بنی المصطلق کے لیے روانہ ہوئے اور وادی چولی کے نزدیک منزل فرمائی، آنحضرت کو جناب جبریلؑ نازل ہوئے اور آگاہ کیا کہ اس وادی میں کافر جنوں کا ایک گروہ رہتا ہے اور آپ کے ہمراہیوں کو گزند پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جناب رسول خدا نے جناب امیرؑ کو بلا کر فرمایا کہ اس وادی میں خدا کے منکر اور دشمن جنوں کا ایک گروہ ہے انکا اُس قوت کے ذریعہ دفع کرو اور ان ناموں کے ذریعہ سے اپنے متین چھوڑ کر جو جبکہ علم خدا نے تم کو مخصوص فرمایا ہے۔ پھر ایک سو اشخاص کو آپ کے ہمراہ کر دیا اور ان سے فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ رہو اور جو کچھ وہ حکم دیں اُنکی اطاعت کرنا۔ جناب امیرؑ اس وادی کی جانب روانہ ہوئے اور نزدیک پہنچ گئے اپنے ہمراہیوں کو روک دیا اور فرمایا تم لوگ یہاں ٹھہرو۔ جب تک میں نہ کہوں یہاں سے حرکت مت کرنا۔ اور خود آگے روانہ ہوئے اور خدا سے

ابلیس کی اولاد اور اولاد کا کھڑکھڑانا۔

دشمنوں کے شر سے پناہ مانگی اور اُس کے بزرگ ناموں کو زبان پر جاری کیا پھر اُس وادی میں داخل ہوئے۔ آپ کے داخل ہوتے ہی ایک نہایت تیز و سخت آندھی اٹھی اور نزدیک تھا کہ حضرت کے اصحاب منہ کے بل گر پڑیں ان کے سر ڈمک گئے۔ امیر المومنینؑ نے لغوہ مارا کہ میں علی بن ابی طالبؑ ہی رسول خدا اور ان کا چچا زاد بھائی ہوں۔ اگر تم لوگ بہادر ہو تو میرے مقابلہ پر کھڑے ہو۔ یہ سکر وہ اجنبہ شکل ہوتے وہ نیکوں کے مانند سیاہ تھے۔ ان کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے دھک رہے تھے۔ وہ تمام وادی ان کی کثرت سے بھر گئی امیر المومنینؑ تلاوت قرآن کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور اپنی تلوار کو داہنے اور بائیں حرکت دے رہے تھے جب حضرت ان کے قریب پہنچے وہ مثل دھویں کے ساد ہو کر غائب ہو گئے۔ جناب امیرؑ نے لغوہ بیکہ بلند فرمایا اور وادی سے اوپر اُڑے اور اپنے لشکر کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ جب ان کے آثار پر طرف ہو گئے صحابہ نے پوچھا یا علیؑ آپ نے کیا دیکھا؟ ہم تو خوف سے قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں اور آپ کے متعلق بھی ہم کو دھڑکا لگا ہوا تھا۔ حضرت نے فرمایا جب وہ ظاہر ہوئے میں نے خدا کا نام لے کر ان کو لاکار اُڑا دیا وہ حیران و حیر ہو گئے میں نے ان پر حملہ کیا اور کچھ پرواہ نہ کی۔ اگر وہ اپنی ہیئت پر باقی ہوتے تو میں سب کو ہلاک کر دیتا خدا ان کے شر سے مسلمانوں کو بچا لیا۔ ان میں سے جو باقی رہ گئے تھے حضرت کی خدمت میں پہنچے اور ایمان لائے اور حضرت سے امان طلب کی۔ جب امیر المومنینؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے حضرت نے ان سے بیان فرمایا کہ وہ اجنبہ تم سے پہلے یہاں آئے جنکے دلوں میں خدا نے تمہارا خوف پیدا کر دیا تھا اور مسلمان ہو گئے میں نے ان کے اسلام کو قبول کیا۔

پانچواں معجزہ۔ بسند معتبر سلمان فارسیؑ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیتؑ میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کی ایک جماعت حضرت کی خدمت میں حاضر تھی حضرت مجھ سے بھلا تھے ناگاہ ایک گرد مودار ہوئی اور حرکت کرتی ہوئی حضرت کے پاس پہنچی۔ اُس گرد میں سے ایک شخص ظاہر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو میری قوم نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ ہم آپ سے پناہ مانگیں اور آپ سے امان طلب کریں کیونکہ ایک گروہ نے ہم پر ظلم و ستم کیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ کسی کو بھیجے جو ہمارے اور ان کے درمیان حکم خدا کے مطابق فیصلہ کرے۔ آپ مجھ سے مضبوط عہد و پیمان لے لیجئے کہ میں آپ کے فرستادہ کو کل صبح آپ کے پاس پہنچا جاؤں گا اگر خدا کی جانب سے کوئی حادثہ پیش نہ آیا جس میں میرا قابو نہ ہو حضرت نے پوچھا تم کون ہو اور تمہاری قوم کیسی ہے؟ اُس نے کہا میں قبیلہ بنی نضیر میں سے شمران کا بیٹا عرظ ہوں ہم اور ہماری قوم کے کچھ لوگ آسمان پر جایا کرتے تھے اور فرشتوں کی باتیں اور خبریں سناتے تھے جب آپ مبعوث ہوئے تو ہم کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ ہم لوگ تو آپ پر ایمان لاتے ہیں لیکن ہماری قوم کے اکثر لوگ اب بھی کفر پر مابقی ہیں اس لیے ہم اُسے اور ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا چونکہ وہ ہم سے تعداد اور قوت میں زیادہ ہیں اس لیے ہماری پر آگاہ و سامان وغیرہ چھین لیا۔ اور ہم کو اور ہماری اولاد کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ التماس ہے کہ کسی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے جو ہم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرے حضرت نے فرمایا اپنا منہ کھولو تاکہ ہم تمہاری اصلی ہیئت میں تم کو دیکھیں اُس نے اپنی صورت ظاہر کی تو حضرت

وادی چولی کے جنات سے بھر کر جناب امیرؑ کا جھکا لٹا اور ان میں سے اکثر کھانا لانا۔

نے دیکھا کہ وہ ایک مرد ہے جس کے بہت بال ہیں، اُس کا سر بلند آگھیں اونچی جوہر کی لمبائی کے برابر ہیں اُن کے حلقے چھوٹے اور درندوں کے مانند دانت تھے۔ حضرت نے اُس سے ہمہ دیمان لیا کہ جس کو حضرت اُس کے ساتھ بھیجیں گے وہ اس کو دوسرے روز واپس پہنچا جائے گا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ عرفہ کے ساتھ چلے جاؤ، اُن کی مدد کرو اور اُن میں حق کے ساتھ حکم کرو۔ انہوں نے پوچھا یا حضرت یہ لوگ کہاں رہتے ہیں فرمایا زمین کے نیچے۔ عرض کی میں زمین کے اندر کس طرح جاؤں گا اور اُن کے درمیان فیصلہ کیا کروں گا جبکہ ان کی زبان سے ناواقف ہوں۔ پھر حضرت نے جناب عمرؓ کو اُن کے ساتھ جانے کو کہا وہ حضرت ابو بکرؓ کی طرح عذر خواہ ہوئے۔ حضرت عثمانؓ سے کہا، انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ آخر حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا یا علیؓ تم عرفہ کے ساتھ جاؤ اور اُن کی مدد کرو اور اُن کے معاملات کا حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ جناب امیرؓ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اپنی شمشیر ڈا ب میں رکھی اور عرفہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب ہم وادی صفا تک پہنچے امیر المومنینؓ نے فرمایا کہ اے سلمان خدا تم کو جزائے خیر دے تم واپس چلے جاؤ۔ اور زمین شکافہ ہوئی اور وہ اس کے اندر چلے گئے اور میں واپس چلا آیا اور حضرت کے لیے بے غلگن ہوا۔ دوسرے روز صبح کو حضرت نے ہمارے ساتھ نماز جماعت پڑھی اور وہ صفا پر جا کر بیٹھے۔ صحابہ حضرت کے گرد جمع تھے۔ جناب امیرؓ کے واپس آنے میں دیر ہوئی۔ آفتاب بلند ہوا اور لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ منافقین خوش ہوئے کہتے تھے الحمد للہ خدا نے ابوتراب سے ہم کو نجات بخشی اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ناز مٹ گیا جو اُن کو اپنے بھائی کے سبب سے تھا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا حضرت نے نماز ظہر ادا کی اور پھر اُسی جگہ جا کر بیٹھ گئے اور اپنے اصحاب سے گفتگو کرنے لگے۔ لوگوں نے امیر المومنینؓ کی واپسی سے نا اُمیدی ظاہر کی، اسی عالم میں عصر کا وقت بھی آگیا۔ حضرت نے جا کر نماز عصر پڑھی پھر کوہ صفا پر آکر بیٹھ گئے۔ حضرت کو بھی فکر و پریشانی پڑھنے لگی۔ دشمنوں کے طعن و طنز کی باتیں بھی زیادہ ہونے لگیں اور آفتاب کے غروب ہونے کا وقت آگیا۔ ناگاہ کوہ صفا شکافہ ہوا اور حضرت امیر المومنینؓ علیہ السلام مانند خورشید تابان اُفتی سے برآمد ہوئے۔ ثمن آپؐ کی تلوار سے ٹپک رہا تھا۔ عرفہ حضرت کے ساتھ تھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیرؓ کو سینہ سے لگایا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان لوسہ دیا۔ اور پوچھا اس قدر دیر کیوں ہوئی؟ یہاں منافقین اور کفار مذاق اڑا رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے۔ امیر المومنینؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں کافر اور منافق جنوں کی طرح گیا جو بہت زیادہ تعداد میں تھے اور عرفہ اور اس کی قوم پر ظلم ڈھارہے تھے۔ میں نے ان کو تین باتوں کی دعوت دی پہلی بات یہ کہ خدا پر ایمان لاؤ اور آنحضرتؐ کی پیغمبری کا اقرار کرو۔ انہوں نے قبول نہیں کیا۔ دوسری بات یہ کہ جزیرہ دو۔ انہوں نے یہ بھی منظور نہ کیا؛ تو تیسری بات میں نے یہ کہی کہ عرفہ اور اس کی قوم سے صلہ کر لو اور اُن کے چشتے اور چراگاہ ان کو واپس کر دو۔ اُن میں سے اکثر لوگوں نے یہ بھی منظور نہ کیا تو میں نے خدا کا نام لے کر اُن پر حملہ کر دیا اور اُن میں سے استی ہزار شخصوں کو قتل کر دیا۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو صلہ پر راضی ہو گئے اور امان مانگتے گئے اور آخر مسلمان ہو گئے پھر عرفہ نے کہا یا رسول اللہؐ

اظہار ایمان کا حضرت نے دوسرے جنوں کے مل جل کر شکار کیا تھا حضرت کا شی کے لیے امیر المومنینؓ کو ساتھ کر دیا، ان کا زور نہ جان کر ان جنوں سے جنگ کر کے ان کو کالعدم کر دیا۔

خدا آپؐ کو اور امیر المومنینؓ کو ہم لوگوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔ پھر وہ حضورؐ سے رخصت ہو کر واپس چلا گیا۔

چھٹا معجزہ۔ محاسن برقی اور دوسری معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنینؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک بوڑھا شخص آیا اور حضرت کو سلام کر کے واپس چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یا علیؓ اس بڑھے کو تم نے پہچانا؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا یہ ابلیس ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ ملعون ہے تو اُسے ایک ضرب لگاتا، اور آپؐ کی اُمت کو اس کے فریب سے نجات ہو جاتی۔ شیطانؓ نے واپس آکر کہا اے ابوالحسنؓ آپؐ نے مجھ پر ظلم کیا کیونکہ میں آپؐ کے دوستوں کے لطف میں ہرگز شریک نہیں ہوتا اور جو آپؐ کے دشمن ہیں میرا لفظ زیادہ تر ان کے بایں کے لطف کے ساتھ ان کی ماؤں کے رحم میں پہنچتا ہے۔

ساتواں معجزہ۔ جمیری نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خلاق عالم نے ملک و بادشاہی غلبہ و حکومت جیسی چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھیں جو کسی پیغمبر کو نہیں عطا فرمائی تھیں ایک روز آنحضرتؐ نے ابلیس ملعون کی گردن مسجد کے ایک ستون سے اس طرح دبا لی کہ اس کی زبان باہر نکل کر آنحضرتؐ کے ماتھے تک پہنچ گئی۔ حضرت نے فرمایا اگر جناب سلیمانؑ نے ایسی دُعا کی ہوتی کہ مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو خلق میں کسی کے لیے ان کے بعد نہ ہو تو بیشک شیطانؓ کو تم سب کو دکھا دیتا۔

آٹھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا جنین کی جانب روانہ ہوتے اٹلتے راہ میں کچھ لوگ علم و روایت لیتے ہوئے واپس آئے اور کہا یا رسول اللہؐ ایک بہت بڑا سچ ہماری راہ میں ایک پہاڑ کے مانند حائل ہے اور ہم اُدھر سے گزر نہیں سکتے۔ جب حضرت اُس کے پاس تشریف لے گئے تو اُس نے سر اٹھا کر کہا ”السلام علیک یا رسول اللہؐ“ میں شیم بن لمباع بن ابلیس ہوں آپؐ پر ایمان لایا ہوں اور اپنے اہلبیت میں سے دس ہزار افراد کو لایا ہوں تاکہ ان کا فلول کے خلاف آپؐ کی مدد کروں حضرت نے فرمایا راستہ سے الگ ہو جا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر ہماری داہنی طرف سے آ۔ یہ سن کر اُس نے راستہ چھوڑ دیا اور مسلمان اُس طرف سے گزر گئے۔

نواں معجزہ۔ کتاب اختصاص میں اصبح بن نباتہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن جناب امیر المومنینؓ نماز عصر کے بعد مسجد کوفہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بلند قد و قامت کا شخص بدوؤں کے مانند حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ جناب امیرؓ نے پوچھا وہ جن کیا ہوا جو تیرے پاس آیا کرتا تھا اُس نے کہا یا امیر المومنینؓ اب بھی برابر آتا ہے۔ حضرت نے فرمایا اس کا قصہ ان لوگوں کے سامنے بیان کر۔ اُس نے کہنا شروع کیا آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ایک رات میں یمن میں سوہا ہوا تھا آدمی رات کو ایک جن آیا اور اپنے پیر سے میر سے سر پر مارا اور کہا اُٹھ کر بیٹھو۔ میں ڈر کر اُٹھ بیٹھا۔ اُس نے کہا سنو اور چند اشعار پڑھے جن کا یہ مطلب تھا مجھے جنوں پر اور اُن کے اُمتوں پر سوار ہونے پر رنج ہے جو کہ کی جانب طلب ہدایت کیلئے روانہ ہیں حالانکہ تو مخالف ہے اُٹھ اور تو بھی سامان سفر درست کر کے گزرتا ہوں اور اللہ ہمارے پاس ہے۔



ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے جس کی اقتدا میں جنوں میں ہم نے نماز پڑھی ہے اور شاپین کے مکر برطرف ہو گئے۔ اور جنوں کو آسمان سے تیر شہاب مار کر بھگا دیا گیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ بارہواں مجزہ۔ اس شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ نبی عذرہ کا ایک بُت تھا جس کو حجام کہتے تھے۔ جب آنحضرت مبعوث ہوئے لوگوں نے اُس بُت سے آواز سنی کہ وہ کچھ اشعار پڑھ رہا تھا جبکہ حضورؐ یہ تھا کہ اے فرزندِ ان ہند بن خرام حقِ ظاہر ہوا۔ حجام ہلاک ہوا اور شرک کو اسلام نے دفع کر دیا۔ پھر حیدر ز کے بعد ایک شخص طارق نامی اُس بُت کے پاس آیا تاکہ اُس کو سجدہ کرے تو اُس سے آواز آئی کہ اے طارق پیغمبر صادق وحی ناطق کے ساتھ مبعوث ہوا اور حقِ ظاہر کرنے والا تہام میں آ گیا۔ سلامتی اُس کے دوستوں کے لیے ہے اور ندامت و پشیمانی اُس کو کمتر سمجھنے والوں کے حجتہ میں ہے۔ اس میں نے تم کو رخصت کر دیا آئندہ قیامت تک مجھ سے کوئی آواز نہ سنو گے۔ پھر وہ بُت مُنہ کے بل گر پڑا اور ٹوٹ گیا۔ زید بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا، حضرت نے فرمایا یہ کلام مومنینِ حق کا تھا۔ پھر حضرت نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں مسلمان ہو گیا۔

تیر ہواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے غزیم بن فہاک اسدی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں وادی ابرق تک اپنے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ وہاں میں نے ایک ہاتھ کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں مالک بن مالک بن نیر وینکی آگئے جو سورۃ یسین اور حایمات لاتے ہیں۔ میں نے پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں مالک بن مالک ہوں مجھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ نجد کی طرف بھیجا ہے۔ میں نے کہا اگر میرے اونٹ کی کوئی حفاظت کرتا تو میں بھی جا کر حضرت پر ایمان لاتا۔ اُس نے کہا میں حفاظت کرتا ہوں۔ میں نے اونٹوں کو وہیں چھوڑ دیا اور ایک اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کی جانب چلا۔ جب مدینہ کے دروازہ پر پہنچا جمعہ کا دن اور کل کا وقت تھا۔ میں اس انتظار میں پھر گیا کہ انکی نماز ختم ہو جائے پھر اپنے اونٹ کو بٹھایا۔ استنہ میں ایک شخص نے آکر کہا کہ تم کو رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ میں مدینہ میں داخل ہوا۔ جب حضرت مجھے دیکھا تو فرمایا کہ وہ لوٹھا شخص کہاں گیا تو میرے اونٹوں کا خدشہ ہوا تھا، میں نے عرض کی مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا اُس نے تیرے اونٹوں کو صحیح و سلامت تیرے گھر والوں کے پاس پہنچا دیا۔ یہ سنکر میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور آپ اُس کے رسول ہیں۔ چودھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک روز جناب عمرؓ بیٹھے تھے ایک شخص اُن کے سامنے سے گزرا۔

عمر نے کہا یہ کجا بن ہے اور جنوں سے ربط ضبط رکھتا ہے۔ اُس نے کہا اے عمر خدا نے اسلام کے ذریعہ ہر جاہل کی ہدایت کی اور حق سے ہر باطل کو دفع کیا اور محمدؐ نے فقیروں کو غنی کر دیا اور قرآن کے ذریعہ ہر کجی کو سیدھا کر دیا۔ عمر نے پوچھا کتنے عرصہ سے اپنے مصاحب بن سے تیری ملاقات نہیں ہوئی۔ اُس نے کہا میرے مسلمان ہونے سے پہلے وہ آیا تھا اور بیان کیا تھا کہ اے سلام حق ظاہر ہو گیا یہ خواب نہیں ہے اور صدائے اللہ اکبر بلند ہونے لگی اس سبب سے میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر وہ میرے پاس نہیں آیا۔ ایک شخص اور وہاں موجود تھا اُس نے بھی کہا میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ درپیش آیا۔ ایک روز ایک ہموار میدان میں گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ ناگاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ بھی گھوڑے پر سوار بہت تیزی کے ساتھ آیا تھا۔ وہ

اور اُس کی عظمت و جہت کو ملاحظہ کر جب یہ آواز ختم ہوئی میں نے دل میں کہا خدا کی قسم بنی ہاشم میں کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہوا ہے یا ہونے والا ہے۔ غرض پھر تمام رات مجھ کو نیند نہ آئی۔ پھر تمام دن متفکر رہا۔ دو روز شب جب میں سویا تو پھر نصف شب کو ایک شخص نے آکر میرے سر پر ٹھوک ماری اور کہا اٹھ۔ جب اٹھ کر بیٹھا تو اُس نے پھر چند شعر سنائے جنکا مضمون وہی تھا جو بیان ہو چکا، اسی طرح تیسری شب کو بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ تو میں نے پوچھا جس کے بارے میں تم کہتے ہو وہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا وہ مکہ میں ظاہر ہوئے ہیں اور لوگوں کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی شہادت کی دعوت دیتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں اؤٹ پیرسوار ہوا اور مکہ کی جانب نکلا۔ جب مکہ میں داخل ہوا سب سے پہلے جس شخص سے ملاقات ہوئی وہ ابوسفیان مگر وہ بڑھے سے۔ میں نے اس کو سلام کیا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے اُس نے کہا فارغ الہابی اور نعمت کی فراوانی مگر ابوطالب کے یتیم نے ہمارے دین کو فاسد کر رکھا ہے۔ میں نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا محمدؐ اور احمدؐ۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا حیدرہ دھڑیلہ سے اُس نے نکاح کر لیا ہے اور اسی گھر رہتا ہے میں نے یہ سنکر ناقہ کا رخ اُسی گھر کی جانب پھیر دیا۔ اور وہاں پہنچ کر ناقہ سے اُترا اور اس کا پیر باندھ کر دروازہ کھٹکھٹایا بغیر کچھ نہ پوچھا تم کون ہو میں نے کہا محمدؐ کہاں ہیں انہوں نے کہا تم لوگ اپنے کام کے فاسقے ان کو ایک دم کیلئے نہیں چھوڑتے ہو کہ گھر میں قراریں اور انکو تکلیفیں اور آزار دیتے رہتے ہو یہاں تک کہ تمہارے شر سے پریشان ہو کر اپنے گھر سے نکل گئے اور کہیں چلے گئے ہیں پھر بھی تم لوگ باز نہیں آتے۔ میں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے میں یمن سے آیا ہوں اس لیے کہ شاید خدا ان کے ذریعہ اور برکت سے مجھ پر احسان کرے اور میری ہدایت کرے۔ مجھ کو ان کی ملاقات سے محروم نہ کرو۔ تو میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دروازہ کھول دو۔ غرض میں داخل خانہ ہوا میں نے دیکھا کہ حضرت کے چہرہ آقدس سے نور ساطع ہو رہا تھا۔ جب حضرت کی پشت کی جانب پہنچا تو ہر نبوت کو دیکھا میں نے اُس کو بوسہ دیا اور حضرت کی تلخ میں چند اشعار پڑھے انہی اشعار میں اُس جن کا میں نے پاس آنا اور آنحضرتؐ کی لفت کی خوشخبری دینا بیان کیا تھا غرض میں مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے مجھ پر شفقت فرمائی اور میرا کہا پھر میں یمن کی جانب واپس گیا۔ ابصر بن نباتہ کہتے ہیں کہ اُس کا نام سواد بن قارب تھا وہ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہو کر شہید ہوا۔

دسواں معجزہ - ابن شہر آشوب نے مازن بن عصفور سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی زمانہ میں ایک بہت کے نام پر میں نے ایک گوسفند کی قربانی کی تو اس بہت سے آواز آئی کہ پیغمبر مرسل قبیلہ مضر میں مبعوث ہوا ہے لہذا پتھر کے بنائے ہوئے بتوں کو چھوڑ دو۔ دو دستہ کرو پھر ایک گوسفند کو قربان کیا، پھر میں نے یہی آواز سنی کہ ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے اور ایک کتاب بھی لایا ہے۔ گیا رہا وہاں معجزہ - ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ تیمم دارمی شام کی منزلوں میں سے ایک منزل میں قیام پذیر ہوا۔ رات کو جب سونے لگا تو کہا میں آج رات اس وادی کے رہنے والوں کی بیٹیاہ میں ہوں اور یہ جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا کہ لوگ وادی کے جنوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ ناگاہ میں نے

ارے نزدیک پہنچا اور بولا اے احمد خدا بلند تر اور بزرگ تر ہے اے احمد جو کچھ نیکی کا بدلہ ہے  
پس سے وعدہ کیا تھا وہ سب دے دیا یہ کہتا ہوا ہمارے پاس سے گزر گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا  
ما دو اشخاص کے ساتھ شام کی طرف جا رہا تھا ہم نے ایک بیابان میں قیام کیا جو نہایت ویران مسکن  
انا گاہ ایک سوار اور آگیا، اب ہم جا رہا افراد ہو گئے اور سب بہت جھوٹے تھے۔ دفعۃً ایک ہرن چلتا ہوا  
اسے قریب آیا۔ میں نے جست کر کے اُس ہرن کو پکڑ لیا۔ وہ شخص جو ابھی آیا تھا بولا اس کو چھوڑ دو میں اکثر  
ن راہ سے گزرا ہوں اور اس ہرن کو اسی جگہ برابر دیکھا ہے لیکن کوئی اس سے متعرض نہیں ہوتا میں نے اُس  
بات نہ مانی اور اُس ہرن کو باندھ دیا۔ جب رات کا وقت آیا اور کچھ جھڑکڑا میں نے شکا کہ کوئی کہہ رہا  
ہے کہ اے چاروں سوارو! اس ہرن کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے پیچھے تیم ہیں۔ میں نے یہ سنکر اس ہرن کو رہا کر  
اور شام کی جانب چلے گئے۔ واپس ہوتے تو پھر اسی مقام پر قیام کیا۔ وہاں ہمارے عقب سے ایک واز  
آئی دی جس نے آنحضرت کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دی۔

## باب سوال باب

مورغیب سے آنحضرت کا خبر دینا حضرت کے اس قسم کے معجزے بھی  
ربیان سے باہر ہیں اکثر ان میں سے اعجاز قرآن کے باب میں مذکور ہو چکے  
کچھ تھوڑے سے یہاں بیان کئے جاتے ہیں

پہلا معجزہ - ابن طاووس نے کتاب دلائل حمیری میں حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ قریش کے کچھ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی کام سے آئے تھے حضرت نے اُن سے فرمایا کل  
ش ہوگی۔ دوسرے روز تمام دنوں سے زیادہ ہوا صاف تھی۔ جب آفتاب بلند ہوا تو قریش کے رئیسوں میں  
ایک شخص نے آکر کہا کہ تم کو کیا فائدہ ملا ایسی بات کہنے سے جس سے تمہارا جھوٹ ظاہر ہوا۔ تم ہرگز ایسے  
ن ہو کہ ایسی خبریں سناؤ۔ ناگاہ ایک ابر بلند ہوا اور ایسی بارش ہوئی کہ اہل مدینہ فریاد کرنے لگے اور حضرت  
استعاذ کی کہ بارش رُک جاتے حضرت نے دعا کی کہ خداوند اب ہمارے اطراف میں بارش کر اور مدینہ پر بارش

موکلف فرماتے ہیں کہ جوڑ کا آنحضرت کی حقیقت کی خبر دینے کی روایتیں اور حکایتیں بے انتہا ہیں۔ بعض  
بت میں نے بجا رالوا میں لکھے ہیں؛ اور جن دشمنین کا سرور کائنات کے لیے مسخر ہوا انشاء اللہ امیر المؤمنین  
السلام اور تمام ائمہ اطہار صلوات اللہ علیہم کے حالات میں بیان کیا جاتے گا۔

روک دے۔ تو مدینہ سے بارش رُک گئی اور اُس کے گرد بارش ہونے لگی۔  
دوسرا معجزہ - حمیری نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے جناب عباس سے اشرفیاں لے لیں جو اُن کے پاس تھیں اور فرمایا کہ اپنا فدیہ دیجئے۔ جناب  
عباس نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس ان اشرفیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا جو کچھ اپنے  
اپنی زوجہ ام الفضل کے پاس چھپا رکھا تھا وہ لیا ہوا؟ یہ سنکر جناب عباس نے کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپ  
کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کیونکہ وہ اشرفیاں جو وقت میں نے اُن کے حوالے کی تھیں سوائے خدا کے مال کوئی  
اور نہ تھا اُس وقت خدا نے حضرت پر وحی کی کہ لے رسول ان اسیروں میں جو لوگ تمہارے دوست ہیں اُن سے  
کہو کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی دیکھے گا تو تم کو اس سے بہتر عطا کرے گا جو کچھ فدیہ میں تم سے لے لیا گیا ہے  
چنانچہ آخر میں جناب عباس اس قدر مال دار ہوئے کہ بیش غلام تجارت کرتے تھے اور ان میں سے کسی کے  
پاس بیس ہزار درہم سے کم سرمایہ نہ تھا۔ اور یہ معجزہ تو اترا ہے جس کی خاصہ و عامہ نے بطریق متعدّد روایت کی ہے  
تیسرا معجزہ - راوندی اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت کے پاس ایک عجمی  
آئی حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ جس کام کے لینے آئے ہو کہو تو بتا دوں اور اگر چاہو تو خود ہی بیان کر دو۔ انہوں نے  
کہا یا حضرت آپ ہی بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا تم لوگ یہ پوچھنے آئے ہو کہ نیکی کس سے کرنا چاہیے  
لہذا نیکی کرنا اُسی کے ساتھ مناسب ہے جو صاحب حسب اور دیندار ہو۔ اور یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ غریبوں  
کے لینے بھاد جاتا ہے یا نہیں تو غریبوں کا بھاد اُن کے اپنے شوہروں سے نیک سلوک کرنا ہے۔ اور تم پوچھنا  
چاہتے ہو کہ روزی کہاں سے ملتی ہے، تو خدا مومنوں کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اُن کو گمان بھی  
نہیں ہوتا۔ چونکہ بندہ اپنی روزی کی سمت نہیں جانتا اسی لیے بہت دعائیں کرتا ہے۔

چوتھا معجزہ - ابن بابویہ اور راوندی نے روایت کی ہے کہ ابو عقیلہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا بتائیے  
کہ ہم کس غرض سے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ذوالقرنین کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے  
کہا ہاں سچ ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ روم کے باشندوں میں سے خدا کے ایک مطیع بندہ تھے۔ خدا نے  
اُن کو بلندی عطا کی اور روم کی بادشاہی دے دی۔ اور مشرق سے مغرب آفتاب کے طلوع و غروب  
ہونے کے مقامات تک پہنچے اور باوجود مابوجہ سے حفاظت کے لینے ایک دیوار بنائی۔ یہودیوں نے کہا  
ہم گواہی دیتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور تورات میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔



ہمارے نزدیک پہنچا اور بلا لے احمد اے احمد خدا بلند تر اور بزرگ تر ہے اے احمد جو کچھ نیکی کا خدا نے آپ سے وعدہ کیا تھا وہ سب دے دیا یہ کہتا ہوا ہمارے پاس سے گزر گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا بس دو اشخاص کے ساتھ شام کی طرف جا رہا تھا ہم نے ایک بیابان میں قیام کیا جو نہایت ویران و سنسان تھا ناگاہ ایک سوار اور آگیا اب ہم چار افراد ہو گئے اور سب بہت جھوٹے تھے دفعۃً ایک ہرن چلتا ہوا ہمارے قریب آیا۔ میں نے جست کر کے اُس ہرن کو پکڑ لیا۔ وہ شخص جو ابھی آیا تھا بلا لے اُس کو چھوڑ دو میں اکثر س راہ سے گزرا ہوں اور اس ہرن کو اسی جگہ برابر دیکھا ہے لیکن کوئی اس سے متعرض نہیں ہوتا میں نے اُس کی بات نہ مانی اور اُس ہرن کو باندھ دیا۔ جب رات کا وقت آیا اور کچھ حصہ گزرا میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اے چاروں سوارو! اس ہرن کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے پیچھے تیم ہیں۔ میں نے یہ سنا کہ اُس ہرن کو رہا کر دیا اور شام کی جانب چلے گئے۔ واپس ہوئے تو پھر اسی مقام پر قیام کیا۔ وہاں ہمارے عہد سے ایک دانر سنا دی جس نے آنحضرت کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دی تھی۔

## بابیسواں باب

امور غیب سے آنحضرت کا خبر دینا حضرت کے اس قسم کے معجزے بھی  
عربیان سے باہر ہیں اکثر ان میں سے اعجاز قرآن کے باب میں مذکور ہیں  
کچھ تھوڑے سے یہاں بیان کئے جاتے ہیں

پہلا معجزہ۔ ابن طاووس نے کتاب دلائل حمیری میں حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ قریش کے کچھ  
دگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی کام سے آئے تھے حضرت نے اُن سے فرمایا کل  
بارش ہوگی۔ دوسرے روز تمام دنوں سے زیادہ ہوا صاف تھی جب آفتاب بلند ہوا تو قریش کے رئیسوں میں  
سے ایک شخص نے آکر کہا کہ تم کو کیا فائدہ ملا ایسی بات کہنے سے جس سے تمہارا جھوٹ ظاہر ہوا۔ تم ہرگز ایسے  
نہیں ہو کہ ایسی خبریں سناؤ۔ ناگاہ ایک ابر بلند ہوا اور ایسی بارش ہوئی کہ اہل مدینہ فریاد کرنے لگے اور حضرت  
سے استدعا کی کہ بارش رُک جائے حضرت نے دعا کی کہ خداوند اب ہمارے اطراف میں بارش کر اور میری بارش

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ جنوں کا آنحضرت کی حقیقت کی خبر دینے کی روایتیں اور حکایتیں بے انتہا ہیں۔ بعض  
حالات میں نے بخار لالہ میں لکھے ہیں اور جن دشمنین کا سر و کمانا کے لیے مسخر ہوا انشاء اللہ امیر المؤمنین  
علیہ السلام اور تمام ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

روک دے۔ تو مدینہ سے بارش رُک گئی اور اُس کے گرد بارش ہونے لگی۔

دوسرا معجزہ۔ حمیری نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے جناب عباس سے اشرفیاں لے لیں جو اُن کے پاس تھیں اور فرمایا کہ اپنا فدیہ دیکھو۔ جناب

عباس نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس ان اشرفیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا جو کچھ آپ

اپنی زوجہ ام الفضل کے پاس چھپا رکھا تھا وہ کیا ہوا؟ یہ سنا کہ جناب عباس نے کہا میں خدا کی وحدانیت و آپ

کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کیونکہ وہ اشرفیاں جس وقت میں نے اُن کے حوالے کی تھیں سوائے خدا کے ہاں کوئی

اور نہ تھا اُس وقت خدا نے حضرت پر وحی کی کہ لے رسول ان اسیروں میں جو لوگ تمہارے دست ہیں اُن سے

کہو کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی دیکھے گا تو تم کو اس سے بہتر عطا کرے گا جو کچھ فدیہ میں تم سے لے لیا گیا ہے

چنانچہ آخر میں جناب عباس اس قدر مال دار ہوئے کہ بیش غلام تجارت کرتے تھے اور اُن میں سے کسی کے

پاس بیس بیس ہزار درہم سے کم سرمایہ نہ تھا۔ اور یہ معجزہ متواتر ہے جس کی خاصہ و عام نے بطریق متعدد روایت کی ہے

تیسرا معجزہ۔ راوندی اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت کے پاس ایک عہد

آئی حضرت فرمایا کہ تم لوگ جس کام کے لیے آئے ہو کہو تو بتا دوں اور اگر چاہو تو خود ہی بیان کرو۔ انہوں نے

کہا یا حضرت آپ ہی بیان فرمائیے حضرت نے فرمایا تم لوگ یہ پوچھنے آئے ہو کہ نیکی کس سے کرنا چاہیے

لہذا نیکی کرنا اُسی کے ساتھ مناسب ہے جو صاحب حسب اور دیندار ہو۔ اور یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ عورتوں

کے لیے جہاد جائز ہے یا نہیں تو عورتوں کا جہاد اُن کے اپنے شوہروں سے نیک سلوک کرنا ہے اور پوچھنا

چاہتے ہو کہ روزی کہاں سے ملتی ہے تو خدا مومنوں کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اُن کو گمان بھی

نہیں ہوتا۔ چونکہ بندہ اپنی روزی کی سمت نہیں جانتا اُسی لیے بہت دعائیں کرتا ہے۔

چوتھا معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے روایت کی ہے کہ ابو عبیدہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں

جناب رسالت اک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا بتائیے

کہ ہم کس غرض سے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ذوالقرنین کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے

کہا ہاں سچ ہے حضرت نے فرمایا وہ روم کے باشندوں میں سے خدا کے ایک مطیع بندہ تھے۔ خدا نے

اُن کو بلندی عطا کی اور روم کے زمین کی بادشاہی دے دی۔ اور مشرق سے مغرب آفتاب کے طلوع و غروب

ہونے کے مقامات تک پہنچے اور یا جوج ماجوج سے حفاظت کے لیے ایک دیوار بنائی۔ یہودیوں نے کہا

ہم گواہی دیتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور تورات میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

پانچواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان ایک روز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں فرمایا کہ اگر

تو کہے تو میں بتا دوں کہ تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا فرمائیے۔ آپ نے کہا تو میری عمر کے بارے

میں دریافت کرنا چاہتا ہے کہ کتنی ہوگی۔ اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تیرے سال زندہ

رہوگا اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے سچ کہا حضرت نے فرمایا تو زبان سے تو اقرار کرتا ہے کہ وہاں

ایمان نہیں رکھتا۔ ابن عباس کہتے ہیں خدا کی قسم جیسا حضورؐ نے فرمایا تھا صحیح تھا، وہ منافق تھا۔ اور اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جب آخر عمر میں وہ نابینا ہو گیا تھا ایک روز ایک مجمع میں ہم لوگ موجود تھے اور امیر المومنینؑ بھی تھے، اذان ہونے لگی۔ جب مؤذن نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہا ابوسفیانؓ لولا اس مجلس میں کوئی ایسا تو نہیں ہے جس کا لحاظ کیا جائے۔ ایک شخص نے کہا کوئی نہیں ہے۔ یہ سنا کر اس ملعون نے کہا کہ دیکھو اس مرد ہاشمی کو کہ اپنا نام کہاں رکھا ہے۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا خدا تیری آنکھوں کو رولائے اسے ابوسفیانؓ خدا نے حضرت کا نام ایسا بلند قرار دیا ہے کیونکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ رسوۃ الم نشرح آیت پتے اُسے رسولؐ ہم نے تمہارا نام بلند کیا ہے، ابوسفیانؓ نے کہا خدا اس کی آنکھوں کو رولائے جس نے کہا کہ یہاں کوئی نہیں ہے جس کا لحاظ کیا جائے اور میرے ساتھ مذاق کیا۔

پھر معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ جس وقت آنحضرتؐ کی رسالت کی خبر ہم کو پہنچی میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور سب میرے مطیع و فرمانبردار تھے میں نے سب کو بھڑو اور خدا و رسولؐ کی خوشنودی اختیار کی اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب خدمت اقدس میں پہنچا تو اصحاب نے کہا کہ حضورؐ نے تمہارے آنے کی تین روز پہلے خوشخبری دی تھی اور فرما دیا تھا کہ عنقریب وائل بن حجر دور و دراز ملک حضرت موت سے آنے والا ہے جو اسلام اور اطاعت خدا و رسولؐ کی جانب راغب ہے۔ اور وہ بادشاہوں کی اولاد میں سے ہے۔ وائل کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے ظہور کی خبر مجھے اُس وقت ملی جبکہ میں بادشاہ اور شرم و خدام کا مالک تھا خدا نے مجھے ارشاد کیا کہ میں نے سب کو ترک کر کے خدا و رسولؐ کی اطاعت کی اور دین خدا اختیار کیا، اور ایمان لانے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ خدا وندا وائل کو اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو برکت عطا فرما۔

ساتواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کی خدمت میں چند قیدی حاضر کیے گئے۔ حضرت نے سوائے ایک شخص کے سب کے قتل کا حکم فرمایا۔ اُس شخص نے پوچھا مجھے کیوں آپ نے چھوڑ دیا؟ حضرت نے فرمایا کہ خدا کی جانب سے جبریلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تجھ میں پانچ خصلتیں نیک ہیں۔ اپنے وقار میں سخت غیرت ہے، سخاوت ہے، خوش مزاجی ہے، سچائی اور شجاعت ہے۔ اُس شخص نے کہا واللہ ایسا ہی ہے اور وہ مسلمان ہو گیا۔

آٹھواں معجزہ۔ ابن بابویہ، طبرسی اور راوندی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کا ناقہ جنگ تبوک میں کم ہو گیا۔ منافقین کہنے لگے کہ ہم کو تو غیب کی باتیں بتاتے ہیں اور خود نہیں جانتے کہ ناقہ کہاں ہے۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور منافقوں کی گفتگو سے حضرت کو آگاہ کیا اور بتایا کہ ناقہ فلاں درہ میں ہے اور اس کی مہار فلاں درخت میں لپٹ گئی ہے حضرت نے منادی کر لیا اور لوگوں کو جمع کیا۔ پھر فرمایا کہ میرا ناقہ فلاں مقام پر ہے۔ لوگ دوڑتے ہوئے گئے اور ناقہ وہاں سے لے آئے۔ نواں معجزہ۔ صفار وغیرہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غار ثور میں تشریف لے گئے حضرت ابوبکرؓ آپ کے ساتھ تھے۔ اور غار میں کفار کے خوف سے مضطرب ہوئے تو حضرت

نے ان کی تسلی خاطر کے لیے فرمایا کہ میں جعفر طیار کی کشتی دیکھ رہا ہوں کہ دریا میں چمک لے کھا رہی ہے ابوبکرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ حقیقت دیکھ رہے ہیں فرمایا ہاں۔ عرض کی کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے بھی کھا دیں فرمایا میرے پاس آؤ اور ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک بھر دیا اور فرمایا اب دیکھو جب انہوں نے دیکھا تو کشتی اُسی طرح دریا میں نظر آئی۔ پھر فرمایا اب مدینہ کی طرف دیکھو جب انہوں نے دیکھا تو انصار اپنی مجلس میں بیٹھے نظر آئے جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اُس وقت اُن کے دل میں گزرا کہ اب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ جادوگر ہیں حضرت نے بطور استہزا فرمایا تمہارے ایسا صدیق کون ہے۔ یعنی تم زید بن حذافہ کا صدیق نہیں ہو۔

دسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی فظیر کے یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ اُن میں سے ایک شخص جھکے سے کوٹھے پر گیا تاکہ حضرتؐ پر ایک بڑا پتھر پھینکے۔ جبریلؑ نے آپؐ کو اطلاع دے دی۔ حضرتؐ اُٹھ کر مدینہ واپس آئے اور لوگوں کو اُن کے ارادہ سے آگاہ فرمایا۔ اور خدا نے اُس شخص پر جس نے ایسا ارادہ کیا تھا اُس کے ایک عزیز کو ابھارا تو اُس نے اُسکو قتل کر دیا۔

گیارہواں معجزہ۔ خاصہ اور عامرہ نے بطریق متواتر روایت کی ہے کہ حاطب بن بلتعہ نے سیرت کے فتح مکہ کے ارادہ سے روانہ ہونے کی خبر اہل مکہ کو چیکے سے لکھ کر ایک عورت کے ہاتھ روانہ کی جس کی اطلاع کسی کو نہ تھی۔ جناب جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو اس کی اس حرکت سے آگاہ کر دیا۔ رسالتؐ نے جناب امیرؑ کو زبیرؓ اور مقدادؓ کو بھیجا کہ نخلستان فاح کی طرف جاؤ وہاں ایک عورت ہے جس کے پاس حاطب کا خط ہے جو اُس نے مشرکین مکہ کو لکھا ہے۔ جب یہ حضرات وہاں پہنچے اُس عورت کو دیکھا، مقدادؓ زبیرؓ نے ہر چند اُس کی تلاشی لی مگر خط نہ ملا اور وہ عورت انکار کرتی رہی۔ ان لوگوں نے کہا اس کے پاس خط نہیں ہے وہ واپس چلو۔ جناب امیرؓ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا ہے کہ خط اس کے پاس ہے اور تم لوگ کہتے ہو کہ ہم کو اس کے پاس نہیں ملتا۔ پھر اپنی تلوار پھینچ کر اُس کی جانب بڑھے اور فرمایا خط نکال کر دے دے ورنہ قتل کر دوں گا۔ تو اُس عورت نے اپنی کمزور پالیسے کیسوں سے خط نکال کر حضرتؐ کو دیا۔ جب وہ خط لے کر حضرتؐ کے پاس آئے آپؐ نے حاطب سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو نے اپنے واسطے جہنم میں ایندھن تیار کیا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ میں کافر نہیں ہوا ہوں لیکن مجھ پر ان لوگوں کا کچھ حق ہے میں نے چاہا کہ اس طرح اُن کے حق سے سبکدوش ہو جاؤں حضرتؐ نے انتہائی حلم کے سبب اُس کا عذر مان لیا۔

بارہواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب سرور کائناتؐ نے کسی سفر میں جناب عمارؓ کو باقی لانے کے واسطے بھیجا لیکن شیطان ملعون ایک سیاہ غلام کی شکل میں مانع ہوا جناب عمارؓ نے تین مرتبہ اُس کو زمین پر پڑکا حضرتؐ نے عمارؓ کے آنے سے پہلے لوگوں سے بیان کر دیا کہ شیطانؓ عمارؓ سے متعرض ہوا اور خدا نے اُن کو اُس ملعون پر فتح عنایت فرمائی۔ جب عمارؓ واپس آئے تو حضرتؐ کے بیان کے مطابق لوگوں سے واقعہ بیان کیا۔

تیرھواں معجزہ - راوندی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک جنگ کے لئے ہم لوگ روانہ ہوئے اور ہم نو اشخاص آپس میں رفیق تھے اور ہم نے کاموں کو باہم تقسیم کر لیا تھا۔ ہم میں سے ایک شخص تین شخصوں کے برابر کام کیا کرتا تھا۔ ہم لوگ اُس سے بہت خوش تھے جب آنحضرتؐ سے اُس کا حال بیان کیا، حضرتؐ نے فرمایا وہ جہنم والوں میں سے ہے۔ جب ہم لوگ دشمن سے جنگ میں مشغول ہوتے اُس شخص نے تیر نکالا اور اس سے اپنے کو مار ڈالا۔ جب یہ خبر حضرتؐ کو دی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کا بندہ اور رسول ہوں اور میری بیان کی ہوئی خبر غلط نہیں ہو سکتی۔

چودھواں معجزہ - راوندی نے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ اور اجماعیت کے زمانہ میں ایک بُت کی پرستش کرتے تھے جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ غیر اطلاع ان کے گھر میں داخل ہو گئے اور ان کے بُت کو توڑ ڈالا۔ جب ابوذرؓ گھر میں آئے تو اپنی زوجہ سے پوچھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ وہ بولیں کہ مجھے نہیں معلوم۔ میں نے ایک آواز سنی جب یہاں آئی تو کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر کہنے لگیں کہ اگر اس بُت میں کچھ قوت ہوتی تو پہلے یہ خود محفوظ رہتا اور دفع ضرر کرتا۔ ابوذرؓ نے کہا سچ کہا۔ میرے کپڑے لادے۔ عرض لباس تبدیل کر کے روانہ ہوئے تاکہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوں لیکن قبل اس کے کہ وہ جھوڑے پاس پہنچیں آنحضرتؐ نے فرمایا ابوذرؓ ایمان لانے کے ارادہ سے آ رہے ہیں۔ اسی اثنا میں وہ آگئے اور مسلمان ہوئے۔

پندرھواں معجزہ - علمائے شیعہ نے بطریق متعدد روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو خبر دی اُن تمام آزار کی جو اُن کو عثمان سے پہنچاؤ فرمایا کہ اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تم کو تمہارے مقام سے علیحدہ کر لیں گے۔ عرض کی میں مسجد الحرام میں پناہ لوں گا۔ فرمایا اگر وہاں سے بھی تم کو نکال دیا جائے تو کیا کرو گے؟ عرض کی شام کی جانب چلا جاؤں گا۔ فرمایا اگر وہاں سے بھی نکال دیں؟ عرض کی تو لا رہی ہوں کہ یہاں تک کہ مارا جاؤں۔ فرمایا ایسا نہ کرنا بلکہ صبر کرنا کیونکہ تم کو تنہائی میں کچھ زندگی گزارنا پڑے گی، تنہائی میں تمہاری موت واقع ہوگی اور اہل عراق کا ایک گروہ تم کو غسل دکن دے گا اور دفن کرے گا۔ جناب ابوذرؓ کے حالات میں انشاء اللہ بہت سی حدیثیں مذکور ہوئی۔

سولہواں معجزہ - خاصہ اور عامہ کے طریقوں سے متواتر ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؓ سے فرمایا کہ سب سے پہلے میرے اہلیت میں سے جو مجھ سے ملحق ہوگا وہ تم ہوگی۔ یعنی آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سب سے پہلے اہلیت میں سے جناب فاطمہؓ کی وفات ہوگی۔

سترہواں معجزہ - روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن صوحان سے فرمایا کہ تمہارے بہشت میں پہنچنے سے پہلے تمہارا ایک حصہ بہشت میں پہنچ جائے گا۔ چنانچہ جنگ ہناوند میں اُن کا ہاتھ قطع ہو گیا تھا۔

اٹھارہواں معجزہ - راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ام ورقہ انصاریہ کو آنحضرتؐ شہید فرمایا کرتے تھے چنانچہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد اُن کی کنیز اور اُن کے غلام نے اُن کو شہید کر دیا۔

اٹیسواں معجزہ - روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد بن حنفیہ کی پیشینگوئی کی اور فرمایا کہ میں نے اپنا نام اور کیفیت اُس کو بخش دیا۔

بیسواں معجزہ - روایت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نے فہد کھولوائی اور خون عبداللہ بن زبیرؓ کو دیا کہ پھینک دو۔ عبداللہ نے کہا باہر آئے اور وہ خون پی گئے حضرتؐ کے پاس واپس آئے تو آپؐ نے فرمایا مجھے گمان ہے کہ تم خون کو پی گئے عرض کی ہاں۔ فرمایا تم بادشاہ ہو جاؤ گے اور افسوس ہے تمہارے بارے میں لوگوں پر اور لوگوں کے بارے میں تم پر۔

ایسواں معجزہ - شیعہ و سنی ہر ایک کے طریقہ سے متواتر ہے کہ آنحضرتؐ نے پیشینگوئی فرمادی تھی کہ میری ایک زوجہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی اُس اونٹ کے جسم پر بال بہت ہوں گے۔ وہ میرے دھی سے جنگ کے ارادہ سے جائے گی جب منزل حوالب پڑے گی اُس پر راستہ کے کتے بھونکیں گے جب جناب عائشہؓ ویسے ہی اونٹ پر امیر المؤمنینؓ سے جنگ کے لئے روانہ ہوئیں اور مقام حوالب پر پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے۔

بایسواں معجزہ - خاصہ و عامہ کے طریقوں سے متواتر ہے کہ روایت ہے کہ جناب عمارؓ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں اینٹیں لگا رہے تھے۔ حضرتؐ نے اُن کے سینہ پر سے مٹی صاف کر کے فرمایا اے عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا جو اپنے امام زمانہؑ پر خروج کرے گا اور وہ سب ظالم ہوں گے، اور دُنیا میں تمہاری آخری خوراک دودھ کا شربت ہوگا اور یہ سب واقع ہوا۔

تیسواں معجزہ - فریقین میں متواتر روایت ہے کہ متعدد موقعوں پر آنحضرتؐ نے شہادتِ صلح و ذوالفقار و زرارہؓ فرمادی اور فرمایا کہ تمہاری دائرہ خون سے رنگین ہوگی۔ اسی سبب سے جناب امیرؓ خضاب نہیں کرتے تھے اور اس وعدہ کے منتظر تھے۔

چوبیسواں معجزہ - متواتر ہے کہ حضرت سرور کائناتؑ نے امیر المؤمنینؑ سے فرمایا کہ باعلیٰ عنقریب تم تین گروہ سے جنگ کرو گے۔ پہلا وہ گروہ ہے جو تم سے بیعت کرے گا اور پھر توڑ ڈالے گا یعنی طلحہ و زبیر۔ دوسرا گروہ جو وطم کے ساتھ تم پر خروج کرے گا یعنی معاویہ اور اُس کے ساتھی۔ تیسرا گروہ جو جرحل کا ہے جو دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے باہر نکل جاتا ہے۔ اور بار بار فرماتے تھے کہ اے علیؑ تم میرے بعد تاویل قرآن پر اسی طرح جنگ کرو گے جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے۔

چھبیسواں معجزہ - متواترات سے یہ خبر ہے کہ آنحضرتؐ نے متعدد بار امام حسینؑ علیہ السلام اور اُن کے اصحاب و اعدا کی شہادت کی خبر دی ہے۔ اور مقام شہادت بھی بتا دیا اور خاکِ کربلاؑ ام سلمہؓ کو دی تھی یہ کہہ کر کہ حضرتؐ کی شہادت کے وقت یہ مٹی خون ہو جائے گی۔

چھبیسواں معجزہ - خاصہ و عامہ نے بطریق بسیار روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے جناب ام رضاؑ علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا کہ وہ خراسان میں دفن ہوں گے۔



ستائیسواں معجزہ۔ متعدد طریقوں سے الوہید خداری وغیرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ قبیلہ بنی تمیم کے ایک شخص نے کہا انصاف کیجئے۔ حضرت نے فرمایا ملے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ ایک صحابی نے کہا یا حضرت اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اڑا دوں حضرت نے فرمایا جانے دو۔ لہذا اس کے ساتھ کچھ ایسے ہوں گے جنکی نماز و روزہ کے مقابلہ میں تم اپنے نماز اور روزہ کو حقیر سمجھو گے۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیرا کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کا سردار ایک بڑی آنکھوں والا شخص ہوگا جس کا منہ سیاہ ہوگا اور اس کے عورتوں کی طرح پستان ہوں گے۔ الوہید کہتے ہیں کہ میں ہنرواں میں خوارج سے جنگ کے موقع پر حضرت امیر المؤمنینؑ کے ساتھ تھا، ان کے کشتوں میں سے اس شخص کو نکالا گیا تو اس میں وہ تمام علامات دیکھے گئے جو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے تھے۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے بغداد آباد ہونے کی خبر دی تھی۔ انیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ دو روز سے میں بھوکا ہوں حضرت نے فرمایا بازار میں جاؤ۔ دوسرے روز پھر اُس نے آکر کہا میں کل بازار گیا تھا وہاں کوئی چیز نہ ملی، رات کو بھی میں بھوکا سو رہا۔ فرمایا بازار میں جاؤ۔ وہ شخص بازار میں گیا تو ایک قافلہ کو دیکھا جو بہت سامان لایا ہے۔ اُس میں سے اُس نے کچھ خرید لیا۔ لوگوں نے اس سے اُس سامان کو ایک اشرفی نفع دے کر خرید لیا، وہ اشرفی لے کر گھر آیا۔ دوسرے روز پھر حضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے کچھ نہ ملا۔ حضرت نے فرمایا فلاں قافلہ سے تو نے سامان خرید لیا اُس کو فروخت کر کے ایک دینار نفع کیا۔ اُس نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا تو جھوٹ کیوں بولا، اُس نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں۔ میں نے اس لئے انکار کیا تاکہ معلوم کروں کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں آپ کو معلوم ہو جاتا ہے یا نہیں۔ اور آپ کی پیغمبری کے بارے میں میرا یقین زیادہ ہو جاتے ہیں۔ فرمایا جو شخص لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور ان سے کچھ سوال نہیں کرتا خدا اس کو بخشی کر دیتا ہے اور جو شخص اپنے واسطے سوال کا ایک دوازہ کھولتا ہے خداوند عالم اُس کے لئے فقر کے ستر دروازے کھول دیتا ہے جن کو کوئی طاقت بند نہیں کر سکتی۔ پھر اس کے بعد اُس شخص نے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا، اور اس کی زندگی بہتر گزری۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی نے بسند معتبر جعفر جعفی سے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں جا رہے تھے، راستہ میں دیکھا کہ جناب امیرؑ اور زبیرؓ کھڑے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے زبیرؓ علیؓ سے کیا کہتے ہو۔ واللہ لال عرب سے پہلے جو شخص علیؓ سے بیعت کر کے ٹوٹے گا وہ تم ہو گے۔

اکتیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اکیدہ کے گرفتار کرنے کے لئے لشکر بھیجا فرمایا دیا تھا کہ جب تم لوگ وہاں پہنچو گے تو وہ پہاڑی گائے کے شکار میں مشغول ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بیسواں معجزہ۔ جب حضرتؐ نے معاذ بن جبلؓ کو مین بھیجا فرمایا اب آئندہ مجھ سے ملاقات نہ ہوگی اور

وہ شخص ایک سال تک اسے خدا کے لئے فتنے سرزد کرنے سے روک رہا تھا۔

ایسا ہی ہوا۔

تینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ نبی مصطفیٰؐ کے غزوہ بدر میں سخت آندھی اُٹھی تو حضرتؐ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ مدینہ میں ایک منافق بیہوش واصل ہوا ہے جب مدینہ میں لوگ واپس گئے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید کا جو بڑے منافقین میں سے تھا انتقال ہو گیا۔

چونتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیس عریضہؓ کی کو خط لکھ کر طلب فرمایا۔ وہ خیلہ بن حارثؓ کی کے ساتھ آیا۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو خیلہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے سے ڈرا۔ قیس نے کہا اگر تجھ کو خوف ہے تو اسی پہاڑ پر میرے آئے تک قیام کر اگر میں دیکھوں گا کہ حضرتؐ کا تجھ کو آزار پہنچانے کا ارادہ نہیں ہے تو تجھ کو اطلاع دوں گا۔ غرض وہ مدینہ میں آیا اور جب مسجد میں پہنچا تو عرض کیا یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امین ہوں؟ فرمایا ہاں میں نے تجھ کو اور تیرے ساتھی کو بھی امان دی جو فلاں پہاڑ پر پھرا ہوا ہے۔ قیس نے یہ سنتے ہی کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ پھر آنحضرتؐ سے بیعت کی اور کسی کو بھیج کر خیلہ کو بلایا، وہ بھی اگر مسلمان ہو گیا حضورؐ نے فرمایا اگر تمہاری قوم تم سے برگشتہ ہو جائے گی تو خدا و رسولؐ تمہارے واسطے کافی ہیں۔

بیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوبؒ اور راوندی اور کلینی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاریؓ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا یا حضرتؐ میں مدینہ سے دل تنگ ہو چکا ہوں اجازت دیجئے کہ میں اپنے برادر زادے کو لے کر جا بہ جلا جادوں جو جاز میں ایک موضع ہے۔ فرمایا اگرچہ ہو تو چلے جاؤ لیکن مجھے خوف ہے کہ عرب کا ایک قبیلہ تم کو لوٹ لے گا اور تمہارا جیتنے کو قتل کر دے گا اور تم میرے پاس آکر اپنے عصا پر تکیہ کیے ہوئے کہو گے کہ میرے جیتنے کو مار ڈالا اور میرے گلہ کو لوٹ لے گئے اور میرے جیتنے کی کوسنڈیں بھی لے گئے۔ غرض جناب ابوذرؓ اُس موضع میں گئے۔ بنی فزارہ نے ان کو لوٹ لیا اور ان کے مویشی لے گئے، اور ان کے جیتنے کو قتل کر دیا۔ وہ حضرتؐ کے پاس واپس آئے، اپنے عصا پر تکیہ کر کے کھڑے ہو گئے ان کو بھی کچھ زخم آئے تھے اور کہا خدا و رسولؐ نے سچ کہا تھا اور آپؐ نے جو کچھ فرمایا تھا سب واقع ہوا۔

چھتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع میں ایک شخص کو دیکھا جو قبیلہ محارب کا تھا اس کا نام عاصم تھا۔ اُس نے پوچھا کیا آپؐ غیب بھی جانتے ہیں؟ فرمایا غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اُس ملعون نے کہا میں اس آدھٹ کو تمہارے خدا سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے اپنے علم غیب سے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے چہرے کے نیچے کے حصہ میں ایک زخم پیدا ہو جائے گا جو تیرے دماغ تک پہنچے گا اور اسی زخم کے سبب تو جہنم واصل ہوگا۔ جب وہ اپنے قبیلہ میں واپس آیا اس کی ٹھڈی میں ایک زخم پیدا ہوا اور دماغ تک پہنچا۔ وہ کہتا تھا کہ اُس قبیلہ نے سچ کہا تھا۔ آخر جہنم واصل ہوا۔

سینتیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے

چچا عباسؓ سے فرمایا افسوس ہے میری اولاد پر تمہاری اولاد سے بڑے مظالم ہوں گے۔ عباس نے عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ کہیں تو میں اپنے کو شخصی کر لوں تاکہ کوئی فرزند ہی پیدا نہ ہو۔ فرمایا یہ امر مقدر ہو چکا ہے۔

اٹھیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ کے طریقوں سے متواتر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ بنی امیہ ہزار ہینے تک بادشاہی کریں گے، اور ان کے کفر و ضلالت اور بدعتوں سے لوگوں کو آگاہ فرما دیا تھا۔

اٹھیسواں معجزہ۔ خاص وعامہ کے طریق سے متواتر ہے کہ اس عہد نامہ کے بارے میں جو قریش نے نبیؐ کی عداوت پر اتفاق کر کے لکھا تھا کہ ان سے ترک تعلقات کر دیں گے اور کعبہ کے دروازہ پر چپیان کر دیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو سوائے نام خدا کے دیکھنے کا کیا جیسا کہ اس کے بعد بیان ہوگا۔

چالیسواں معجزہ۔ ابن قولویہ، راندی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور جناب امیرؓ و حضرت فاطمہؓ اور حضرات تحسین علیہم السلام بھی موجود تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم لوگوں کی قبریں مختلف مقامات پر ہو گئی۔

امام حسینؑ نے پوچھا کیا میں اپنی موت سے مرد کا یا مالا جاد کا؟ حضرتؐ نے فرمایا اے نورؑ نظم و نظم سے شہید کیے جاؤ گے اور تمہارے بھائی بھی۔ تمہارے باپ بھی اور تمہاری اولاد دنیا میں ستم رسیدہ ہوگی۔ امام حسینؑ نے عرض کیا کیا ہماری ایسی پرالگ گی کے سبب کوئی ہماری قبروں کی زیارت بھی کرے گا؟ حضرتؐ نے فرمایا ہاں ہماری اُمت کا ایک گروہ ہمارے ساتھ نیکی و محبت کے سبب سے تمہاری زیارت کرتا ہے گا اور قیامت کے روز میں ان کو ہول و مصیبتوں سے نجات دلاؤں گا۔

اکتالیسواں معجزہ۔ ابن طاووس نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرتؐ نے فرمایا حضرتؐ سے نو اشخاص آنے والے ہیں جن میں سے چھ اشخاص مسلمان ہوں گے۔ یہ سُنکر اور لوگ جو موجود تھے شک کرنے لگے۔ میں نے کہا خدا و رسولؐ کا ارشاد سچ ہے اور بلاشبہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ یا رسول اللہؐ آپ نے فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم صدیق اکبرؑ، مومنوں کے بادشاہ اور پیشوا ہو۔ تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں، وہ سب کچھ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں۔ سب سے پہلے جو مجھ پر ایمان لایا وہ تم ہو۔ خدا نے تم کو ایسا ہی خلق فرمایا ہے اور شک اور گمراہی کو تم سے دُور رکھا ہے۔ تم ہی لوگوں کے ہادی اور میرے سچے وزیر ہو۔ جناب امیرؓ فرماتے ہیں کہ دوسرے روز آنحضرتؐ بدستور اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ میں آنحضرتؐ کی داہنی جانب بیٹھا تھا کہ نو اشخاص آئے اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ اور کہا اے محمدؐ ہم سے اسلام کے بارے میں بیان کیجئے۔ غرض چھ اشخاص مسلمان ہوئے اور تین افراد اپنے کفر پر باقی رہے۔ حضرتؐ نے ان تینوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ تو بہت جلد نکلی کرے سے مرے گا اور دوسرے سے فرمایا کہ تجھ کو سانپ کاٹے گا اور تیسرے سے فرمایا تو اپنے اونٹوں کے پرانے کیلئے

گھر سے نکلے گا اور فلاں گروہ تجھ کو قتل کرے گا۔ چند دنوں کے بعد وہ لوگ جو مسلمان ہوئے تھے واپس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ وہ تینوں اشخاص اُسی طرح مرے جس طرح آپ نے ان کو بتایا تھا، اور ہمارے یقین میں اور اضافہ ہو گیا کہ آپ سچے ہیں اور اب ہم اس لیے آئے ہیں کہ اپنے اسلام کو تازہ کریں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ زندوں اور مردوں پر امین ہیں۔

بیاہیسواں معجزہ۔ طبری وغیرہ محدثین نے عائشہؓ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے قتل کیے جانے کی خبر دی تھی کہ وہ معاویہ کے ظلم و ستم سے شہید ہوں گے۔

تینتالیسواں معجزہ۔ طبری وغیرہ محدثین خاصہ وعامہ نے ابویوب بن بشر سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ مدینہ کی پہاڑیوں پر جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ حضرتؐ کے اصحاب کے چہرے فح ہو گئے۔ وہ سمجھے کہ ان پر کوئی حادثہ ہونے والا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے نیک اصحاب اس برہ میں شہید ہوں گے۔ یزید علیہ اللعنة نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ تاراج کرنے کے لیے سترہ سو بھیجا اس نے کئی ہزار اشخاص کو صحابہ میں سے اُسی برہ میں قتل کیا جن میں سات سو قاریان قرآن تھے۔

چوبیسواں معجزہ۔ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عباس اور یزید بن ارقم کے نابینا ہونے کی خبر دی تھی۔

پینتالیسواں معجزہ۔ طبری وغیرہ نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ کے بھائی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا، انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے لڑکوں کے نام اپنے فرعوں کے نام پر مسمیٰ رکھو اس کا نام بدل دو۔ یقیناً میری اُمت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔ وہ میری اُمت کے لیے فرعون سے بدتر ہوگا۔ چنانچہ ولید بن یزید پیدا ہوا اور وہ آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق ثابت ہوا۔

چھیالیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو خبر دی کہ جب فرزندان ابی العاص کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وہ دین خدا میں فساد پیدا کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنائیں گے اور خدا کے مال میں تصرف کریں گے اور مردان کے بارے میں فرمایا کہ وہ چار ظالموں کا باپ ہوگا۔

سینتالیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو بخاشی بادشاہ کے مرنے کی اطلاع دی اور حضرتؐ نے لوگوں کو یقین میں جمع کیا اور اس کی میت کی نماز پڑھی اور اس کے جنازہ کو دیکھا اس کے بعد اطلاع آئی کہ اس کا اُسی روز انتقال ہوا تھا۔

اٹتالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جس روز عین میں اسود بن یحییٰ قتل ہوئے حضرتؐ نے ان کے قتل ہونے اور قتل کرنے والے سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

پچاسواں معجزہ۔ بطریق متعدد منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ نے جناب جعفر طیار کو جنگ تبوک کے لئے روانہ فرمایا تو اسی درمیان میں ایک روز خبر دی کہ اس وقت زید بن حارثہ شہید ہو گئے اور جعفر نے علم سنبھال لیا۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ اب جعفر کے ہاتھ قطع کئے گئے اور اب وہ بھی شہید ہو گئے اور خدا نے دو پرانے کو عنایت فرمائی جن سے وہ بہشت میں پرواز کریں گے اور اب عبداللہ بن رواحہ نے علم اٹھایا۔ اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور اب علم کو خالد نے لیا اور اب دشمن بھاگ گئے۔ پھر اسی وقت اٹھے اور جعفر کے گھر گئے ان کے بچوں کو بلایا اور تعزیت ادا فرمائی۔

پچاسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرقربن مالک کے ہاتھوں کو دیکھا جو تیلے اور بالوں سے بھرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ اپنے ہاتھوں میں بادشاہ عجم کے ہاتھوں کے کڑے پہنوں گے چنانچہ عمر کے زمانہ میں مدائن فتح ہوا، عمر نے اس کو بلا کر بادشاہ عجم کے کڑے پہنائے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ جب مدائن کو فتح کرنا قطیفوں کو قتل مت کرنا کیونکہ ماریہ ابراہیمؑ کی ماں اُسی قبیلہ سے ہے۔ پھر فرمایا کہ روم فتح کر دو گے۔ جب فتح کرنا تو اس کیسے کہ جو شرقی جانب ہے مسجد بنا دینا۔

اکا و نواں معجزہ۔ بطریق خاصہ و عام متواتر ہے کہ آنحضرتؐ نے خیبر میں علم ابوبکر کو دے کر جنگ کیلئے بھیجا وہ ناکام واپس آئے تو علم دے کر عمر کو بھیجا۔ وہ بھی ناکام واپس آئے تو حضرت نے فرمایا کل میں علم اس کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ بڑھ کر علم کے حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں۔ خدا اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر دوسرے روز امیر المؤمنینؑ کو علم دیا اور جناب امیرؑ نے فتح کیا۔

با و نواں معجزہ۔ متواتر ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے جس کی رات کو آٹ معراج میں گئے تھے اپنے معراج میں جانے کی خبر دی اور فرمایا کہ فلاں قافلہ قریش کو فلاں مقام پر میں نے دیکھا۔ ان کا اونٹ بھاگ گیا تھا۔ اور چند نشانیاں بیان فرمائیں۔ اور فرمایا کہ وہ قافلہ فلاں روز طلوع آفتاب کے وقت یہاں پہنچے گا۔ اور وہ سب واقع ہوا۔

ترہواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ قبیلہ بنو لحيان نے حبیب بن عدی کو اسیر کر کے اہل مکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب ان لوگوں نے ان کو دار پر کھینچا تو وہ بولے اَللّٰهُمَّ عَلَيكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ حضرت اس وقت مدینہ میں اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے، آپؐ نے فرمایا وَ عَلَيكَ السَّلَامُ اور گریہ فرمایا۔ اور فرمایا حبیب مجھے مکہ میں سلام کر رہے ہیں۔ قریش نے ان کو مار ڈالا۔

چونواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک سال نے آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے ایک قبیلہ آنحضرتؐ کے سامنے سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا بیٹھو ملتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور اس نے ایک قبیلہ آنحضرتؐ کے سامنے والدی اور عرض کی یا رسول اللہ یہ چار سو درہم ہیں ان کو مستحقین کو دے دیجئے حضرت نے سائل

سے فرمایا ان اشرفیوں کو لے لے۔ صاحب مال نے کہا یا رسول اللہ یہ اشرفیاں نہیں ہیں بلکہ درہم چاندی کے سکہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا مجھے جھوٹا مت کہو کیونکہ خدا نے مجھے راست کو فرمایا ہے۔ غرض قبیلہ کھولی گئی تو اس میں سے چار سو اشرفیاں یعنی سونے کے سکے برآمد ہوئے۔ صاحب مال کو تعجب ہوا اور اس نے کہا خدا کی قسم میں نے اس قبیلہ میں چاندی کے سکے رکھے تھے۔ حضرت نے فرمایا تو سچ کہتا ہے لیکن چونکہ میری زبان سے دینار نکل گئے تھے، خدا نے ان کو دینار ہی بنا دیا۔

پچپنواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ ابوالیوب انصاری کو لشکر اسلام نے عجل قسطنطنیہ میں دیکھا، پوچھا کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا تمہاری دنیا سے کوئی حاجت نہیں رکھتا، صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے کافروں کے شہر میں لے جانا اگر ممکن ہو۔ کیونکہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اصحاب میں سے ایک نیک مرد قسطنطنیہ میں دفن ہوگا، مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ شخص ہوں گا۔ چنانچہ ابوالیوبؑ کا انتقال ہو گیا۔ اور اہل لشکر جہاد کر رہے تھے اور ان کے جنازہ کو لشکر کے آگے لیتے ہوئے تھے۔ بادشاہ فزک نے کسی کو بھیج کر دریافت کر لیا کہ یہ جنازہ کیسا ہے جس کو تم لشکر کے آگے لیتے ہوئے آ رہے ہو۔ انہوں نے کہا یہ صحابہ پیغمبرؐ میں سے ایک بزرگ ہیں جنہوں نے وصیت کی ہے کہ ہم ان کو تمہارے شہر میں دفن کریں۔ بادشاہ نے کہا جب تم دفن کر کے اہل چلے جاؤ گے تو ہم اس کو باہر نکال کر جینک دیں گے تاکہ کتے کھا جائیں۔ انہوں نے کہا اگر تم نے اسی حرکت کی تو عرب میں جس قدر عیسائی ہیں سب کو ہم قتل کر ڈالیں گے، اور جس قدر گرجے ہیں سب کو ہمارا کر دیں گے غرض انہوں نے ابوالیوبؑ کی قبر پر قبہ تعمیر کرایا جو اب تک موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

بیان مؤلف علیہ الرحمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات جس قدر گزشتہ ابواب میں مذکور ہوئے وہ ہزار میں ایک کے مانند ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اقوال وافعال اور اخلاق و اطوار معجزہ ہیں۔ خاص طور سے یہ معجزات جن کا تعلق غیب کی باتوں سے ہے، ہر وقت حضرت کے کلام معجز نظام سے ظاہر تھے مبالغہ نہیں کرتے تھے کہ آنحضرتؐ کی باتیں مت کر دو کیونکہ درودیلوار سنگریزے سب حضورؐ کو اطلاع دے دیتے ہیں۔ بہت سے معجزات سابقہ ابواب میں بیان ہو چکے اور بہت سے آئندہ بیان ہوں گے۔ اگر کوئی عاقل غور و فکر کرے ادنیٰ ہی عقل کو مصنف قرار دے، آنحضرتؐ اور آپؐ کے اہلیت اہلار صلوات اللہ علیہم اجمعین کا ہر قول اور ہر کلام اور شریعت مقدسہ کا ہر حکم معجزہ اور خرق عادت ہے۔ کیا کسی صاحب عقل کی عقل یہ تجویز کرتی ہے کہ ایک انسان بغیر وحی و الہام جناب انبویؑ کوئی شریعت قائم کر سکتا ہے جس پر اگر عمل کیا جائے تو تمام اہل دنیا کی دنیا و آخرت درست ہو جائے اور اس کے سبب سے فتنہ و فساد کے رخنہ بند ہو جائیں۔ دنیا میں جس قدر فتنہ و فساد ظاہر ہوتے ہیں شریعت حقہ کے قوانین کے خلاف کرنے سے ہوتے ہیں اور ترید و فروخت، مضاربات و منازعات و وراثت باپ اور بیٹے زوجہ اور شوہر، آقا اور غلام، عزیز و نزل، اہل خانہ، اہل شہر اور حکام و رعایا کے درمیان معاشرت کے قوانین خاص طور سے جو معجزہ ہیں ان سے بہتر عقل نہیں ہو سکتا۔ اور آداب حسنہ اور اخلاق کریمہ کے اور ہر حدیث و خطبہ کے بارے میں



جو حکماء نے اتنے ہزار سال غور و فکر کر کے بیان کیا ہے اس پر یاد دہان ہو سکتا ہے۔ اور معارف ربانی اور معانی کی گہرائی جو حضرت نے رسالت کے مختصر چند سال میں بیان فرمایا ہے طالبانِ دُنیا کے غلط ملط اور ضائع کردینے کے باوجود جو کچھ لوگوں تک پہنچی ہے اگر علماء و تاروق قیامت اُس میں غور و فکر کرتے رہیں تو اس کے ہزاروں اسرار میں سے ایک تک نہیں پہنچ سکتے۔

آنحضرت کی حقیقت کے دلائل ظاہر میں سے ایک واضح دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشوونما اُس گروہ میں ہوئی تھی جو اخلاقِ حسنہ سے بالکل کوری تھی اور اُن لوگوں کا دار و مدار عصمت، فساد و فزع، حسد و عداوت پر تھا وہ جانوروں کے مانند ننگے کعبہ کے گرد تالیاں اور سیٹیاں بجاتے، اچھلتے کودتے تھے۔ یہی اُن کی عبادت تھی۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کی عادتیں کسی ہوگی۔ اس وقت بھی جبکہ آنحضرت کی بعثت کو ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں آنحضرت نے ان کی بہت مشکل سے اصلاح کی ہے۔ آج بھی کوئی شخص انکو صحرائے مکہ میں دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ چوپایوں سے بدتر ہیں۔ ایسے گروہ میں آنحضرت ایسے علم و حلم و حیا و کرم، عفت و سخاوت، شجاعت و مروت اور تمام صفاتِ حسنہ اور اطوار پسندیدہ کے ساتھ ظاہر ہوئے جنکے حدود احصاء میں فضائے عرب و عجم اپنے عجز و قصور کے معترف ہیں اور باوجود اس قدر آزاد و تکلیف کے جو حضرت کو اہل مکہ سے پہنچے، جب حضور کو اُترقا لو حاصل ہوا تو آپ نے ان پر احسان و کرم زیادہ سے زیادہ فرمایا۔ اور البوسفیان جس نے حضرت کو بے انتہا اذیتیں پہنچاتی تھیں، حضرت پر لشکر کشی کی تھی اور آپ کے اعضاء اور اصحاب کو قتل کیا تھا، حضرت کو جب اُس پر اختیار حاصل ہوا تو آپ نے سب کچھ معاف فرمادیا اور کرم دے دیا کہ جو شخص اس کے گھر میں داخل ہو جائے اُس کو بھی امان ہے۔ اور اُس دن یہودیہ پر بھی جس نے آپ کو زہر دیا تھا، عتاب نہ فرمایا۔ اپنے اہلیت کو دو دو تین تین روز بھوکا رکھتے ہوئے دوسروں کو سیر کیا۔ اپنی اولاد کے قاتلوں کو دیکھتے تھے اور خبر دیتے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میرے اہلیت کو قتل کر گئے اور اُپر ظلم کریں گے، لیکن اُن کو عزت بزرگتھے اور احترام فرماتے تھے اور اُن پر احسان و کرم کرتے تھے اور اُن میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہونے دیتے تھے۔ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ اخلاق سوائے پیغمبر یا پیغمبروں سے افضل ذات کے کسی میں جمع نہیں ہو سکتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مقدسہ کی حقیقت واضح کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عام خلق باوجود خواہشات کے دواعی کے تخلیق میں ترک لذات کرتے ہیں اور باوجود قہر سلاطین و جباران کی غمت کی پروا نہیں کرتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہلیت عالی شان کی محبت دلوں میں اس قدر جا گزین ہو گئی ہے کہ اپنے مال و اولاد اور اپنی جان کو ان کے مقدس ناموں پر فدا کرتے ہیں اور اُن کے عتبات عالیات اور مقدس روضوں پر دلی رغبت سے جاتے ہیں اور ادب و احترام سے قدم رکھتے ہیں اور جس قدر ظلم و جوراُن پر محافل سے زیادہ ہوتے ہیں اسی قدر زیارت کی رغبت کرتے رہتے ہیں۔

## تیسواں باب

### آنحضرت کا مبعوث برسات ہونا اور امت کے جفاکاروں کے مظالم سہنا اور نزول وحی کی کیفیت وغیرہ

واضح ہو کہ علمائے شیعہ کا اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستائیس ماہ رجب کو مبعوث برسات ہوئے اور ائمہ ہدی علیہم السلام کی حدیثیں اس کا ثبوت ہیں۔ لیکن عامہ کے درمیان اختلاف ہے بعضوں نے سترھویں ماہ رمضان المبارک کو بیان کیا ہے، بعضوں نے اٹھارھویں اور بعض نے چوبیسویں ماہ مذکور بیان کی ہے؛ اور بعض نے بارھویں ماہ ربیع الاول کو بیان کیا ہے۔ اور بھی مختلف اقوال ہیں، لیکن صحیح وہی روایت ہے جو پہلے بیان کی گئی۔ اُس وقت روایات معتبرہ کے مطابق آپ کی عمر شریف چالیس سال کی تھی۔ اور حدیث معتبرہ میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ نوروز کے دن جبریلؑ آنحضرت پر نازل ہوئے۔ لیکن احادیث معتبرہ سے ثابت ہے کہ حضرت ہمیشہ سے پیغمبر تھے جیسا کہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بھی پیغمبر تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ اور فقیر مؤلف کا گمان ہے کہ آنحضرت بعثت سے قبل اپنی ہی شریعت پر عمل کرتے تھے اور خدا کی جانب سے الہام اور وحی ان کو ہوتی تھی اور روح القدس سے حضرت کی تائید ہوتی تھی۔ چالیس سال کی عمر میں خلائق پر مبعوث ہوئے اور رسالت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ چنانچہ پنج البلاغہ میں حضرت امیر المؤمنین سے روایت ہے کہ آنحضرت کے لیے اُسی وقت سے جبکہ آپ شیر خوار تھے خدا نے ایک فرشتہ کو آپ کے ساتھ مقرر کیا تھا جو آپ کو شب و روز مکالمہ اخلاق اور حسن آداب پر قائم رکھتا تھا۔ حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل اس کے کہ جبریلؑ آپ پر نازل ہوں اسبابِ نبوت ملاحظہ فرماتے تھے اور فرشتوں کی آواز سنتے تھے یہاں تک کہ جبریلؑ رسالت کے ساتھ اُن پر نازل ہوئے اور حضرت جبریلؑ کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھتے تھے۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دوسری حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ ایک روح خلق جبریلؑ و میکائیلؑ سے بزرگتر ہے جو ہمیشہ مقرر کا رہتا ہے کے ساتھ رہتی تھی اور حضرت کو رشد و ہدایت اور راہِ حق پر قائم رکھتی تھی؛ اور وہی روح ائمہ معصومین علیہم السلام کے ساتھ بھی رہتی ہے جو ان کو علوم سے فیضیاب رکھتی ہے اور ان کے زمانہ طفلی میں ان کی مربی اور مودت رہتی ہے۔ اس بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو انشاء اللہ کتابِ امامت میں بیان ہوگی۔ اس احادیث معتبرہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت جبریلؑ آنحضرت کے پاس آتے تو غلاموں کی طرح خدمتِ اقدس میں بیٹھتے تھے۔ اور جب آتے تو گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوتے اُس خطا پر



علی بن ابیہیم نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے آنحضرت کو مبعوث برسات فرمایا جبریل کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پردوں سے زمین کھودی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چھوڑ دی تو ایسا ہوا کہ آنحضرت ہر سرزمین کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے کوئی اپنے ہاتھوں کو دیکھتا ہے اور مشرق و مغرب کے ہر شہر کو ملاحظہ فرماتے اور وہاں کے رہنے والوں سے ان کی زبان میں باتیں کرتے تھے اور اپنے دین کی دعوت دیتے تھے۔ اور خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسا انتظام فرمایا کہ ہر شہر کے لوگ آپ کو دیکھتے اور آپ کی آواز سنتے اور آپ کی رسالت کو سمجھتے تھے۔

علی بن ابیہیم، ابن شہر آشوب اور شیخ طبرسی بلکہ تمام محدثین و مفسرین نے روایت کی ہے کہ آنحضرت قبل بعثت اپنی قوم سے گناہ کش ہو کر کوہ پر رہتا عبادت الہی میں مصروف رہتے۔ خداوند عالم آپ کو روح القدس کی تائید سے خدایوں، فرشتوں کی آوازوں اور پیغمبر الہامات کے ساتھ ہدایت فرماتا رہتا تھا اور قرب و محبت و معرفت کے مدارج عالیہ پر ترقی دیتا رہا اور آپ کو زیور علم و فضل اور اخلاق حمیدہ اور آداب پسندیدہ سے آراستہ فرماتا رہا۔ ان حالات میں سوائے جناب امیر اور جناب خدیجہ کے کوئی آپ کا مونس و محرم نہ تھا یہاں تک کہ جب آپ کی عمر سینتیس سال کی ہوئی آپ نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کو ندا دے رہا ہے کہ یا رسول اللہ۔ اس کے بعد ایک روز حضرت ابوطالب کی بھینس چراتے ہوئے گھر کی پہاڑیوں پر حضرت کا گدڑ ہوا وہاں آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے آپ کو یا رسول اللہ کہہ کر خطاب کیا۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو وہ لوہے میں جبریل ہوں خدا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کو رسالت کی خوشخبری دوں۔ جبریل نے اپنا پر زمین پر مارا تو ایک چشمہ جاری ہوا۔ جبریل نے وضو کیا اور آنحضرت کو وضو کا سکھایا تو حضرت نے وضو کیا پھر نماز کی تعلیم دی اور آنحضرت نے امیر المؤمنین کو تعلیم دی اور ان کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی۔ بیت الشرف واپس گئے تو نماز عصر جناب خدیجہ کے ساتھ پڑھی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت ابوطالب حضرت جعفر کو لے کر آئے دیکھا کہ آنحضرت حضرت علی اور جناب خدیجہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ ابوطالب نے حضرت جعفر سے کہا کہ اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ تم بھی نماز پڑھو تو وہ بھی نماز میں شریک ہو گئے۔ اور حدیث معتبر میں حضرت جعفر صادق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابطل میں میں اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھے ہوئے سوتا تھا۔ علی میری داہنی جانب اور جعفر طیار۔ بائیں جانب اور جناب حمزہ میرے پانچویں ہوتے تھے۔ ناگاہ میں نے جبریل و میکائیل و اسرافیل کے پردوں کی آواز سنی اور مجھے دہشت طاری ہوئی۔ تو میں نے سنا کہ جبریل میرے اسرافیل کو چھ رہے تھے کہ ان چاروں میں سے ہم کس کے پاس بھیجے گئے ہیں؟ تو جبریل نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا ان کے پاس۔ انہی کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہی بہترین پیغمبران ہیں۔ اور وہ جہاں کی داہنی جانب سوتے ہیں ان کے بھائی اور وصی اور بہترین اوصیا ہیں اور جو بائیں جانب ہیں جعفر بن ابی طالب ہیں وہ دو رنگین پردوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کریں گے اور وہ دوسرے حمزہ ہیں جو قیامت کے روز سید الشہداء ہوں گے۔ اور دوسری روایت کے مطابق جبریل حضرت کے

آنحضرت کو مبعوث فرمایا جبریل کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پردوں سے زمین کھودی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چھوڑ دی تو ایسا ہوا کہ آنحضرت ہر سرزمین کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے کوئی اپنے ہاتھوں کو دیکھتا ہے اور مشرق و مغرب کے ہر شہر کو ملاحظہ فرماتے اور وہاں کے رہنے والوں سے ان کی زبان میں باتیں کرتے تھے اور اپنے دین کی دعوت دیتے تھے۔ اور خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسا انتظام فرمایا کہ ہر شہر کے لوگ آپ کو دیکھتے اور آپ کی آواز سنتے اور آپ کی رسالت کو سمجھتے تھے۔

سر کے پاس اور میکائیل پانچویں بیٹھے اور حضرت کو ادب کے سبب بیدار نہ کیا۔ وہ جب خود بیدار ہوئے تو جبریل نے خدا کا پیغام پہنچایا۔ وہ جب اٹھے اور جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے امن سے لپٹ گئے اور پوچھا تم کون ہو؟ عرض کی میں جبریل ہوں۔ امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرت چالیس سال کے ہو گئے اور خدا نے ان کے قلب کو نہایت خاشع اور خاضع اور سب سے زیادہ اپنا فرمانبردار پایا تو حضرت کی آنکھوں میں ایک نور پیدا کیا اور حکم دیا تو آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ فرشتے جوق جوق زمین پر آتے تھے اور حضرت کو دیکھتے تھے۔ اور خدا نے اپنی رحمت ساق عرش سے آنحضرت تک متصل کر دی۔ اس وقت جبریل نازل ہوئے اس طرح کہ آسمان وزمین کو گھیر لیا۔ اور آنحضرت کا بازو پکڑ کے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھو۔ فرمایا پڑھو ہا کہ اقرأ یا نسیم رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ رَبُّنَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ ۝ پھر خدا کی وحی ان کو پہنچائی۔ دوسری روایت کے مطابق دوسری مرتبہ جناب جبریل و میکائیل ستر ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور کرسی عزت و کرامت حضرت کے لیے لائے اور تاج نبوت حضرت کے سرافندس پر رکھا اور لوہے محمد حضرت کے ہاتھ میں دیا اور کہا اس کرسی پر تشریف رکھئے اور خدا کی حمد کیجئے۔ دوسری روایت کے مطابق وہ کرسی یا قوت سرخ کی تھی اس کے پائے زبرجد اور وارید کے تھے۔ جب فرشتے واپس گئے تو آپ کو ہوا سے نیچے تشریف لائے آپ کو انوار حلال گھیرے ہوئے تھے کہ کسی کو تاب نہ تھی کہ حضرت کو دیکھ سکے۔ حضرت جس درخت پتی اور پتھر کی طرف سے گزرتے تھے سب حضرت کو سجدہ کرتے اور بزبان فصیح کہتے اَلْسَلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اَلْسَلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ۝ جب حضرت خانہ خدیجہ میں داخل ہوئے آپ کے خورشید جمال کی شعاعوں سے سارا مکان منور ہو گیا۔ خدیجہ نے عرض کی اے محمد یہ نور کیسا ہے جو میں آپ میں دیکھ رہی ہوں؟ فرمایا یہ نور رسالت ہے کہو لا اِلٰهَ اِلَّا اللَّهُ محمد رسول اللہ انہوں نے کہا کہ میں برسوں سے آپ کی پیغمبری کا حال جانتی ہوں۔ پھر کلمہ شہادہ دین پڑھ کر ایمان لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے ہر دی محسوس ہو رہی ہے مجھے کوئی حاد راڑھا دو۔ حضرت لیٹے خدا کی جانب سے ندا پہنچی کہ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ وَرَبُّكَ فَكَبِّرْ ۝ دَبِّعْ ۝ اٰیٰتِنَا ۝ ۳ سورة المدثر ۱) اے حاد راڑھنے والے اٹھو اور لوگوں کو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈراؤ اور اس کی بزرگی بیان کرو۔ حضرت یہ سن کر اٹھے اور اپنے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ندا کی اللہ اکبر حضرت کی آواز موجودات میں جس جس تک پہنچی اس نے حضرت کی موافقت کی۔ نبی البلاغ میں امیر المؤمنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے منقول ہے کہ اس وقت سولے خاندان رسول کے ایک گھر بھی اسلام میں داخل نہ ہوا تھا۔ میں اور خدیجہ نور وحی و رسالت کو دیکھتے اور خوشبو سے پیغمبری سوگھتے تھے اور ہم نے شیطان ہم کے فریاد و فغان کی آواز سنی جبکہ آنحضرت پر وحی نازل ہوئی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ نالہ و فریاد کیسی ہے فرمایا کہ یہ شیطان کی آواز ہے۔ وہ اب ناامید ہو گیا کہ لوگ اس کی عبادت کریں گے۔ اے علی جو کچھ تم سنتے ہو میں بھی سنتا ہوں اور جو تم دیکھتے ہو میں بھی دیکھتا ہوں۔ لیکن تم پیغمبر نہیں ہو بلکہ میرے وزیر ہو۔



نوروز کے دن حضرت کا مبعوث ہونا۔

**1. Introduction**

تیسواں باب آنحضرتؐ کا مبعوث مبعوثانہما اور کیفیت نزول وحی

میں اب میری سرورس اخفرت نے اپنے

سب سے پہلے ایمان لانے والے اور حضرت کے ساتھ نماز پڑھنے والے۔

دو قرین نوافل اور عداس ابوبس کی حضرت کی رسالت کے بارے میں ہمیشہ

ہاتھ کے خدائے آید فاصدغ بمتا قو مودو آعوض عن المشرقین (آیت ۹۴، سورۃ الحج)  
نازل فرمائی یعنی جس امر پر تم مامور ہوئے اُس کو بالاعلان بیان کرو اور مشرکین سے روگردان رہو اور ان کی پروا مت کرو۔

حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر اور حضرت خدیجہ سے پہلے کسی نے آپ کی دعوت قبول نہ کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فزول سے خوفزدہ تھے اور کاشاک کا انتظار کر رہے تھے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا کہ علانیہ دعوت دین دو اور تبلیغ کرو۔ پھر تو آنحضرت مسجد میں تشریف لائے اور حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر باواز بلند نداء کی کہ اے گمراہ قریش اور عرب کے لوگو! میں تم کو خدا کی وحدانیت کے اقرار اور اپنی پیغمبری کی شہادت کی دعوت دیتا ہوں اور بت پرستی ترک کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ میری بات مانو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو قبول کرو تو عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے اور بہشت میں بھی سلطنت حاصل ہوگی۔ یہ سن کر قریش نے آپ کا مذاق اڑایا۔ اور ابولہب نے کہا تمہارے لیے ذلت ہوگی تم نے اسی واسطے ہم کو بلایا تھا۔ اُس وقت سورۃ بکتش یذکر آئی لکھب (پتہ آیت سورۃ اب) نازل ہوئی۔ کفار قریش کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دیوانہ ہو گئے ہیں (معاذ اللہ) اور اپنی زبان سے حضرت کو آزار پہنچانے لگے لیکن حضرت ابوطالب کے خوف سے کوئی جسمانی تکلیف نہیں پہنچا سکتے تھے۔

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ آنحضرت کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہم کو احمق کہتا ہے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے جوانوں کو مفسد کہتا ہے اور ہمارے گروہ کو برا گندہ کرتا ہے۔ اگر مالی پریشانی کے سبب وہ یہ سب کچھ کرتا ہے تو ہم اس کیلئے اس قدر مال جمع کر دیں کہ وہ تمام قریش سے زیادہ مالدار ہو جائے، اور قریش کی جس عورت سے وہ چاہے اس کی شادی کر دیں اور اُس کو اپنا حاکم بنالیں۔ لیکن وہ ہمارے خداؤں سے ہاتھ اٹھالے۔ جناب ابوطالب نے آنحضرت سے کہا یہ کسی گفتگو ہے کہ تمہاری قوم فریاد کر رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا چا جان یہ وہ دین ہے جس کو خدا نے اپنے پیغمبروں کے لیے پسند فرمایا ہے اور مجھ کو دین حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے حضرت ابوطالب نے کہا جان عم قوم کے لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اگر وہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب بلکہ ساری دنیا مجھ کو دے دیں پھر بھی میں اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا۔ میں تو صرف ایک بات ان سے چاہتا ہوں کہ وہ اس کو قبول کر لیں تو عرب و عجم کے بادشاہ ہو جائیں اور بہشت میں بھی ان کو سلطنت حاصل ہوگی۔ لپکھو کیا؟ فرمایا وہ گواہی دیں اور اقرار کریں کہ خدا ایک ہے اور میں اُس کا رسول ہوں۔ وہ لوگ بولے کہ ہم تین تین سو ساٹھ خداؤں کو چھوڑ دیں اور ایک خدا کو جو جس پر تو بہت ہی عجیب بات ہے۔ عرض چند روز کے بعد پھر وہ لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بزرگ ہیں اور ہمارے سردار ہیں آپ کے بھتیجے نے ہم کو برا گندہ کر دیا ہے۔ ہم اُس کے خوف سے آپ کو عمارہ بنی ولید کو دیتے ہیں جو بہت زیادہ خوبصورت اور قریش میں سب سے زیادہ نیک ہے۔ آپ اس کو فرزندگی میں لے لیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کو ہمارے سردار کر دیں تاکہ ہم اس کو قتل کر دیں۔ ابوطالب

کی اس لیے میں نے کچھ نہیں کہا۔ کل پھر اسی طرح کھانے کا انتقام کر کے ان کو بلاؤ تاکہ میں اپنی رسالت ان کو پہنچاؤں۔ امیر المومنین کہتے ہیں کہ دوسرے روز اسی طرح میں نے انتقام کیا جب وہ لوگ کھانا کھا چکے تو حضرت نے فرمایا اے فرزند ان عبدالمطلب میں نہیں سمجھتا کہ عرب میں کوئی شخص اپنی قوم کے لیے مجھ سے بہتر کوئی چیز لایا ہو۔ میں تمہارے واسطے دنیا و آخرت کی نیکی لایا ہوں۔ بتاؤ اگر میں یہ کہوں کہ غفریب تمہارا دشمن صبح و شام میں تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم باور کرو گے؟ وہ بولے بیشک! کیونکہ ہم تم کو سچا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یاد رکھو کسی کا خیر خواہ اُس سے جھوٹ نہیں بولتا بے شک خداوند عالم نے مجھ کو تمام عالم کی جانب اپنا رسول مقرر کیا اور مجھے حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور قرابتداروں کو اُس کے دین کی دعوت دوں اور عذاب آخرت سے ڈراؤں۔ تم میرے قرابتدار ہو اور یہ کھانا جو تم نے کھایا ہے اس میں میرا حجرہ بنی اسرائیل کے مادہ کے مانند تم نے مشابہہ کر لیا جو شخص اس کھانے کے بعد مجھ پر ایمان نہ لائے گا خدا اُس کو ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا کہ خلق میں کسی کو نہ کیا ہوگا۔ اے فرزند ان عبدالمطلب خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُس کے واسطے اُس کے اہل سے اُس کا ایک بھائی، وصی اور وارث مقرر کیا ہے۔ لہذا تم میں سب سے پہلے جو شخص مجھ پر ایمان لائے گا وہ میری امت میں میرا بھائی، وصی، وزیر، وارث اور خلیفہ ہوگا اور میرے نزدیک اُس کی ذبی نسبت ہوگی جو ہارون کی کوئی کے نزدیک تھی۔ لہذا میری بیعت کے لیے کون سبقت کرتا ہے جو میرا بھائی بنے اور میری مدد کرے اور خاندانوں کے مقابلہ میں میرا معین و یاور ہو۔ میں اُنہی کو اپنا وصی، وزیر اور اپنا خلیفہ بناؤں گا تاکہ وہ میری جانب سے تبلیغ کرے میرے بعد میرا قرض ادا کرے اور میرے وعدوں کو پورا کرے۔ اگر تم میں سے کوئی میری بیعت پر سبقت نہیں کرتا تو وہ کرے گا جس کے ساتھ حق ہوگا۔ حضرت نے جب اپنی گفتگو تمام کی تو سب ساکت تھے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر امیر المومنین اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا میں آپ کی بیعت کرتا ہوں ہر اُس شرط پر جو آپ فرمائیں اور آپ جو حکم دیں میں بجا آؤں۔ حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تم سے جو لوگ بزرگ ہیں شاندار ہیں سے کوئی آمادہ ہو۔ پھر حضرت نے دوسری مرتبہ فرمایا، پھر وہ لوگ خاموش رہے اور حضرت علیؑ اٹھ کھڑے ہوئے آخر تیسری مرتبہ حضرت نے امیر المومنین کو اپنے پاس بلایا۔ آپ نے آنحضرت سے بیعت کی حضرت نے ان کے دہن میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور دونوں شانوں کے درمیان اور سینہ پر بھی کل دیا۔ یہ دیکھ کر ابولہب علیہ التعتہ لولا کہ آپ نے اپنے سچا کے بیٹے کو جس نے آپ کی اطاعت قبول کی ہے اچھا انعام دیا کہ اُس کے منہ میں اپنا لعاب دہن بھر دیا۔ حضرت نے فرمایا میں نے اُس کو علم و حلم و فہم و دانش سے بھر دیا۔ یہ سن کر وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر نکل گئے اور ہنستے ہوئے ابوطالب سے کہا کہ تم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو۔

احادیث صحیحہ میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ آنحضرت پر جب سے وحی نازل ہونے کا سلسلہ شروع ہوا آپ تیرہ سال تک مکہ میں رہے اور تین سال اور ایک روایت کے مطابق پانچ سال تک مدینہ اور مشرکین قریش سے مخالفت رہے اور سوائے علی بن ابی طالب اور جناب خدیجہ کے کوئی آپ کا رفیق و خوار نہ تھا۔

نے فرمایا تم نے کیا خوب انصاف کیا۔ میں اپنے بچے کو تمہیں دے دوں کہ تم اس کو مار ڈالو، اور غیر کے لڑکے کو لے کر پرورش کروں۔

عیاشی نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب مشرکین حضرت کی طرف سے گزرتے کپڑے سے اپنا چہرہ چھپا لیتے تھے تاکہ حضرت ان کو نہ دیکھیں، اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اَلَا اِنَّهُمْ يَشْتُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَعْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُوْهُ مَا يُسْتُوْنَ وَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ آیت سورہ ہود)

چکنی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ابو جہل ملعون نے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت ابوطالب کے پاس آکر کہا کہ تمہارے بھتیجے ہم کو اور ہمارے خداؤں کو ادیت دی ہے اُس کو ہلا کر کہو کہ ہمارے خداؤں کا ذکر کرنے سے باز رہے۔ حضرت ابوطالب نے پیغمبر خدا کو دہ آئے تو مشرکوں کو دیکھ کر فرمایا وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتْبَعَهُ الْهُدٰی (پ آیت سورہ ہود) ہوا اُس پر جو ہدایت کی پیروی کرے، اور اٹیٹھ گئے۔ ابوطالب نے فرمایا یہ لوگ آئے ہیں اور ایسا کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا ممکن ہے کہ ایسی بات یہ لوگ کہیں جو اس سے بہتر ہو جس کے سبب سے عرب میں بلند ہوں اور تمام عرب پر مسلط ہو جائیں۔ ابو جہل نے کہا ہاں ممکن ہے۔ بتاؤ وہ بات کیا ہے؟ فرمایا کہ لا الہ الا اللہ۔ جب انہوں نے یہ سنا، تو اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور باہر نکل گئے۔ اور بھاگے یہ کہتے ہوئے کہ ہم نے سنا ہے کہ اس دین میں آخرت کی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ یہ محض افتراء ہے۔ اس وقت خدا نے سورۃ ص کی ابتدائی آیتیں نازل فرمیں

فَرَاثَ بْنَ اِبْرٰہِیْمَ سے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت قرآن تمام لوگوں سے بہتر اور خوش آئند تھی۔ جب حضرت نماز شب کے لیے اٹھتے تھے تو ابو جہل اور تمام مشرکین آکر حضرت کی قرأت سنتے، لیکن جب حضرت بسم اللہ الرحمن الرحیم فرماتے تو وہ لوگ اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے اور بھاگ جاتے۔ پھر آکر سنتے۔ ابو جہل کہا کرتا تھا کہ مجھ پر اپنے خدا کا نام بہت لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پروردگار کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت صادق فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے یہ بات سچ کہی۔ حالانکہ وہ بہت بڑا کذاب تھا۔ پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :- اِذَا ذُکِّرْتُ بِسْمِ الْاٰلِہِ الْاَعْلٰی اَذْ بَارَہِمْ ہُمْ مِّنْ اٰیٰتِہِمْ سَوَآءٌ بِّنِیْ اِسْرَآئِیْلَ، جب تم اے رسول اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہو وہ بیٹھ بھیر کر بھاگ جاتے ہیں، حضرت صادق نے فرمایا کہ جب حضرت بسم اللہ الرحمن الرحیم فرماتے تھے۔ دوسری معتبر حدیث میں ابیہی حضرت سے منقول ہے کہ مشرکوں نے آنحضرت سے کہا کہ تم ایک سال ہمارے خداؤں کی عبادت کرو اور ہم ایک سال تمہارے خدا کی عبادت کریں تو خدا نے سورۃ قل یا ایہا الکافرون (پ سورۃ کافرون) نازل فرمائی تو انکی امید منقطع ہو گئی یہ کہ حضرت ان کے خداؤں کی جانب رغبت کریں گے۔

چکنی نے بسند حسن امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت نے کپڑے پہنے ہوئے مسجد الحرام میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مشرکوں نے اونٹ کی آنتیں لاکر حضرت کی پشت اقدس پر ڈال دیں حضرت کے کپڑے گندے ہو گئے۔ آپ جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا بچا جان آپ کے

میرا حسب کیا ہے۔ انہوں نے پوچھا اے فرزند اس بات کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے واقعہ بیان کیا حضرت ابوطالب کو یہ سنکر غیظ آگیا۔ آپ نے جناب حمزہ کو بلایا، اپنی تلوار محافل کی اور جناب حمزہ سے کہا اونٹ کی آنتیں اٹھا لو۔ پھر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر قریش کے پاس آئے جو کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضرت ابوطالب کو اس طرح آتے ہوئے دیکھا اور ان کے چہرے سے آثار غضب مشاہدہ کئے، خوف کی وجہ سے اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے۔ جناب ابوطالب نے حمزہ سے کہا خوں کور اور آنتوں کی کٹافٹیں ان کے صبول پر مل دو۔ جناب حمزہ نے خوب اچھی طرح ان کے بدن پر وہ کٹافٹیں ملیں پھر جناب ابوطالب نے آنحضرت سے کہا کہ تمہارا حسب ہمارے نزدیک ایسا ہے۔ اور ابن شہر آشوب اور رادندی کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ ابو جہل ملعون کے کہنے سے عقبہ ابن ابی معیط نے اونٹ کی آنتیں لاکر حضرت کی پشت اقدس پر ڈال دیں۔ اُس وقت آپ نماز میں مشغول تھے۔ حضرت نے وہ آنتیں اپنی پشت سے دور کیں اور رو کر بارگاہ الہی میں عرض کی بلانے والے قریش کا دفع کرنا، ابو جہل شیبہ اور امیہ کا دفع کرنا تیرے ہی اختیار میں ہے۔ جناب عباس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جن لوگوں کا نام حضرت نے اُس روز لے کر دعا کی تھی سب روز بدر قتل ہوئے۔ غرض جب عقبہ کی اس گستاخی کی خبر جناب حمزہ کو معلوم ہوئی نہایت غضبنا ہوئے اور مسجد میں آئے۔ ابو جہل کو دیکھا، اُس کی کمان چھین کر اُس کے سر پر ماری اور اُس ملعون کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ لوگ جمع ہو گئے اور جناب حمزہ سے اُس ملعون کو پھڑپھڑا اور کہنے لگے کہ شاید اے حمزہ آپ نے بھی خدا کا دین قبول کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور غصہ میں کھڑے شہادتین زبان پر جاری کیا۔ پھر آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ نے آیات قرآنی کی ان کے سامنے تلاوت فرمائی اور اپنی صداقت ان پر ظاہر کی۔ تو جناب حمزہ نے دوبارہ گواہی دی اور دین اسلام میں مستحکم و مضبوط ہو گئے۔ جناب ابوطالب شاد و مسرور ہوئے اور جناب حمزہ کی مدح میں چند اشعار نظم کیے۔

عیاشی نے بسند معتبر جناب امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم سے بہت اذیتیں اٹھائیں۔ ایک روز مسجد میں تھے کہ مشرکوں نے آپ کے اوپر بھڑکی اور جھڑکی ڈال دی۔ جناب خا طہ علیہا السلام تشریف لائیں: حضور ابھی سجدہ ہی میں تھے۔ جناب مصعب نے آپ کی پشت سے وہ نجاست دور کی۔ آخر خدا نے حضرت جو چاہتے تھے پورا کر دیا۔ جنگ بدر میں ایک گھوڑا بھی حضرت کے ساتھ سواری کے لیے نہ تھا لیکن فتح مکہ کے دن بارہ ہزار سوار آنحضرت کے گرد تھے اور ابوسفیان اور تمام مشرکین حضرت سے امان طلب کر رہے تھے۔ پھر آنحضرت کے بعد امیر المومنین کو منافقوں کے ہاتھوں آزار و بلا لیں دیکھنا پڑیں کیونکہ قوم میں کوئی ان کا مددگار نہ تھا حمزہ اُحد میں اور جعفر جنگ موتہ میں شہید ہو چکے تھے۔

شیخ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کعبہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے قریش کے ظالم کی شکایت کی اور عرض کی یا رسول اللہ آپ ہمارے واسطے دعا نہیں کرتے یہ سنکر حضرت کے چہرہ کارنگ صدمہ کے سبب تغیر ہو گیا۔ فرمایا وہ زمین



جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان میں سے بعض کو کھانا پانیوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا بعض کے سروں پر آ رہا ہوا گیا۔ ان لوگوں نے صبر کیا اور اپنے دین سے نہیں پھرے۔ لہذا تم بھی صبر کرو یقیناً خداوند کریم اس دین کی تعمیل فرمائے گا اور اس دولت کو ایسا پائیدار قرار دے گا کہ اس دین کا ماننے والا ہنسا کوہِ صفا سے حضرت موت تک سفر کرے گا اور سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرے گا۔

کلیفی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے لوگوں کی خاطر داری اور دلجوئی کا اور نماز واجب ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جبریلؑ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا خداوند رحیم و کریم آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کرتے رہو۔

بسند موثق حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی خدا نے چاہا کہ آنحضرتؐ کے انتقام کے لیے تمام اہل زمین کو سوائے امیر المؤمنینؑ کے ہلاک کر دے اُس وقت جبکہ یہ آیت نازل فرمائی، فَتَوَلَّى عَنْهُمْ فَلَمَّا أَنْتَبَهُمْ رَأَوْا أَنَّهُمْ كَانُوا فِي سَكَنٍ، سورۃ الذاریات، اسے ہمارے حبیبؐ ان سے لا پرواہ ہوا و بجا و بیشک تم کو کوئی ملامت نہیں کر سکتا، پھر خدا نے مومنین پر رحم فرمایا اور آنحضرتؐ سے خطاب فرمایا، وَكَذَٰلِكَ نَذَرُكَ الْكَافِرِينَ تَتَنَفَّعُ الْمُؤْمِنِينَ دُفْعًا آیت ۵۵ سورۃ الذاریات، اُن کو نصیحت کیے جاؤ بیشک نصیحت مومنین کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے انہما اسلام کا حکم دیا اور آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی قلت اور مشرکین کی کثرت مشاہدہ فرمائی تو غمگین ہوئے۔ اُس وقت خدا نے جناب جبریلؑ کو درختِ سدرة المنتہی کی ایک پتی دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ اس پتی سے آنحضرتؐ اپنا سر دھوئیں حضرت نے تعمیل حکم کی اور آپؐ کا رخ و غم زائل ہو گیا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھ کو اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ تمام بادشاہان باطل کو قتل کر دوں اور لے مسلمانوں ملک و بادشاہی تہا سے لینے قرار دوں۔ تو ابوہل نے آنحضرتؐ کی حسد و عداوت کے سبب سے کہا کہ خداوند محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں اگر سچی ہے اور تیری جانب سے ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر کی بارش کر یا ہمارے لیے کوئی عذاب دردناک بھیج۔ پھر کہا کہ ہم اور بنی ہاشم دو گھوڑوں کے مانند تھے جو ایک ساتھ برابر برابر دوڑتے تھے اور ایک دوسرے کے برابر کے مقابل تھے۔ اب ہم کو ارا نہیں کر سکتے کہ وہ پیغمبری کا دعویٰ کریں اور اُن میں کوئی پیغمبر ہو اور بنی مخزوم میں نہ ہو۔ پھر دُعا کی پالنے والے ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ كَسِتُمْ كَفُورُونَ ط۔ (دفعہ آیت ۳ سورۃ انفال) یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ ان لوگوں کو عذاب نازل کرے حالانکہ انے رسولؐ تم ان میں موجود ہو اور نہ خدا ایسا ہے کہ ان کو عذاب کرے جبکہ وہ لوگ استغفار کرتے ہوں؛ کیونکہ ابوہل نے اس کے بعد اگر زکشی بھی طلب کی تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیتیں پہنچانے لگے اور آپؐ کو کھانے سے

نکال دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ كَصُدُوقٍ عَنْ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَ إِلَّا أَوْلِيَاءُ آلِ الْمُتَّقِينَ (دفعہ آیت ۳ سورۃ انفال) ان کو کیا ہو گیا ہے کہ مومنین کو مسجد الحرام میں جانے سے منع کرتے ہیں حالانکہ ان کو مسجد الحرام سے کوئی واسطہ نہیں اور سوائے متقین کے مسجد الحرام میں جانے کا کسی کو حق نہیں؛ اور وہ رسولؐ اور ان کے اصحاب ہیں۔ آنحضرتؐ نے ان پر جنگ بدر میں عذاب نازل کیا اور وہ مارے گئے۔

ابن شہر آشوب نے کثیر بن عامر سے روایت کی ہے کہ ایک روز مکہ میں ابطح کی جانب سے ایک سوار آیا جس کے پیچھے سترہ اونٹ تھے جن پر ریشمی کپڑے لدے ہوئے تھے اور ہر اونٹ پر ایک غلام حبشی سوار تھا وہ سوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوچھ رہا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اُن سے کیا کام ہے؟ اُس نے کہا میرے باپ نے وصیت کی ہے کہ ان اونٹوں اور غلاموں کو اُن کے حوالے کر دوں۔ یہ سُنکر ابوجہل نے ابوجہل کی جانب اشارہ کیا اور کہا جس کو تم تلاش کر رہے ہو وہ ہیں۔ وہ ابوجہل کے پاس آیا اور آنحضرتؐ کے جو اوصاف کو بتاتے گئے اُس میں اُس نے نہ پائے تو کہا تم وہ نہیں ہو جس کو میں چاہتا ہوں اور مکہ میں گھومنے لگا یہاں تک کہ حضرتؐ کے پاس پہنچ گیا اور اُن اوصاف کے ذریعہ سے پہچان لیا۔ حضرتؐ کے ہاتھ پیروں کو چوما حضرت نے فرمایا تم ناجی ابن منذر ہو؛ اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا وہ سترہ اونٹ کہاں ہیں جن میں سے ہر ایک پر غلام حبشی سوار ہیں اور وہ سب ریشمی کپڑے پہنے اور زین کر ہیں پھر حضرت نے ایک ایک کا نام بتایا اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ وہ سب حاضر ہیں میں ان کو پیش کرنے کے لیے لایا ہوں۔ فرمایا تمام مال میرے حوالے کر دو میں محمدؐ ہوں۔ اُس نے سب اونٹ اور مال حضورؐ کے سپرد کر دیا۔ تو ابوجہل نے پچھلایا کہ اسے آلِ غالب اگر محمدؐ کے مقابل میں میری مدد نہ کر دے تو میں تلوار سے اپنا بیٹ پھاڑ لوں گا اور مرد جاؤں گا۔ یہ تمام مال کعبہ کے اور محمدؐ چاہتے ہیں کہ خود اُن پر تصرف کریں۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور کعبہ کی گلی گلی میں گھومتا رہا یہاں تک کہ اُس کے ساتھ کئی ہزار اشخاص جمع ہو گئے۔ جب بنی ہاشم کو خبر معلوم ہوئی، ابوطالب تمام اولاد عبدالمطلب کو لے کر سوار ہوئے اور آنحضرتؐ کے گرد جمع ہو گئے پھر ابوطالب اُن کے پاس گئے اور پوچھا تم لوگ محمدؐ سے کیا چاہتے ہو؟ ابوجہل نے کہا تمہارے برادر زادے نے ہم لوگوں کے ساتھ بڑی خیانت کی ہے۔ اُن میں سے ایک خیانت یہ ہے کہ کعبہ مال لوگ کعبہ کے لیے لاتے تھے اس لئے اُن کے نے (محمدؐ نے) ان لوگوں کو فریب دے کر اپنے دین میں شامل کر لیا اور تمام مال اُن سے لے لیا۔ ابوطالب نے فرمایا کہ پھر جاسیں جا کر محمدؐ سے حقیقت حال معلوم کرتا ہوں۔ پھر حضرتؐ کے پاس آکر کہا کہ وہ سب مال ابوجہل کو دے دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ایک جتہ بھی اُس کو نہ دوں گا۔ ابوطالب نے کہا دس اونٹ تم لے لو اور سات اُس کو دے دو۔ حضرتؐ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں ان بدیلوں کو اونٹوں سمیت اُس کے پاس لے چلتا ہوں اور میں اور وہ دونوں اونٹوں سے دریافت کریں جس کے بارے میں وہ اونٹ کہہ دیں اور وہی بدیل یہ مال پھر اُنسی کا ہوگا۔ ابوطالب نے ابوجہل کے پاس آکر حضرتؐ کا ارشاد بیان کیا اور کہا محمدؐ نے تمہارے ساتھ انصاف کیا اور کہا ہے کہ کل صبح سورج نکلنے کے وقت تم لوگ مسجد میں جمع ہو اور اونٹوں کو تمام مال سمیت

حاضر کیا جائے گا۔ اونٹ جس کی گواہی دیں وہ سب لے لے۔ یہ سنکر وہ سب لوگ واپس چلے گئے۔ دوسرے روز ابوہلہ ملعون کعبہ کے پاس آیا اور اونٹ کو سجدہ کیا اور سر اٹھا کر پورا حال اُس سے بیان کیا اور کہا اے نبی! اسکا کر دے کہ وہ اونٹ مجھ سے بھلا ہوں اور میرے واسطے گواہی دیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو ملائت نہ کریں۔ میں تجھ کو چالیس سال سے پوچھ رہا ہوں اور اب تک تجھ سے کوئی حاجت میں نے طلب نہیں کی ہے۔ اگر آج تو میری یہ حاجت پوری کر دے گا تو میں تیرے لئے سفید موتی کا قبہ بنوا دوں گا۔ اور تیرے دونوں ہاتھوں کے لئے سونے کے کڑے، اور چاندی کے چھڑے، جو اسرات کا ایک تاج مہیا کروں گا۔ اسی اثنا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لائے، اور اونٹ مع سامان لائے گئے۔ ابوہلہ سے فرمایا کہ تو اونٹوں سے سوال کر۔ اُس نے ہر چند کوشش کی مگر کسی اونٹ نے جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد حضرت نے اونٹوں سے دریافت کیا وہ مجھ خدا گویا ہوئے اور آپ کی پیغمبری کی گواہی دی۔ اور بیان کیا کہ یہ تمام مال حضرت سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت نے پھر ابوہلہ سے کہا اب دوبارہ پھر تو ان سے دریافت کر۔ اُس نے اونٹوں سے پوچھا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ پھر حضرت نے اونٹوں سے پوچھا پھر ان سب نے گواہی دی۔ اس سطر سات مرتبہ ہوا۔ آخر آنحضرت نے تمام مال اور اونٹ وغیرہ لے لیا اور ابوہلہ ذلیل و رسوا ہو کر چلا گیا۔

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ جب خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مامور فرمایا کہ علانیہ قریش کو حق کی دعوت دیں، حضرت موسیٰ میں جبکہ اطراف عالم سے لوگ مکہ میں آتے ہیں، کوہ صفا پر جا کر کھڑے ہو گئے اور ان کو نذادی کہ ایہا الناس! میں پروردگار عالمین کا رسول ہوں۔ یہ سنکر لوگ آپ کی جانب تعجب سے دیکھنے لگے اور آپ کی ہلاکت کے درپے ہوئے۔ پھر حضرت کوہ مروہ پر تشریف لے گئے اور تین مرتبہ یوں ہی ندا کی۔ ابوہلہ ملعون نے یہ سنکر ایک تھر حضرت کی جانب پھینکا جس سے حضرت کی پیشانی مجروح ہو گئی۔ یہ دیکھ کر سارے مشرکین پھر ہاتھوں میں لے کر آنحضرت کے پیچھے دوڑے تو آنحضرت کوہ ابوقیس پر پڑھ گئے جس مقام کو آج ”مٹکا“ کہتے ہیں۔ وہاں تکیہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ ایک شخص امیر المومنین کے پاس گیا اور کہا کہ محمد قتل کر دیئے گئے۔ جناب امیر روتے ہوئے خدیجہ کے مکان پر گئے۔ خدیجہ نے گھر کر پوچھا یا علی! کیا ہوا؟ جناب امیر نے فرمایا مجھے کچھ نہیں معلوم مگر لوگ کہتے ہیں کہ مشرکین نے آنحضرت پر پتھر برسائے جس میں وہ چھپ گئے مجھے کچھ کھانا اور پانی دو اور ساتھ چلو تاکہ آب و طعام حضرت تک پہنچائیں۔ غرض وہ دونوں واپس ہوئے حضرت علیؑ نے کہا تم وادی کی جانب سے چلو اور میں پہاڑ پر چڑھتا ہوں۔ عرض امیر المومنین روتے ہوئے چلے پکار رہے تھے یا رسول اللہ میری جان آپ پر خدا ہوا آپ کس جگہ چھو کے پیاسے بیٹھے ہیں۔ آپ نے اپنے ساتھ مجھ کو نہ لیا۔ جناب خدیجہ الگ فریاد کر رہی تھیں کہ مجھے پیغمبر برگزیدہ کا پتہ بتاؤ۔ اسی اثنا میں حضرت جبریلؑ آنحضرت پر نازل ہوئے۔ جب آنحضرت نے ان کو دیکھا انھوں میں آنسو بھرا لائے اور فرمایا کہ دیکھو میری قوم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔ مجھے تھلا دیا اور بھر پر سنگ بھجائی بارش کر کے مجھے زخمی کر دیا۔ جبریلؑ نے کہا اے اللہ مجھے دیجئے پھر آپ کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور ایک مسند بہشت اپنے پیروں میں سے نکال کر جو ر وادی وادو سے بنی ہوئی تھی ہوا میں حرکت دی جس نے تمام پہاڑ کو ڈھانپ لیا اور کہا اپنے خدا کے نزدیک اپنی قدر و منزلت آپ نے کبھی؟

حضرت نے فرمایا ہاں۔ جبریلؑ نے کہا اس درخت کو لایئے۔ حضرت نے بلایا تو وہ اپنے مقام سے جدا ہو کر دوڑتا ہوا آنحضرت کے پاس آیا اور حضرت کے لئے لیٹھا سجدہ کیا۔ پھر جبریلؑ نے کہا اس سے کہہ دیجئے کہ واپس جاتے حضرت نے فرمایا واپس جاؤ چلا گیا۔ پھر اسماعیل فرشتہ جو آسمان اول پر موقوف ہے حاضر خدمت ہوا اور کہا اَللّٰمَّ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ میرے پروردگار نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں۔ میں حاضر ہوں آپ جو حکم دیں بجالاؤں۔ اگر آپ فرمائیں تو سناؤں کو ان پر کراؤں کہ یہ جل جائیں۔ پھر آفتاب کا موکل آیا اور کہا اَللّٰمَّ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ اگر آپ حکم دیں تو ان کے سروں کے فریب آفتاب کروں تاکہ یہ سب جل جائیں۔ پھر زمین کا فرشتہ آیا اور کہا اَللّٰمَّ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت پر مامور فرمایا ہے اگر آپ فرمائیں تو زمین کو حکم دے دوں کہ ان کو نکل جائے۔ پھر پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہا اَللّٰمَّ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خدا نے مجھے آپ کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو پہاڑوں کو ان پر ٹکرا دوں اور وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ پھر دریاؤں کا فرشتہ آیا اور کہا اَللّٰمَّ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو فرمائیں تعمیل کروں۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو دریاؤں کو حکم دوں کہ ان سب کو غرق کر دیں جب تمام فرشتوں نے اظہار تقرب کیا تو حضرت نے فرمایا کہ کیا میری مدد پر مامور ہوئے ہوا انہوں نے عرض کی ہاں۔ تو حضرت نے اپنا روتے مبارک آسمان کی جانب بلند کیا اور ارشاد فرمایا کہ پانے والے میں عذاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ عالمین کے لئے رحمت ہوں۔ مجھے میری قوم کے ساتھ چھوڑ دے کہ یہ ناواقف ہیں اور جہالت میں ایسا سلوک کرتے ہیں۔ پھر جبریلؑ نے جناب خدیجہؓ کو دیکھا کہ وادی میں وبری ہیں اور حضرت کی تلاش میں دوڑتی پھر رہی ہیں۔ آنحضرت سے کہا خدیجہؓ کو دیکھئے ان کے رونے سے آسمان فرشتے رو رہے ہیں۔ ان کو اپنے پاس بلا لیجئے۔ اور میرا سلام ان سے کہہ دیجئے اور فرما دیجئے کہ خداوند عالم تم کو سلام کہتا ہے۔ اور ان کو خوشخبری دے دیجئے کہ خدا نے ان کے لئے بہشت میں بیتوں کا گھر بنایا ہے جس میں سونے کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں اُس میں کوئی آواز و شہنشاہ نہ ہوگی۔ حضرت نے یہ سنکر خدیجہؓ اور حضرت علیؑ کو اپنے پاس بلایا۔ انھوں نے آپ کے گلے سے ٹپک رہا تھا۔ حضرت عونؓ کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے بلکہ پوچھتے تھے خدیجہؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں خون گرنے کیوں نہیں دیتے حضرت نے فرمایا درتا ہوں کہ اگر میرا خون زمین پر گرے گا تو خداوند عالم اہل زمین پر غضبناک ہوگا۔ جب رات ہوئی تو جناب امیرؓ اور جناب خدیجہؓ حضرت کو گھر واپس لائیں اور آپ کے بیٹھنے کی جگہ ایک بڑا پتھر نصب کر دیا۔ جب مشرکوں کو حضرت کے واپس آنے کی خبر ہوئی تو پھر گھر پر پتھروں کی بارش کرنے لگے لیکن کوئی پتھر آنحضرت تک نہیں پہنچتا تھا اور آتا تو وہ بڑا پتھر رکتا۔ دہینے بائیں سے دیواریں روک لیتی تھیں۔ حضرت کے سامنے جناب خدیجہؓ اور حضرت علیؑ کھڑے ہو گئے اور پتھروں کو اپنے جسموں پر روکتے تھے۔ آخر جناب خدیجہؓ نے کہا اے مشرکین قریش تم کو سنگباری کرتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ایک ایسی عورت کے گھر پر پتھر پھینک رہے ہو جو تم میں سب سے زیادہ نجیب ہے۔ اگر خدا سے نہیں ڈرتے ہو تو اس تنگ سے تو پر ہیز کرو۔ یہ سنکر مشرکوں کو غیرت آئی اور وہ واپس چلے گئے۔ دوسرے روز آنحضرت پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ اور خداوند تعالیٰ نے

ان کے دلوں میں حضرت کا رعب ڈال دیا کہ پھر حضرت سے نہ ملے۔

بعض کتابوں میں ہے کہ بعثت کے پانچویں سال عمار بن یاسر کی والدہ سمیہ شہید ہوئیں ان کو کافروں نے شکیفہ میں کس دیا تھا تا کہ اسلام سے توبہ کریں، اسی وقت ابو جہل علیہ اللعنة ان کے پاس سے گزرا اور ان کے سینہ پر نیزہ مارا اور ان کو شہید کر دیا۔

## چوبیسواں باب

### آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج کا بیان

واضح ہو کہ آیات کریمہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ خداوند حکیم و خیر نے مردِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شب میں مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ کی جانب اور وہاں سے مدینہ المنبتیٰ اور عرش اعلیٰ تک سیر کرائی اور سموات کے عجائبات دکھائے اور پوشیدہ اسرار اور بے انتہا معارف حضرت پر افکندے اور حبیبِ خدا نے بیت المعمور میں اور عرش اعلیٰ کے نیچے عبادت میں قیام فرمایا اور اراج انبیاء سے ملاقات کی اور بہشت میں جا کر بہشت والوں کے منازل مشاہدہ فرمائے۔ اور احادیث متواترہ خاصہ و عامہ دلالت کرتی ہیں کہ حضرت کا عروج جسم کے ساتھ ہوا تھا بے جسم روح کے ساتھ نہیں، بیداری میں ہوا تھا خواب میں نہیں، قدیم علمائے شیعہ کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ ابن بابویہ اور شیخ طبری رحمۃ اللہ علیہما وغیرہما نے ان مراتب کی تصریح کی ہے۔ اور بعض علماء عاتر نے معراج کے جسمانی ہونے میں اخبار و آثار رسول خدا و آثار ہدیٰ کی عدم پیروی یا ان کے ارشاد پر یقین نہ ہونے کے سبب جو شک کیا ہے وہ بھی اپنے علماء کے شہادت پر اعتماد کر کے سبب ہے ورنہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص خداوند رسول اور آئمہ ہدیٰ کے ارشادات اور آیات قرآنی پر یقین رکھتا ہو اور مختلف طریقوں سے معراج کے صحیح ہونے اور اس کی خصوصیات و کیفیات کے بارے میں ہزاروں حدیثیں سناتا ہو جو معراج جسمانی پر بقرض دلالت کرتی ہیں محض حکماء کے شہادت کی بنا پر انکار کرے اور ان کی تاویل کرے اور سنی و شیعہ کی حدیث کی کتابوں میں شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں معراج اپنی خصوصیات کے ساتھ مذکور نہ ہو۔ اگر میں اس بارے میں حدیثیں جمع کرنا چاہوں تو اس کتاب کے برابر ایک کتاب ہو سکتی ہے۔ لیکن میں ہزاروں حدیثوں میں سے بطور نمونہ چند حدیثیں جیسے دونوں کے ڈھیر میں سے ایک دانہ ہو کھنے پر انگٹا کرتا ہوں تاکہ متدین احباب کو ان کے مضامین سے آگاہی ہو جائے۔

واضح ہو کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ معراج ہجرت سے پہلے واقع ہوئی اور ہجرت کے بعد کا احتمال ہے اور قبل ہجرت کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ متر حویں یا اکیسویں ماہ رمضان المبارک شبِ شنبہ ہجرت سے چھ مہینے پہلے واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ بعثت کے دو سال بعد ماہ ربیع الاول میں واقع ہوئی پھر ہجرت

کے دو سال بعد بعضوں کا قول ہے کہ ماہ رجب کی ستائیسویں کو واقع ہوئی۔ اور پہلی معراج کے مکان کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ جناب امیر کی عیشہ ام ہانی کے مکان سے ہوئی اور بعض شعبہ لیبط سے کہتے ہیں اور بعض مسجد الحرام سے بیان کرتے ہیں۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ معراج صرف ایک مرتبہ ہوئی یا کئی مرتبہ۔ احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی بار ہوئی۔ اور معراج کے بارے میں حدیثوں میں جو اختلاف ہے ممکن ہے اسی سبب سے ہو کہ احادیث معتبرہ میں کوئی ایک حدیث کسی ایک معراج کی خصوصیات میں واقع ہوئی ہوگی۔

معراج کی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے: **سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَنَيْنَا لَهُ دَلِيلًا مِنَ الْإِسْلَامِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ** (یٰٰذَا آیت سورۃ بنی اسرائیل) یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے اپنے بندہ کو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی جس کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی عظمت و جلال کی نشانیاں دکھائیں بے شک وہ ہر چیز کو سناتا اور جانتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مسجد حرام سے مکہ معظمہ مراد ہے کیونکہ وہ محل نماز اور محترم ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد وہ مسجد ہے جو شام میں مشہور و معروف ہے۔ لیکن بہت سی معتبر حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیت المعمور مراد ہے جو تھے آسمان پر ہے اور بہت بلند ہے چنانچہ علی بن ابراہیم نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ امام محمد باقر نے ایک شخص سے پوچھا کہ لوگ اس آیت کی تفسیر کیا بیان کرتے ہیں اُس نے کہا کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ اس مسجد زمین سے بیت المعمور آسمان کی جانب حضرت تشریف لے گئے جو کعبہ کے بالکل مقابل ہے اور کعبہ سے اُس جگہ تک تمام فاصلہ و فضا محترم ہے۔ اور عیاشی نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے اُن حضرت سے مسجد معظمہ و مشرفہ کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ جو خدا نے فرمایا ہے وہ آسمان پر ہے اور شام میں جو مسجد ہے اُس سے بہتر مسجد کو فہ ہے ملے

دوسری جگہ فرماتا ہے: **وَالْمَسْجِدَ إِذَا هُوَ** ستارہ کی قسم جس وقت کہ وہ طلوع یا غروب ہوتا ہے یا جس وقت نیچے آتا ہے، حضرت صادق سے مروی ہے کہ نجم سے مراد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی اختر درج رسالت کی قسم جس وقت کہ وہ معراج میں گئے یا معراج سے نیچے واپس آئے مآضیٰ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ تمہارے مولا گمراہ نہیں ہوتے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہ انہوں نے خطا کی۔ بہت سی روایتوں میں وارد ہوتا ہے کہ محمد خلافت علی کے بارے میں گمراہ نہیں ہوتے ہیں اور نہ جھوٹ کہتے ہیں جو کچھ ان کی فیصلت میں بیان کرتے ہیں وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وحيٌ يُوحَىٰ وہ اپنی خواہش نفسانی

لے مؤلف فرماتے ہیں مسجد اقصیٰ سے جس کا ذکر قرآن میں ہے بیت المعمور مراد ہونے میں منافات نہیں ہے ممکن ہے آنحضرت بیت المقدس بھی تشریف لے گئے ہوں۔ چنانچہ بہت سی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعض معراج میں وہاں نہ گئے ہوں۔ ۱۲۰



دیکھا اور لوگ سمجھ لیں کہ خدا دیکھے جانے کے قابل نہیں ہے اور اُس کو ان ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا جیسا کہ آنحضرت خود فرماتے ہیں کہ میں نے اُس رات خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ بیان کرتے ہیں کہ ان تمام نشانوں میں سے ایک نشانی یہ تھی کہ آنحضرت نے جبریل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سونہارے تھے اور وہ اپنے پروں سے تمام آسمان کو گھیرے ہوئے تھے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے۔ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ جو شخص ان چار چیزوں یعنی معراج، قبر میں سوال منکر و نکیر، بہشت و دوزخ کے وجود اور شفاعت سے انکار کرے وہ ہمارے شیعوں میں نہیں ہے۔ اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے حدیث موثق میں روایت ہے کہ جو شخص معراج پر ایمان نہ لائے اُس نے آنحضرت کی تکذیب کی۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ سچا مومن اور ہمارا شیعہ وہ ہے جو پیغمبر کی معراج، شفاعت، حوض کوثر، سوال قبر، بہشت و دوزخ، صراط و میزان، حساب اور روز جزا مبعوث ہونے پر ایمان لائے۔

ابن بابویہ اور صفار وغیرہم نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ستائیس مرتبہ آسمان پر لے گیا اور ہر مرتبہ ولایت و امامت امیر المومنین اور تمام ائمہ اطہار کے بارے میں تمام فرائض سے زیادہ تاکید فرمائی۔

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک رات جبریل دیکھا کہ اُس نے ابراہیم علیہ السلام آنحضرت کے واسطے براق لائے۔ ایک فرشتے نے لگام پکڑی، دوسرے نے حضرت کی کلاں اقدس اور تیسرے نے اُس پر کپڑے درست کیے۔ براق خاموش کھڑا ہوا تھا کہ جبریل نے اُس کو بڑھادیا اور کہا کہ خاموش کیوں ہے کیونکہ جو بزرگ تجھ پر سوار ہو رہا ہے اولین و آخرین میں اُس سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ غرض حضرت سوار ہوئے اور براق اڑا۔ جبریل حضرت کے ساتھ تھے اور عجائب زمین و آسمان آپ کو دکھلا جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ میں ایک منادی نے داہنی جانب سے مجھے ندا دی میں ملقت نہ ہوا۔ پھر دوسرے نے بائیں طرف سے ندا دی میں اُس کی طرف بھی متوجہ نہ ہوا پھر میں نے اپنے سامنے دیکھا کہ ایک عورت اپنے ہاتھ اور بازو کھولے ہوئے دنیاوی آرائشوں سے نہایت آراستہ پیارے تھی اُس نے کہا اے محمد درامیری جانب بھی دیکھ لیجئے کہ میں آپ سے کچھ باتیں کروں۔ میں اس کی جانب بھی متوجہ نہ ہوا اور آگے بڑھ گیا۔ ناگہا ایک خوفناک آواز میں نے سنی جس سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا۔ تو جبریل نے کہا یہاں میں پرارتیے اور نماز پڑھئے کہ یہ طیبہ مدینہ کا منکر ہے اس مقام پر آپ ہجرت کر کے آئیں گے میں تمہیں پھر سوار ہو کر چلا چلا جبریل نے کہا کہ نیچے چلیے اور نماز پڑھیے۔ میں نے وہاں نماز پڑھی۔ جبریل نے کہا یہ طور سینا ہے جہاں حق تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں۔ پھر وہاں سے سوار ہو کر میں چلا تھوڑی دیر گیا تھا کہ

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ان تمام آیتوں کی تاویل دوسری آیتوں کے ضمن میں جو معراج کو ثابت کرتی ہیں۔

حدیثوں کے تحت بیان کی جائیں گی۔ ۱۲

سے کلام نہیں کرتے۔ جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى۔ اُن کو اُس فرشتے نے بتایا ہے جو نہایت قوی ہے یعنی جبریل۔ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى۔ وہ صاحب قوت و صاحب عقل و مانت ہے۔ وہ دورات اپنی اصلی صورت میں کھڑا ہوا جیسا کہ خدا نے خلق کی تھی نہایت عظمت و جلالت کے ساتھ۔ وَهُوَ بِأُفُقِ الْأَعْلَى۔ اور وہ آسمان کے سب سے بلند مقام پر تھا۔ جبکہ پیغمبر نے اس کی صورت میں اُس کو دیکھا۔ ثُمَّ ذِي فَتْدَانٍ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى۔ پھر وہ آنحضرت کے نزدیک ہوا۔ اور اُن سے منقل ہو گیا۔ تاکہ اُن سے راز الہی بیان کرے۔ تو جبریل اور محمد میں دو کمان کا بلکہ اُس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب مقدس احدیت کے معنوی تقرب کے مرتبہ پر ظاہری قرب کے ساتھ عرش اور اُس مقام تک پہنچے جس سے بلند مقام عالم امکان میں نہیں ہو سکتا۔ اُس وقت خداوند کریم و رحیم نے اپنی رحمت و رافت کے ساتھ ان کو اپنی خاص عنایتوں اور بخششوں سے قریب تر کر دیا جیسے دو اشخاص ایک کمان کے بقدر ایک دوسرے سے بظاہر قریب ہوتے ہیں بلکہ اُس سے بھی زیادہ نزدیک۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت اُس مقام تک پہنچے جہاں سے وحی الہی صادر ہوتی ہے اور وہاں آنحضرت کے کان کمان کی لکڑی سے اُس کی زہ کے فاصلہ کے برابر تھے۔ فَادْنَىٰ اِلٰی عَبْدِهِ مَا اَوْسَىٰ۔ تو خدا نے اپنے بندہ کی طرف وحی فرمائی جو کچھ فرمائی۔ بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے امیر المومنین علیہ السلام کی امامت اور آپ کی رفعت شان و عظمت کے بارے میں وحی کی جو کچھ بھی کی۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ۔ پیغمبر کے دل نے جو کچھ انوار جلال سبحانی کو دیکھا، جھوٹ نہ سمجھا۔ یا جو کچھ عجائبات مخلوقات عالم کو ان کی آنکھوں نے دیکھا اُن کے دل نے اُس کو جھوٹ نہ جانا بلکہ نور یقین کے ساتھ قبول کیا۔ اَفَتَكْفُرُونَ بِالْعَلِيِّ

اے لوگو! کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ شب معراج دیکھا تم اُس میں شک کرتے ہو۔ وَلَقَدْ زَاہَنَّا نَوَازِجَ أَخْدَانٍ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ۔ پھر پیغمبر نے دوبارہ جبریل کو بصورت اصلی سدرۃ المنتہی کے نزدیک دیکھا وہ درخت آسمان ہنم کے اوپر ہے جہاں فرشتوں کی پرواز اور مخلوقات کے اعمال کی انتہا ہوتی ہے۔ عِنْدَ هَاجَتِ الْمَکَاوِلِ اور سدرۃ المنتہی کے نزدیک وہ بہشت ہے جو متقین کی آراگاہ ہے۔ اِذْ يَفْشَى الْمُنَادُ مَا يَعْشَى۔ جس وقت کہ سدرہ کو ڈھانپے ہوئے تھا جو ڈھانپے ہوئے تھا یعنی فرشتگانِ معانی اور عظمت جلال خداوند عالمین سے سدرہ ڈھکا ہوا تھا۔ منقول ہے کہ سدرہ کے ہر پتے پر ایک ملک کھڑا تھا اور اُن کی تسبیح کہ با تھا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَعَىٰ یعنی آنحضرت کی آنکھیں دہسنے اور بائیں نہیں دھکیں بلکہ دیکھنا چاہتے تھے اسی کی طرف آنحضرت کی نگاہیں تھیں یعنی آنحضرت نہایت ادب سے پیش بردر گار عالم کھڑے تھے اور سوانہ خلق کائنات کے کسی طرف متوجہ نہ تھے یعنی جو آواز آتی تھی وہ نہایت توجہ کے ساتھ سنتے تھے اور جو دکھایا جاتا تھا وہی دیکھتے تھے کوئی شک و شبہ نہ کرتے تھے۔ کسی بات کو غلط نہ سمجھتے اور جو کچھ دیکھا درست دیکھا۔ لَقَدْ زَاہَنَّا مِنْ اِيَاتِ الْكُتُبِ دُوسرے محکم پیکار آیتوں نے ان لوگوں کو غلطی سے محفوظ رہنے کے لیے بیان فرمایا ہے جو از خود سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حضرت نے اپنے پروردگار کی بزرگ نشانیوں کو دیکھا تاکہ کسی کو گمان نہ ہو کہ خدا کو

جبریل نے کہا نیچے اترتے اور نماز پڑھتے۔ میں نے نماز پڑھی تو بتایا کہ یہ بیت نجم ہے جہاں حضرت عیسیٰ میرا ہوتے تھے۔ پھر جبریل مجھ کو بیت المقدس تک لے گئے۔ بڑا کوہاں ایک زنجیر سے باندھ دیا جہاں پیغمبروں نے اپنے پوچھنے باندھے تھے۔ جس میں مسجد میں داخل ہوا جبریل میرے داہنی طرف تھے وہاں میں نے جناب ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا جو اور بہت سے پیغمبروں کے ہمراہ موجود تھے۔ جبریل نے اذان و اقامت کی اور مجھے آگے کھڑا کیا۔ تمام پیغمبروں نے صفت باندھی اور میرے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر بیت المقدس کا حجاز تین برتن لے کر آیا ایک میں دودھ، ایک میں پانی اور ایک میں مشراب تھی۔ ساتھ ہی میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے اگر محمد نے پانی لے لیا تو ان کی تمام اُمت دُوب جائے گی۔ اگر مشراب لے لی تو وہ خود اور ان کی اُمت سب گرہ ہو جائیں گے، اگر انہوں نے دودھ اختیار کیا تو وہ اور ان کی اُمت ہدایت پائیں گے۔ یہ سن کر میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور پیلا۔ جبریل نے کہا آپ نے ہدایت پائی اور آپ کی اُمت بھی ہدایت پائے گی پھر مجھ سے پوچھا کہ راہیں آپ نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا داہنی طرف مجھے کسی نے لگا کر میں نے اُس کا جواب دیا جبریل نے کہا وہ یہودیوں کی جانب دعوت دینے والا تھا۔ اگر آپ اُس کا جواب دیتے تو آپ کی اُمت یہودی ہو جاتی پھر پوچھا اُس کے بعد کیا دیکھا میں نے کہا پھر بائیں طرف سے کسی نے آواز دی میں اُس کی جانب بھی متوجہ ہوا۔ جبریل نے کہا وہ نصاریٰ کی جانب بلارہا تھا۔ اگر آپ اس کا جواب دیتے تو آپ کی اُمت نصرانی ہو جاتی پھر پوچھا اُس کے بعد کیا دیکھا میں نے اُس عورت کا ذکر کیا جبریل نے کہا اگر آپ اُس کی جانب ملقت ہو جاتے تو آپ کی تمام اُمت دنیا پرست ہو جاتی پھر کہا آپ نے وہ آواز ہو سکتی تھی وہ ایک پتھر کی آواز تھی جس کو ستر سال پہلے میں نے جہنم کے کنارے ڈال دیا تھا اس وقت جہنم کی تہ میں پہنچا ہے اور یہ اُسی کی آواز تھی جس سے آپ خوفزدہ ہو گئے تھے۔ یہ سن کر اس کے بعد آنحضرت کبھی نہ ہنسنے۔ پھر حضرت فرماتے ہیں کہ اُس کے بعد جبریل مجھے اُپر لے گئے یہاں تک کہ ہم آسمانِ اول پر پہنچے اس پر ایک فرشتہ مائل تھا جس کو اسمعیل کہتے ہیں۔ وہ صاحبِ الخطف ہے کہ جو شیطان آسمان پر جانا چاہتا ہے وہ اور اس کے ساتھی شہاب ثاقب یعنی دھتکے ہوئے لگاریے سے اُس کو جلاتے ہیں جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: **إِذَا مِنْ حَظُفٍ الْخُطَفَةِ فَاتَّبَعَتْهُ شَهَابٌ ثَاقِبٌ** (پت) سورۃ والعنقۃ آیت، اُس فرشتے کے ماتحت ہزار فرشتے ہیں اور ہر ایک ہزار پر رکھتا ہے۔ اسمعیل نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں؟ جبریل نے کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس نے پوچھا کیا وہ مبعوث ہو گئے ہیں؟ کہا ہاں۔ تو اسمعیل نے آسمان کا دروازہ کھول دیا۔ میں نے اس کو سلام کیا اور اُس نے مجھ کو سلام کیا۔ میں نے اُس کے لیے مغفرت کی دعا کی اور اُس نے بھی میرے لیے مغفرت چاہی اور کہا میرا لے بلو شائستہ اور بہترین انبیاء۔ فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور آسمانی اول میں داخل ہوا جس فرشتے نے مجھے دیکھا وہ شاد و مسرور ہوا۔ وہاں میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس سے بڑا کوئی فرشتہ دِمال نظر نہ آیا۔ وہ نہایت کریم و مہربان تھا اُس کے چہرے سے غصہ و غضب ظاہر تھا جس طرح اور فرشتوں نے میرے لیے دعا کی تھی اُس نے بھی کی لیکن نہ ہنس نہ خوش ہوا اور نہ دوسروں کی طرح اُس کے چہرے سے مسرت ظاہر ہوئی میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہے جس سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے؟ کہا آپ کا خوف درست ہے ہم سب اُس سے ڈرتے ہیں کہ وہ جہنم کا نیکل ہے۔

بیت المقدس میں جو عورت کی آواز تھی انبیاء کا غار نماز پڑھنا۔

آسمانِ اول پر پہنچنے کے بعد حضرت کی ملاقات۔

آسمانِ اول پر حضرت کا دروازہ۔

ہم نے بھی اُس کو ہنسنے ہوئے نہیں دیکھا۔ خداوند عالم نے جس روز سے جہنم کو اس کے قبضہ میں دیا ہے ہر وقت اُس کا غضب و غصہ خدا کے دشمنوں اور نافرمانوں پر زیادہ ہوتا رہتا ہے، خدا اُن سب کے ذریعہ سے انتقام لے گا۔ اگر آپ سے پہلے یا بعد کسی کے لیے اس سے مسرت ظاہر ہو تو یقیناً آپ کے لیے بھی خوشی کا اظہار کرنا لیکن وہ بھی ہنسنا اور خوش ہونا ہی نہیں۔ غرض میں نے اُس کو سلام کیا اور اُس نے مجھ کو سلام کیا اور بہشت کی خوشخبری دی۔ چونکہ جناب جبریل ملکوتِ سموات میں سب کے حاکم اور امین تھے اور تمام فرشتے ان کے فرمانبردار تھے، اس لیے فرشتوں نے کہا آپ مالک کو حکم دیجیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہنم دکھائے۔ جبریل نے کہا اے مالک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہنم دکھا دو۔ مالک نے سیکڑ جہنم کا ایک پردہ ہٹا دیا اور اُس کا ایک دروازہ کھول دیا۔ ناگاہ جہنم کا ایک شعلہ نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوا۔ اُس کی شدت سے میں خوفزدہ ہوا کہ کہیں مجھ کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ میں نے جبریل سے کہا کہ کہو اس کو واپس جہنم میں لے جائے اور جہنم کے دروازہ کو بند کر دے۔ مالک نے اُس شعلہ کو حکم دیا کہ واپس جائے وہ فوراً جہنم میں واپس چلا گیا۔ وہاں سے میں آگے بڑھا تو ایک گندمی رنگ کے بزرگ نظر آئے جبریل سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ کہا یہ آپ کے پیر حضرت آدم ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ اُن کے لڑکے اُن کے سامنے پیش کیے گئے وہ کہتے تھے کہ یہ بہتر بچوں سے ہے اور یہ خوشبودار نسیم ہے جو بہتر جسم سے نکلی ہے۔ تو حضرت نے یہ ایستہ پڑھی: **کَلَّا إِنَّ كِتَابَ آلِ إِبْرَاهِيمَ لَفِي عِلِّيِّينَ** (پت آیت سورۃ المطففين) غرض میں نے اُن کو سلام کیا، انہوں نے مجھے سلام کیا۔ میں نے اُن کے لیے انہوں نے میرے واسطے استغفار کی اور کہا اے فرزندِ برگزیدہ اور بہتر زمانہ میں بھیجے ہوئے بہترین انبیاء مبارک ہو۔ پھر میں دِمال سے آگے بڑھا اور ایک فرشتہ کو دیکھا جو ایک مقام پر بیٹھا تھا اور ساری دنیا اس کے دِمالوں زانوؤں کے درمیان تھی۔ اُس کے ہاتھ میں ایک لوحِ نور تھی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا اور وہ اُس لوح کی طرف نہایت مغموم صورت میں نظر جمائے ہوئے تھا، کسی اور طرف نہیں دیکھتا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یہ ملک الموت ہیں۔ ہر وقت جہنم سے روحیں قبض کرنے میں مشغول ہیں۔ میں نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو میں کچھ باتیں کروں گا۔ غرض میں اُن کے پاس گیا اور سلام کیا، انہوں نے جواب سلام دیا جبریل نے اُن سے کہا یہ نبی رحمت ہیں جن کو خدا نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے۔ ملک الموت نے کہا میرا لے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کو خوشخبری ہو کہ میں ہر عمل خیر آپ کی اُمت میں دیکھتا ہوں۔ میں نے کہا میں خدا کا شکر کرتا ہوں جو اپنے بندوں کو نعمتیں دینے والا ہے اور یہ سب مجھ پر خداوند کریم کی رحمت اور اُس کا فضل ہے جبریل نے کہا اس فرشتہ کا کام سب سے زیادہ سخت اور زیادہ ہے۔ میں نے پوچھا کیا تمام شخصوں کی روحیں یہ خود قبض کرتے ہیں؟ جبریل نے کہا ہاں۔ میں نے کہا اے ملک الموت لوگ جہاں جہاں ہوتے ہیں تم سب کو دیکھتے اور سب کے پاس پہنچتے ہو؟ کہا ہاں۔ دُنیا کو خدا نے میرا مسخر قرار دیا اور اُس پر تمکین دی ہے وہ میرے ہاتھ میں ایک درہم کے مانند ہے۔ کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ میں ہر روز باج مرتبہ اُس کے رہنے والوں کو ایک کر کے نہ دیکھتا ہوں اور نہ حاجت کرتا ہوں۔ جب مرنے والے کے اعزاء اُس پر ہوتے ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ موت روکو کہ مجھے تو تمہاری طرف بار بار آتا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑ دوں گا میں نے

مالک کو اُن کے آواز کا اثر نہ تھا۔

حضرت آدم سے ملاقات۔

مالک کو اُن کے آواز کا اثر نہ تھا۔

کہا موت تو رنج و اندوہ اور آدمیوں کو فنا کرنے کا سبب ہے۔ جبریل نے کہا موت کے بعد جو حالت ہوگی وہ موت سے بدتر ہے۔ پھر میں وہاں سے گزرا تو ایک جماعت نظر آئی جس کے سامنے بہترین اور پاکیزہ گوشت اور مردار و گندیدہ گوشت رکھے ہوئے تھے۔ وہ خراب گوشت تو کھا رہے تھے مگر پاکیزہ گوشت نہیں چھوئے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت سے وہ لوگ ہیں جو حرام کھانا کرتے تھے۔ پھر میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس کو خدا نے عجیب الخلقیت پیدا کیا تھا۔ جس کا نصف بدن آگ کا اور نصف برف کا تھا۔ نہ آگ برف کو پگھلاتی اور نہ برف آگ کو بجھاتی تھی۔ وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہیں محمد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے اس آگ کی حرارت کو محفوظ رکھا ہے۔ اسے وہ خدا جو آگ اور برف میں اس وحی و محبت قائم کر سکتا ہے مومنین کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا کرے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جبریل نے کہا یہ خدا کے تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ اہل زمین اور مومنین کا پیغمبر خواہ ہے۔ جس روز سے خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اب تک یہی دعا کرتا ہے۔ پھر دو فرشتوں کو دیکھا جو ندا دے رہے تھے۔ ایک کہتا تھا خدا دنیا جو تیری راہ میں دے اس کو تو بھی عوض عطا فرما؛ دوسرا کہتا تھا جو شخص تجل کرے اور تیری راہ میں خرچ نہ کرے تو اس کے مال کو ضائع کر دے۔ پھر میں چند لوگوں کی طرف گزرا جبکہ ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کے مانند تھے اور فرشتے ان کے پہلوؤں کے گوشت قینی سے کاٹ رہے تھے اور ان کے منہ میں ٹھونس رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا یہ مومنین کے عیب ڈھونڈنے اور ان پر طعن کرنے والے لوگ ہیں۔ پھر میں کچھ ایسے لوگوں کی طرف سے گزرا جبکہ سروں کو پتھر سے کوٹ رہے تھے میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو رات کو بغیر نماز پڑھے سو جگایا کرتے تھے۔ پھر ایسے گروہ کی طرف میرا گزر ہوا کہ فرشتے ان کے منہ میں آگ بھر رہے تھے جو ان کے پاخانے کے تمام شعلے نکلتی رہتی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے لوگ ہیں جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا: **إِنَّ الْكَاذِبِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ كَالْكُلُوفِ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَاظْمُرُ الْيَتَامَىٰ سَعِيرًا** (سورۃ النساء پ ۱۸) بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم و ستم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور بہت جلد جہنم میں جا بیٹھیں گے؛ پھر میں ایک گروہ کی طرف سے گزرا جن میں سے ہر شخص اٹھنا چاہتا تھا مگر پیٹ کے بڑا ہونے کے سبب نہیں اٹھ سکتا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ سوڈ کھانے والے لوگ ہیں جنکا حال خدا نے قرآن میں بیان فرمایا ہے اور وہ لوگ فرعونوں کے مانند ہر روز صبح و شام آتش جہنم میں ڈالے جاتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں کہ خدا وندا قیامت کب برپا ہوگی۔ پھر میرا گزر چند عورتوں کی طرف ہوا جن کو ان کے پستانوں سے لٹکا رکھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کے گھروں میں بدکاری کرتی تھیں اور حرام زادہ لڑکوں کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کر دیا کرتی تھیں اور شوہر کے مال ان لڑکوں کو میراث میں دیا کرتی تھیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت پر خدا انہایت غضبناک ہے جو اس کو ان لوگوں کے نسب میں داخل کرتی ہیں جو ان کے غیر سے ہوتا ہے اور زنا سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کی شرکاء ہوں پر مطلع ہوتا ہے اور ناحق ان کے مال کا آنا ہے۔

حرام کھانے والوں کا بیان

مومنین کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا کرے

جبریل نے کہا یہ خدا کے تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ اہل زمین اور مومنین کا پیغمبر خواہ ہے

پھر میں کچھ ایسے لوگوں کی طرف سے گزرا جبکہ سروں کو پتھر سے کوٹ رہے تھے

پھر میں ایک گروہ کی طرف سے گزرا جن میں سے ہر شخص اٹھنا چاہتا تھا مگر پیٹ کے بڑا ہونے کے سبب نہیں اٹھ سکتا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میں اور آگے بڑھا تو خدا کے چند فرشتوں کو چمکھا جنکو خدا نے جس طرح چاہا پیدا کیا اور ان کی صورتیں جیسی چاہیں بنائیں۔ وہ اپنے دلوں کی گہرائیوں سے اس طرح تسبیح و تقدیس کرتے تھے کہ ہر طرف سے مختلف آوازیں ظاہر ہو رہی تھیں اور حمد و شکر کی صدائیں بلند تھیں۔ وہ خوف خدا سے رو رہے تھے۔ میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ اسی روش سے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں پیدا ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے پہلو میں قائم ہیں نہ کسی سے بات کی ہے نہ انہوں نے اپنا سر اٹھا یا ہے اور نہ جناب مقدس الہی کے خوف سے اپنے پیروں کو اٹھا یا ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سر کے اشارہ سے جواب دیا اور انتہائی خشوع و خضوع کے سبب کچھ لول نہ سکے۔ جبریل نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر رحمت ہیں جنکو خدا نے رسالت و نبوت کے ساتھ اپنے بندوں کی جانب بھیجا ہے اور پیغمبر آخر الزمان اور تمام انبیاء سے برتر و بلند ہیں۔ کیا ان سے باتیں نہ کر دو گے۔ یہ سنکر انہوں نے مجھ کو سلام کیا اور میری تعظیم کی اور مجھ کو اور میری امت کو مینا کی خوشخبری دی۔ پھر وہاں سے جبریل مجھ کو دوسرے آسمان پر لے گئے۔ وہاں میں نے دو فرشتوں کو دیکھا جو ایک دوسرے سے شاہد تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یہ عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ میں نے ان کو اور انہوں نے مجھ کو سلام اور استغفار کیا۔ انہوں نے کہا مر جا اے بلور شاہستہ اور پیغمبر برگزیدہ خوش آمدی۔ اس آسمان پر بھی میں نے ملائکہ خشوع دیکھے جنکے چہرے خوف خدا سے آنسوؤں سے تر تھے۔ وہ بھی کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور مختلف آوازوں سے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے۔ پھر میں تیسرے آسمان پر گیا، وہاں ایک ایسے حسین کو دیکھا جنکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند تھا میں نے ان کو دریافت کیا جبریل نے کہا یہ جناب یوسف آپ کے بھائی ہیں۔ میں نے اور انہوں نے ایک دوسرے کے لیے سلام و استغفار کیا۔ جناب یوسف نے کہا مر جا اے پیغمبر برگزیدہ اور بہتر زمانہ میں مبعوث شدہ آپ کا آنا مبارک ہو۔ اس آسمان پر میں نے ملائکہ خشوع دیکھے جس طرح پہلے اور دوسرے آسمانوں پر دیکھے تھے اور جبریل نے ان سے بھی وہی گفتگو کی جو میرے بارے میں ان فرشتوں سے کی تھی اور انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ وہاں سے جو تھے آسمان پر پہنچا تو ایک مرد بزرگ کو دیکھا۔ میں نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ جناب ادریس علیہ السلام ہیں جنکو خدا مقام بلند پر زمین سے لے گیا جیسا کہ فرمایا ہے **وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا**۔ (پل، سورۃ مریم آیت ۵) ہم نے ان کو مقام بلند پر اٹھالیا۔ میں نے ان کو اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا۔ وہاں بھی میں نے ملائکہ خشوع دیکھے انہوں نے بھی میرے اور میری امت کے لیے اچھی خوشخبری دی۔ وہاں میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جو کرسی پر بیٹھا تھا۔ اور ہزار فرشتے اس کے ماتحت اور فرمانبردار تھے۔ جبریل نے اسکو آواز دی کہ اٹھ کھڑے ہو۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور قیامت کے روز تک کھڑا رہے گا۔

وہاں سے آسمان پنجم پر بلند ہوا وہاں میں نے ایک مرد ضعیف کو دیکھا جنکی آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ اور ان کی امت کے بہت سے لوگ ان کے گرد جمع تھے۔ ان کی کثرت دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ دانیال پیغمبر ہیں جن کی امت ان کو دوست رکھتی تھی پھر ایک



<http://fb.com/ranajabirabbas>

خدا نے فرمایا اور اطاعت کی۔ اے پروردگار عالم ہم تیری طرف سے مغفرت چاہتے ہیں اور سب کی بازگشت تیری طرف ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا لَا يَكْفُفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهُمَا كَسِبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (پ آیت ۲۸ سورۃ بقرہ) یعنی خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور جو نیکیاں وہ کرتا ہے اُس کے لئے اور جو برائیاں وہ کرتا ہے اُسی کے لئے ہیں۔ میں نے کہا دَبْنَا لَا تُوْا اِخْذْنَا اِنْ شِئْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا یعنی پروردگار! جو ہم سے سہو ہو جائے اُس کا یا ہم سے جو گناہ سرزد ہو جائے اس کا مواخذہ ہم سے نہ کر۔ ارشاد رب العزت ہوا اِجْعَلْ بِلِقَائِكَ رِجْوًا وَلَا تَجْعَلْ لِّقَائِكَ رِجْوًا (پ آیت ۱۸۰ سورۃ بقرہ) یعنی نہ کروں گا۔ پھر میں نے کہا دَبْنَا وَلَا تَجْعَلْ عَلَيْنَا مَثَلَهُ عَلَى الَّذِي نَحْنُ مِنْ قَبْلِكَ۔ یعنی اے ہمارے پروردگار ہم پر اتنا بار مت ڈال جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں پر تو نے بار ڈالا تھا۔ خدا نے فرمایا اِجْعَلْ لِّنَا وَمِثْلَنَا مَوْكَلَاتًا نَّصُومُكَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ہ (پ آیت ۱۸۱ سورۃ بقرہ) یعنی اے ہمارے پالنے والے ہم پر ایسا بار بھی مت ڈال جو ہماری طاقت سے باہر ہو اور ہم کو عافیت عطا فرما اور ہم سے درگزر فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک و سرپرست ہے۔ اور کفار پر ہم کو نصرت و فزع عنایت فرما۔ خدا نے فرمایا میں نے وہ سب کچھ تم کو اور تمہاری امت کو عطا فرمایا جو تم نے طلب کیا۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں خدا نے کسی پیغمبر کو اس قدر کم و محرم نہیں کیا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرامی و بزرگ مرتبہ فرمایا اور یہ امور ان کو عطا فرمائے غرض اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی پالنے والے جو فضیلتیں تو نے اپنے گزشتہ پیغمبروں کو عطا فرمائی ہیں وہ مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا جو چیزیں میں نے تم کو عطا کی ہیں ان میں دو کھلے وہ ہیں جو میرے عرش کے خزانوں میں سے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ وَلَا مَجْنَأٌ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ حالانکہ عرش الہی نے ایک دُعا مجھے تعلیم کی جس کو ہر صبح و شام میں پڑھتا ہوں اور وہ یہ ہے :- اَللّٰهُمَّ اِنِّ ظَلَمْتُ اَصْبَحَ مُسْتَجِيرًا بِعَفْوِكَ وَذَنْبِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيرًا بِمَغْفِرَتِكَ وَذَلِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيرًا بِعِزَّتِكَ وَفَقْرِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيرًا بِعِزَّتِكَ وَوَجْهِيْ الْبَالِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيرًا بِوَجْهِكَ الْبَاقِي الَّذِي لَا يَغْنَى عَنْهُ پھر حضرت نے فرمایا میں نے ایک فرشتہ کی آواز سنی جو اذان کہہ رہا تھا اور اس سے پہلے کسی نے اُس فرشتہ کو آسمان پر نہیں دیکھا تھا۔ جب اُس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا خداوند عالم نے فرمایا میرے بندہ نے سچ کہا۔ بیشک میں ایسا ہی بلند ہوں کہ عقل خلاق مجھ تک نہیں پہنچ سکتی اور تمام چیزوں سے بڑا اور بلند ہوں۔ جب اُس نے اللہ شہد ان لا الہ الا اللہ شہد ان لا الہ الا اللہ کہا حق تعالیٰ نے فرمایا میرے بندہ نے سچ کہا۔ کوئی خدا میرے سوا نہیں ہے۔ جب اُس نے دو مرتبہ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے بندہ اور رسول ہیں میں نے ان کو ہدایت خلق کے لئے بھیجا ہے اور برگزیدہ کیا ہے۔ جب اُس نے کہا حَقِّ عَلَيَّ الصَّلٰوۃُ خدا نے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے اور لوگوں کو

میرے فریضہ کی ادائیگی کی جانب بلاتا ہے جو شخص شوق اور دلی خواہش سے نماز کی جانب کو کشش کرتا ہے اور اس کی عرض میری خوشنودی کے سوا نہیں ہوتی تو میں نماز کو اُس کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتا ہوں۔ جب اُس نے کہا حتیٰ علیٰ الفلاح خداوندِ کریم نے فرمایا نمازِ نجات و فلاح کا باعث ہے۔ پھر میں اُس کے کھڑ ہوا، اور ملائکہ آسمان نے میری اقتدا کی جس طرح بیت المقدس میں تمام پیغمبروں نے میری اقتدا کی تھی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا انوارِ رحمت الہی نے مجھ کو گھیر لیا۔ میں سجدہ میں گر پڑا تو خداوندِ رحیم و کریم نے ندا کی کہ ہر پیغمبر اور اُمّی کی اُمت پر میں نے پچاس نمازیں واجب کیں تھیں وہی میں نے تمہارے اور تمہاری اُمت کے لئے واجب کیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو جناب ابراہیمؑ نے اور ہر اُس پیغمبر نے جس کی طرف سے میں گزرا تھا مجھ سے کچھ نہ پوچھا، جب جناب موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا ہوا میں نے کہا مجھ پر اور میری اُمت پر پچاس نمازیں واجب کی گئی ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے کہا خداوندِ عالم عبادت سے بے نیاز ہے اور آپ کی اُمت آخر اُمت ہے۔ وہ لوگ سب اُمتوں سے کمزور ہیں اور پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ لہذا واپس جا کر اپنے پروردگار سے عرض کیجئے کہ تخفیف فرماتے۔ میں یہ سُنکر واپس گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر سجدہ میں گر پڑا اور کہا پروردگار مجھ پر اور میری اُمت پر پچاس نمازیں دشوار ہیں معبود کچھ کم کر دے تو دس نمازیں خدا نے کم کر دیں۔ پھر واپس آیا تو جناب موسیٰؑ نے پھر کہا کہ یہ بھی دشوار ہے پھر جا کر سفارش کیجئے کہ حق تعالیٰ اور کسی فرمائے کیونکہ آپ کی اُمت چالیس نمازوں کی طاقت بھی نہیں رکھتی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں میں پھر واپس گیا اور سجدہ میں گر کر الحاح و زاری کی تو خدا نے دس نمازیں اور کم کر دیں پھر واپس آیا تو موسیٰؑ نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں۔ پھر شفاعت فرمائیے آپ کی اُمت میں اتنی بھی قوت نہیں اسی طرح میں برابر واپس جا جا کر عطا کی عالم سے سفارش کر تا رہا۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰؑ نے پھر کہا تو میں نے کہا یا موسیٰؑ اب تو مجھے اپنے معبود سے شرم آتی ہے، تو خدا نے مجھے ندا دی کہ چونکہ اے میرے حبیب تم نے ان پانچ نمازوں کو بخوشی منظور کر لیا لہذا میں نے ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا، ایک نماز کے عوض دس نمازیں قبول کر دوں گا۔ اور تمہاری اُمت میں سے جو شخص ایک نیکی کرے گا، دس نیکیاں اُس کے لئے لکھوں گا، اور اگر ارادہ کرے گا اور عمل میں نہ لائے گا تب بھی ایک نیکی اُس کے لئے لکھوں گا۔ اور اگر اُن میں سے کوئی کسی گناہ کا ارادہ کرے گا اور عمل میں نہ لائے گا تو اُس کے لئے نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر گنہگار اُس کے لئے ایک ہی گناہ لکھوں گا۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا جناب موسیٰؑ کو اس اُمت کی جانب سے جزائے خیر دے کہ ان کے بار کو ہلکا کر دیا اور ان کی تکلیف کم کرادی۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب زید بن علی بن الحسین علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدینؑ سے سوال کیا کہ جب جد بزرگوار حضرت سرور کائنات معراج میں تشریف لے گئے۔ اور خدا نے پچاس نمازیں اُن کی اُمت پر واجب فرمایاں تو حضرت نے خود کیوں نہ خدا سے کمی کی درخواست کی جب جناب موسیٰؑ نے کہا کہ خدا سے سوال کیجئے اور حضرت واپس گئے اور خدا سے کمی کی التجا کی۔ امام نے فرمایا کہ اے فرزند پیغمبر خدا نے یہ خلاف ادب سمجھا کہ جس چیز کی خدا نے ان کو اور ان کی اُمت کو تکلیف دی انحضرت

میرے فریضہ کی ادائیگی کی جانب بلاتا ہے جو شخص شوق اور دلی خواہش سے نماز کی جانب کو کشش کرتا ہے اور اس کی غرض میری خوشنودی کے سوا نہیں ہوتی تو میں نماز کو اُس کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتا ہوں۔ جب اُس نے کہا سَحٰی عَلٰی الْفَلَاحِ خداوند کریم نے فرمایا نماز نجات و فلاح کا باعث ہے۔ پھر میں اُنکے کھڑا ہونا اور ملائکہ آسمان نے میری اقتدا کی جس طرح بیت المقدس میں تمام پیغمبروں نے میری اقتدا کی تھی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا انوارِ رحمت الہی نے مجھ کو گھیر لیا جس سجدہ میں گر پڑا تو خداوند رحیم و کریم نے ندا کی کہ ہر پیغمبر اور انکی امت پر میں نے پچاس نمازیں واجب کیں تھیں وہی میں نے تمہارے اور تمہاری امت کے لینے واجب کیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو جناب ابراہیمؑ نے اور ہر اُس پیغمبر نے جس کی طرف سے میں گونا گونا گھ سے کچھ نہ پوچھا۔ جب جناب موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا بتو میں نے کہا مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں واجب کی گئی ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے کہا خداوند عالم عبادت سے بے نیاز ہے اور آپ کی امت آخر امت ہے وہ لوگ سب امتوں سے کمزور ہیں اور پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ لہذا واپس جا کر اپنے رب پر درود گار سے عرض کیجئے کہ تحنیف فرمائے۔ میں یہ سنکر واپس گیا اور سدرۃ المنتہی پر پہنچ کر سجدہ میں گر پڑا اور کہا پروردگار مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں دشوار ہیں مبعود کچھ کم کر دے تو دس نمازیں خدا نے کم کر دیں۔ پھر آپس آیا تو جناب موسیٰؑ نے پھر کہا کہ یہ بھی دشوار ہے پھر جا کر سفارش کیجئے کہ حق تعالیٰ اور کی فرمائے کیونکہ آپ کی امت چالیس نمازوں کی طاقت بھی نہیں رکھتی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں میں پھر واپس گیا اور سجدہ میں گر کر الحاح و زاری کی تو خدا نے دس نمازیں اور کم کر دیں پھر واپس آیا تو موسیٰؑ نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں۔ پھر شفاعت فرمائی آپ کی امت میں اتنی بھی قوت نہیں اسی طرح میں برابر واپس جا کر خلاق عالم سے سفارش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰؑ نے پھر کہا تو میں نے کہا یا موسیٰؑ اب تو مجھے اپنے مبعود سے شرم آتی ہے۔ تو خدا نے مجھے ندا دی کہ چونکہ اے میرے حبیب تم نے ان پانچ نمازوں کو جو بخوشی منظور کر لیا لہذا میں نے ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا، ایک نماز کے عوض دس نمازیں قبول کروں گا۔ اور تمہاری امت میں سے جو شخص ایک نیکی کرے گا، دس نیکیاں اُس کے لینے لکھوں گا، اور اگر ارادہ کرے گا اور عمل میں نہ لائے گا تب بھی ایک نیکی اُس کے لینے لکھوں گا۔ اور اگر اُن میں سے کوئی کسی گناہ کا ارادہ کرے گا اور عمل میں نہ لائے گا تو اُس کے لینے نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر کر گزرتے گا تو اس کے لینے ایک ہی گناہ لکھوں گا۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا جناب موسیٰؑ کو اس امت کی جانب سے جزائے خیر دے کہ ان کے بار کو ہلکا کر دیا اور ان کی تکلیف کم کر دی۔

ابن بابویر نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب زید بن علی بن الحسین علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار حضرت یحییٰ عابد بن مے رسول کیا کہ جب بخدہ بزرگوار حضرت سرور کائنات معراج میں تشریف لے گئے۔ اس ملازم کی امنت پر واجب فرمایا میں حضرتؑ نے خود کیوں نہ خدا سے کسی کی درخواست کی ہے کہ انھیں سے رسول بھیجے اور حضرتؑ واپس آگئے اور خدا سے کسی کی التجائی امام نے فرمایا کہ تم میری دعا کرو کہ وہ لوگوں کو اللہ کے فضل سے بہرہ ور کرے۔



پہلے ہی رد کر دیتے۔ لیکن جب جناب موسیٰ عیسیٰ عظیم الشان پیغمبر نے آنحضرت کی امت کی سفارش کی تو آنحضرت نے انکار کرنا جائز نہ سمجھا۔ اس لیے بار بار واپس گئے اور شفاعت کی یہاں تک کہ پانچ نمازیں واجب ہوئیں زید نے کہا پھر بزرگوار جب پانچ نمازوں کے بارے میں بھی موسیٰ نے تحفیف کی خواہش کے لیے حضرت کو دایرہ جلنے کے واسطے کہا تو کیوں نہ حضرت نے منظور کیا۔ امام نے فرمایا اسے فرزند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ تحفیف امت کے لیے ہو جائے اور ان کا ثواب بھی کم نہ ہو بلکہ پچاس نمازوں کا ثواب باقی رہے اگر پانچ نمازوں سے بھی کم واجب ہوتیں تو پچاس نمازوں کا ثواب نہ ملتا۔ اس لیے کہ خدا فرماتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَرَاتِهَا (پس سورۃ انفاء آیت ۲) جو شخص ایک نیک عمل میں لائے تو اس کے لیے اس کا دس گنا اجر ہے۔ لہذا جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر تشریف لائے تو جبریل ؑ نماز ہوتے اور کہا یا حضرت خلاق عالم آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہیں۔ میرے قول میں تغیر نہیں ہوتا ہے اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

بسنہ معتبر روایت ہے کہ ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام زین العابدین سے دریافت کیا کہ آیا خدا کی نسبت کسی مکان و مقام سے دی جاسکتی ہے اور اس کے لیے کوئی مکان اور جگہ ہوسکتی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ خدا اس سے بلند تر اور پاک ہے اس سے کہ اس کے لیے کوئی مکان ہو۔ تو ابو حمزہ نے کہا پھر خدا آنحضرت کو کیوں آسمان پر لے گیا؟ حضرت نے فرمایا اس لیے کہ ان کو ملکوت آسمان اور جو کچھ آسمانوں میں عجائب اور اس کی صنعتیں ہیں دکھلائے۔ تو ابو حمزہ نے کہا پھر فقہ دینی فتنہ کی ذلت کا قاتل قاتل آدنی (پس سورۃ النجم آیت ۱) کے کیا معنی ہیں؟ حضرت نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور حق تعالیٰ کے حجابوں سے نزدیک ہوئے اور ملکوت آسمان کو دیکھا، پھر زمین کی جانب نگاہ کی اور ملکوت زمین پر نظر کی اور ہر شے کو وہاں سے مشاہدہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت نے گمان کیا کہ زمین ان سے اس قدر قریب ہے کہ جیسے آپس میں گمان کے دوسرے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔

بسنہ دئے صحیح روایت ہے کہ یونس نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خداوند عالم کس سبب سے اپنے پیغمبر کو آسمان پر اور وہاں سے مددۃ المنتہی تک لے گیا پھر وہاں سے جہاں تھے نور تک لے گیا اور ان سے ملازمتیں کیں اور ان سے خطابات کیے حالانکہ خدا کے لیے کوئی مکان و مقام مخصوص نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا بیشک خدا کے لیے مکان اور کوئی جگہ مخصوص نہیں۔ اس کے لیے تمام جگہیں پاک ہیں۔ اور اس پر زمانہ جاری نہیں ہوتا۔ لیکن خدا نے چاہا کہ ملائکہ اور آسمان کے ساکنین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدہ بجمال سے مشرف اور معزز فرمائے اور آنحضرت کو اپنے چند عظیم عجائبات دکھائے تاکہ آنحضرت واپس آکر اہل زمین کو اس سے آگاہ کریں اور ان کا ایمان زیادہ ہو۔ یہ بات نہ تھی کہ خدا آسمان پر ہے اور اس لیے حضرت کو بلایا تھا جیسا کہ شک کرنے والے کہتے ہیں۔ خدا اس سے پاک و منزہ ہے جو وہ لوگ کہتے ہیں۔

ابن بابویہ اور احمد بن ابی طالب طبرسی نے بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام اور ابن عباس

سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے براق کو میرا تابع کیا اور وہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے اور بہشت کے حیوانوں میں سے ہے۔ نہ بہت بلند ہے نہ بہت چھوٹا۔ اس کا چہرہ آدمیوں کے مانند، سُم گھوڑوں کی طرح اور دم گائے کی دم کی سی ہے۔ دراز گوش سے بڑا اور خچر سے چھوٹا۔ اس کا زین یا قوت کا، رکاب مروارید کی ہے۔ سونے کی ستر ہزار لکھ رکھتا ہے۔ اس کے دو پر ہیں جو موتی یا قوت اور طرح طرح کے جواہرات سے مرتب ہیں۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ تحریر ہے۔ وہ تمام حیوانوں سے خوش تر ہے اگر خدا اس کو اجازت دے دے تو ایک قدم میں دنیا و آخرت کو طے کرے۔ اور ابن بابویہ سے دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں روز قیامت براق پر سوار ہوں گا جس کا چہرہ انسان کی صورت کے مانند ہے رنگ گھوڑے کے رنگ کی طرح۔ اس کے پروں میں مروارید لٹکے ہوئے ہیں اس کے کان زبرد سے بنے ہیں اس کی آنکھیں زہرہ سارہ کی طرح چمکتی ہیں۔ اس کے تار نظیر شاعر خورشید کے مثل، اور اس کے سینہ سے پسینہ کے قطرے کی بجائے مروارید غلطان جاری ہوتے ہیں۔ اس کی گردن باہم پیچیدہ ہے۔ اس کے ہاتھ اور پیر طویل و بلند ہیں۔ وہ آدمیوں کے مانند بات سنتا اور سمجھتا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ براق کیا ہے ابو ہلال ہے۔ اور کلینی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جبریل ؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے براق لائے جو خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا۔ اس کے کان ہر وقت ہلتے رہتے تھے۔ اور اپنی نگاہ کی حد تک ایک قدم میں طے کرتا تھا۔ جب پہاڑ پر چلتا تو اس کے دونوں ہاتھ چھوٹے اور پیر بڑے ہو جاتے تھے۔ جب بلندی سے پستی کی جانب آتا اس کے ہاتھ بڑے اور پیر چھوٹے ہو جاتے اس کے بال بڑے اور زیادہ ہوتے تھے وہاں ہی جانب لٹکے ہوتے تھے۔ اس کے دو پیر سر کے پیچھے تھے۔

کلینی اور ابن بابویہ نے معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب خلاق عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات آسمانوں پر لے گیا آسمان اول پر ان پر برکت بھیجی، دوسرے آسمان پر اپنے فرشتوں کی تعلیم فرمائی، تیسرے آسمان پر نور کی ایک محل حضور کے لیے بھیجی جس میں چالیس قسم کے نور تھے جو عرش کے گرد خلق ہوتے ہیں جگہ دیکھنے کی تاب انسانوں کی آنکھیں نہیں لاسکتیں۔ ان میں سے ایک نور زد ہے جس سے تمام قسم کے زرد رنگ پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں ایک نور سرخ ہے جس سے تمام سرخیاں ہیں۔ اور ایک نور سفید ہے کہ تمام سفیدیاں اسی کے سبب سے ہیں۔ اسی طرح اور دوسرے انوار ہیں۔ اس محل میں زنجیریں چاندی کی تھیں۔ حضرت کو اسی محل میں بٹھایا اور آسمان پر لے گئے۔ ملائکہ نے جب اس کو دیکھا تو آنکھیں تاب نہ لاسکیں اور وہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ اور کہا سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ ذُجْنُا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْمُؤْمِنِ۔ کس قدر مشاہدہ ہیں یہ انوار پروردگار کے عرش کے انوار سے جبریل نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ یہ سنکر فرشتے خاموش ہو گئے اور آسمان کے دروازے کھل گئے اور تمام فرشتے حضرت کے گرد جمع ہوئے اور حضرت کو سلام کیا۔ اور پوچھا یا رسول اللہ آپ کے بھائی علی کیسے ہیں

باقی کا طبع اور اس کے اوصاف

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک

فرمایا بخیر ہیں۔ فرشتوں نے کہا جب آپ ان سے ملاقات کریں تو ہمارا سلام ان کو پہنچا دیں۔ حضرت نے پوچھا تم ان کو پہنچاتے ہو؟ کہا ہم کیونکر ان کو نہ پہنچائیں حالانکہ خداوند عالم نے آپ کی رسالت اور ان کی امامت کا ہم سے عہد و اقرار لیا ہے۔ ہم تو ہمیشہ آپ پر اور ان پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ خداوند عالم نے آسمانِ اول پر اُس محل کو اور طرح طرح کے نوروں سے آراستہ فرمایا جن میں سے کوئی ایک پہلے نوروں سے مشابہ نہ تھا۔ اور زنجیریں اور کڑیاں بھی بڑھادیں۔ وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسرے آسمان پر لے گئے۔ جب اس کے دروازہ کے پاس پہنچے فرشتے وہاں سے پرواز کر گئے اور سجدہ میں گر پڑے اور کہا سُبُّوْهُمُ قَدْ دُوسَ رَبَّنَا وَرَبَّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ کس قدر یہ نور ہمارے پروردگار کے نور سے مشابہ ہے۔ جبریل نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ دُومَرْتُمْ کہ فرشتوں نے ان کی آواز سنی تو آسمان کے دروازے کھول دیئے اور آنحضرت کے پاس جمع ہو گئے اور جناب جبریل سے پوچھا یہ کن بزرگ ہیں؟ جبریل نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پوچھا کیا ہوئے ہو گئے کہا لاں۔ یہ سکر فرشتوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا اپنے بھائی علی کو بھی ہمارا سلام کہئے گا۔ میں نے پوچھا تم ان کو پہنچاتے ہو؟ ان فرشتوں نے کہا کیونکر نہ پہنچائیں حالانکہ خداوند عالم نے آپ کی اور ان حضرت کی اور ان کے شیعوں کی محبت اور ولایت کا قیامت تک کے لئے ہم سب سے عہد لیا ہے اور ہم سب ہر روز پانچ مرتبہ ان کے شیعوں کے حالات معلوم کرتے ہیں اور ان کے منہ کو دیکھتے ہیں یعنی نماز کے وقت پھر خداوند عالم نے چالیس قسم کے نور ساتھ نوروں پر اور اضافہ فرمائے جو پہلے انوار سے مشابہ نہ تھے اور حلقے اور زنجیریں اور بڑھادیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب ہم کو آسمان سوم پر لے گئے تو وہاں کے فرشتے آسمان ہفتم کی جانب پرواز کر گئے اور کہا سُبُّوْهُمُ قَدْ دُوسَ رَبَّنَا وَرَبَّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ کس قدر مشابہ ہے یہ نور ہمارے پروردگار کے نور سے۔ جبریل نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ فرشتوں نے جب یہ شہادت سنی میرے پاس دوڑے ہوئے آئے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے اور کہنے لگے مرحبا سے سب سے پہلے پیغمبر جو خدا نے سب سے پہلے خلق فرمایا اور سب سے افضل قرار دیا اور پیغمبرِ آخر الزمان جنکو خدا نے سب پیغمبروں کے بعد مبعوث فرمایا اور پیغمبرِ حاضر جنکے زمانہ میں قیامت برپا ہوگی اور پیغمبرِ ناشر جو علوم اور نیکیاں اور کمالات خلق میں پھیلانے والے ہیں۔ یعنی وہ خاتم الانبیا ہیں۔ اور مرحبا علی کے لئے جو بہترین اوصیا ہیں۔ پھر ان فرشتوں نے مجھے سلام کیا اور علی کے حالات دریافت کیئے۔ میں نے کہا میں ان کو زمین پر اپنا جانشین بنا کر آیا ہوں۔ کیا تم ان کو پہنچاتے ہو؟ انہوں نے کہا سال میں ایک مرتبہ ہم بیت المعمور کے حج کے لئے جاتے ہیں اُس میں ایک سفید کاغذ پر آپ کا نام اور علی و حسن و حسین اور ان کی اولاد سے اماموں کے اور قیامت تک کے ان کے شیعوں کے نام درج ہیں ہم ہمیشہ اُس نام پر برکت حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پھیرتے ہیں۔ پھر خداوند عالم نے چالیس طرح کے انوار جو پہلے نوروں سے مختلف تھے اور حلقے اور زنجیریں میری محل میں اور اضافہ کیں اور مجھ کو آسمانِ پہلے پر لے گئے وہاں فرشتوں کی آواز آہستہ آہستہ سنائی دی جیسے کہ ان کے سینوں میں آواز چھنی ہوئی تھی آسمان

ہر آسمان کے فرشتوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور جناب امیر علیہ السلام کو اکرام و عطا۔

کے دروازے جلد کھولے گئے اور فرشتے میرے پاس جمع ہوئے۔ جبریل نے حتیٰ عَلَى الصَّلَوة ط اور حتیٰ عَلَى الْفَلَاحِ دو بار کہا۔ فرشتوں نے کہا دو آوازیں ایک ساتھ ملی ہوئی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ نماز اور علی کے ذریعہ فلاح و رستگاری حاصل ہوگی۔ پھر جبریل نے دُوبَارَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَوةُ کہا۔ فرشتوں نے کہا یہ شیعان علی کے لئے ہے کیونکہ وہ قیامت تک نماز اُسی طرح قائم رکھیں گے جس طرح قائم رکھنا چاہیے۔ پھر فرشتوں نے مجھ سے پوچھا کہ علی کو آپ نے کہاں اور کس حال میں چھوڑا؟ میں نے پوچھا تم ان کو پہنچاتے ہو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ بیت المعمور میں ایک کتاب ہے جس میں نام محمد و علی و حسن و حسین اور ان کی اولاد میں سے اماموں اور ان کے شیعوں کے نام لکھے ہوئے ہیں جن میں سے کوئی نام نہ کم ہو گا نہ زیادہ۔ اور وہ نام ایک پیمان ہے جو ہم سے لیا گیا ہے۔ ہر روز جمعہ وہ ہم کو سُنا یا جاتا ہے۔ میں نے یہ سکر سجدہ شکر کیا۔ سجدہ میں خدا کی جانب سے مجھ کو آواز آئی کہ اپنے پیروں کے نیچے دیکھو۔ میں نے نظر کی تو دیکھا کہ خانہ کعبہ بیت المعمور کے نیچے تھا کہ اگر کوئی چیز میں پھینکتا تو کعبہ ہی میں گر جاتی۔ پھر مجھ کو آواز آئی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حرم ہے اور تم پیغمبرِ محترم ہو۔ اور جو کچھ آسمان وزمین میں ہے ایک مثال اور ایک شبیہ رکھتا ہے۔ پھر ندا آئی کہ اپنے ہاتھ کھولو تاکہ وہ پانی تم کو ملے جو عرض کے نیچے جاری ہے۔ یہ سکر میں نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا اور پانی لے لیا۔ اسی وجہ سے یہ سنت قائم ہوئی کہ پہلے آب وضو دینے ہاتھ پر ڈالتے ہیں۔ پھر آواز آئی کہ اس پانی سے اپنا منہ دھو تاکہ جب تم انوارِ عظمت و جلال کو دیکھو تو پاک و مطہر رہو۔ پھر اپنے داہنے اور بائیں ہاتھوں کو کہیں تک دھو کہ کو تم چاہتے ہو کہ میرے کلام کو اپنے ہاتھوں میں لو تو اس تری کے ساتھ لوجو تمہارے ہاتھوں میں ہو اور اپنے سر اور پیروں کا (نخنوں تک) مسح کرو۔ مسر کا مسح اس لئے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایسے مقامات پر بلند کروں کہ کسی شخص کے پاؤں وہاں نہیں پہنچتے ہیں اور نہ تمہارے بعد کوئی وہاں تک پہنچے گا۔ یہ تھی علت اور وجہ دُعا اور اذان کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے مقرر کی گئی۔ پھر خداوند عالم نے ندا کی کہ یا محمد تجھ اسود کی جانب دیکھو جو تمہارے مقابل ہے اور میرے جالوں کی تعداد کے برابر میری بڑائی اور بزرگی کا اقرار کرو اور اللہ اکبر کہو۔ اسی سبب سے نماز سے پہلے سات مرتبہ تکبیریں کہنا مقرر ہوا کیونکہ حجابت بھی سات ہی تھے۔ اور جب آنحضرت ایک مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے تو ایک حجابت ملے کر لیتے تھے۔ جب تین حجابت ملے کئے تو انوار الہی کے درازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچے۔ پھر دُوبَارَ تکبیر کی تو دُوبَارَ حجابت اور ملے کئے اور دُوسرے نور کے دروازہ پر پہنچے۔ جب دُوبَارَ پھر تکبیریں کہیں تو چھٹے اور ساتوں حجابت ملے فرماتے اور ایک دُوسرے نور کے دروازہ پر پہنچے۔ اس سبب سے مقرر ہو کہ تین بار تکبیر افتتاحِ پیالے کہیں اور دُوبَارَ پھر اور تکبیریں مسلسل کہیں۔ اور دُعا ملے تو تیرہ پڑھیں جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان و اقامت اور ساتوں آسمانوں کو کھولنے کے لئے اور عظمت و جلالت خالق کائنات کے حجابت کو ملے کرنے کے وقت سات تکبیریں کہیں اور مقام قرب و خطاب و جلال و کرم تک پہنچے۔ کیونکہ نماز معراج مومن ہے۔ مومن کامل بھی جب

ایسا عمل بجالاتا ہے اور ساتوں تکبیریں کہتا ہے تو عظمت و تبارکی کے عجایب جو گناہوں اور دنیاوی تعلقات کے سبب خدا کے اور اس کے درمیان حائل ہوتے ہیں اٹھ جاتے ہیں اور وہ بھی خدا کے مقام خطاب و قرب تک پہنچ جاتا ہے۔ غرض جب آنحضرت عجایب نور طے کر کے مقام قرب و خطاب تک پہنچے تو خطاب احدیت ہوا کہ ہمارا حبیب اب تم میرے مقام قرب و وصال تک پہنچ گئے لہذا میرے نام سے ابتدا کرو۔ تو حضرت نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا۔ اسی وجہ سے سورتوں کے شروع میں بسم اللہ مقرر ہوا۔ پھر آواز آئی کہ میری حمد کرو تو حضرت نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ زبان پر جاری کیا اور دل میں شکر ادا کیا کہ تو آواز آئی کہ پھر میرا نام لو چونکہ تم نے خود سے دل میں میرا شکر کیا۔ تو حضرت نے دوسری مرتبہ کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ بالہام رب العزت آنحضرت نے سورۃ حمد تمام کی۔ اور جب وَ لَا الْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو دل میں فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ بشکر ہے۔ پھر خطابت احدیت ہوا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چونکہ تم نے میری حمد پر قرآن کو قطع کیا لہذا دوبارہ مجھ کو یاد کرو تو حضرت نے دوبارہ کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم ط اسی سبب سے دوسرے سورۃ میں بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم مقرر ہوا۔ پھر آواز آئی کہ سورۃ قلّٰ ہو اللہ احد پڑھو جس طرح میں نے تم پر نازل کیا ہے۔ وہ سورۃ میری حمد و ثنا اور میری مخلوق کے ساتھ میری نسبت پر شامل ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے سورۃ توحید کی تلاوت کی عظمت و جلال حق کے مشاہدہ سے میں مدہوش ہو کر جھک گیا اور الہام الہی کے ذریعہ مَبْحَثَاتِ رَبِّیَ الْعَظِیْمَ وَجَعَلْتَنیَ یعنی پاک ہے میرا عظیم پروردگار اور میں اتنی حمد و ثنا میں مشغول ہوں جب میں نے یہ ذکر کیا تو اپنے ہوش میں آیا اور میرے نفس کو تسکین ہوئی۔ پھر میں نے بالہام خدا سات مرتبہ بھی ذکر کیا۔ اس سبب سے رکوع میں یہ ذکر مقرر ہوا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ رکوع سے سر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو فرشتوں کی آواز سنی کہ حق تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل و تمجید کر رہے تھے تو میں نے کہا سَمِعَ اللّٰہُ لِسْمَیَ حَمِیدُہٗ اور نظر اُدیر کی جانب اٹھائی تو پہلے نور سے زیادہ روشن نور میں نے مشاہدہ کیا جس سے میری عقل پر داز کر گئی اور اٹھ گنا دہشت بڑھ گئی۔ اسی حال میں میں سجدہ میں گر پڑا اور اظہار عظمت معبود کے لیے اپنا سر عاجز و انکساری کی زمین پر رکھ دیا۔ اور خداوند اعلا کے الہام سے میں نے سات مرتبہ مَبْحَثَاتِ رَبِّیَ الْعَظِیْمَ کہا تو کچھ میری حیرت و دہشت کم ہوئی اور میں حیرت سے باہر آیا اور معرفت حق کے درجہ کمال پر پہنچا۔ پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور بیٹھا یہاں تک کہ انوار عظمت کی دہشت و عظمت و گرائی سے راحت حاصل ہوئی پھر الہام حق تعالیٰ دوبارہ اُدیر کی جانب نگاہ کی اور ایک نور ان نور سے زیادہ جذب کرنے والا مشاہدہ کیا تو دوبارہ اپنے معبود کی بارگاہ میں سجدہ میں گر پڑا اور سات مرتبہ پھر مَبْحَثَاتِ رَبِّیَ الْعَظِیْمَ کہا تو انوار کے مشاہدہ کی قابلیت مجھ میں زیادہ ہو گئی اور میں نے سجدہ سے سر اٹھایا اور ان نوروں کی طرف دیکھا۔ اس سبب سے دو سجدے مقرر ہوئے اور دونوں سجدوں کے بعد بیٹھنا سنت قرار پایا۔ پھر میں اٹھا اور دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بندگی کے لیے کھڑا ہوا۔ پھر خدا نے مجھے ندا دی کہ دوبارہ سورۃ حمد پڑھو۔ جب میں فارغ ہوا تو آواز آئی کہ سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (پڑھو جو تمہاری اور تمہارے اہلبیت کی

عظمت و بلندی کے اظہار پر قیامت تک کے لیے مشتمل ہے۔ میں نے وہ سورۃ پڑھ کر دوبارہ رکوع و سجود کیا جس طرح رکعت اول میں بجالایا تھا۔ پھر آواز آئی اے محمد میری نعمتوں کو جو تم کو عطا کی ہیں یاد کرو اور میرا نام لو۔ میں نے اسی کے الہام کرنے سے کہا بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَلَا سَمَیَءُ الْحُسْنٰی کَلَمًا لِلّٰہِ۔ اور جب میں شہادتین سے فارغ ہوا تو خدا کا حکم ہوا کہ اپنی ذات پر اور اپنے اہلبیت پر صلوٰۃ بھیجو تو میں نے کہا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْ وَ عَلٰی اٰہْلِ بَیْتِیْ پھر خدا نے بھی مجھ پر اور میرے اہلبیت پر صلوٰۃ بھیجی۔ جب میں نے اپنے پیچھے نظر کی تو دیکھا کہ صفوف ملائکہ و ارواح انبیاء صفت بستہ ہیں۔ پھر خدا نے ندا کی کہ ان پر سلام کرو تو میں نے کہا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ تو خدا نے فرمایا اے محمد میں ہی تمہارا اور تمہارے بعد اماموں کا سلام و تحیتہ اور رحمت ہوں۔ پھر مجھ کو حکم دیا کہ بائیں جانب دیکھو اور سورۃ قلّٰ ہو اللہ احد کے بعد جو سورۃ پہلی مرتبہ میں نے سُنا وہ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ تھی۔ چونکہ نماز معراج دو رکعت تھی اس لیے پہلی دو رکعت میں شکر و سپہو نہیں ہوتا۔ اور یہ نماز پھر تھی اور یہ پہلی نماز تھی جو حضرت پر واجب ہوئی۔

شیخ کراچلی نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شب معراج خلاق عالم نے مجھے ندا کی کہ پیغمبران۔ گزشتہ سے دریافت کرو کہ وہ کس امر پر بیعت کیے گئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا سب نے کہا ہم آپ کی رسالت علی بن ابی طالب اور ان کی اولاد سے اماموں کی امامت کے اقرار پر بیعت ہوئے ہیں۔ تو خدا نے مجھ پر وحی کی کہ عرش کی داہنی جانب دیکھو۔ میں نے نگاہ کی تو علی، حسن، حسین، علی بن الحسین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی بن موسیٰ الرضا، محمد تقی، علی نقی، حسن عسکری اور ہمدی صاحب الزمان صلوات اللہ علیہم کی صورتیں نظر آئیں جو دریائے نور میں نماز پڑھ رہے تھے۔ خدا نے فرمایا یہ لوگ میری جنت، میرے اولیا اور میرے دوست ہیں اور ہمدی جو ان کے آخری امام ہیں میرے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔

بسمت معتبر ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں معراج میں گیا تو فرشتوں کی جن جماعت کے پاس سے گزرا ان سب نے علی بن ابی طالب کے بارے میں دریافت کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ علی کا نام میرے نام سے زیادہ آسمانوں پر مشہور ہے۔ جب میں چوتھے آسمان پر پہنچا تو ملک الموت کو دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہر بندہ کی روح قبض کرنے پر میں مامور ہوں مگر آپ کی اور علی کی روح خود حق سبحانہ و تعالیٰ قبض کرے گا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے عرش کے نیچے علی کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ پوچھا اے علی تم مجھ سے پہلے یہاں آ گئے۔ جب رسول نے کہا یا رسول اللہ آپ کس سے گفتگو کر رہے ہیں میں نے کہا اپنے بھائی علی سے۔ جب رسول نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ علی نہیں ہیں بلکہ خدا کے رحمان و رحیم کا ایک فرشتہ ہے جس کو خدا نے علی کی صورت پر خلق فرمایا ہے۔ اور ہم فرشتگان مقرب جب علی کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو خدا کے نزدیک علی کی عظمت و کرامت کے اظہار کے لیے اس فرشتہ کی زیارت کرتے ہیں۔



شیخ حسن بن سلیمان نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں معراج کو گیا اور قَابِ قَوْسَیْنِ اُذْ اُذُنِی کے درجہ تک پہنچا، اُس جگہ علیؑ کی صورت دیکھی۔ خدا نے مجھ کو نذادی کہ اس صورت کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کی یہ تو علیؑ کی صورت ہے۔ تو خدا نے مجھے وحی فرمائی فَا طَلَعْتُ کَوْعَلٰی کے ساتھ تَرَوْنٰجِ کَرْدِ اَوْرَاسِ کو اپنا خلیفہ مقرر کرو۔

ابن بابویہ کی کتاب معراج میں بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ معراج کے لینے گئے تو حضرتؐ کو یاقوتِ سرخ کے ایک تخت پر بٹھایا گیا جو سبز زبرجد سے مرصع کیا گیا تھا۔ اور فرشتے اُس تخت کو آسمان پر لے گئے وہاں جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ اذان کہتے تو حضرتؐ نے تکبیر کی فرشتوں نے بھی کہی۔ پھر آنحضرتؐ نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ... کہا ملائکہ نے بھی کہا۔ پھر حضرتؐ نے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہا فرشتوں نے بھی کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ اور پوچھا آپ کے وصی علیؑ کہاں ہیں حضرتؐ نے فرمایا ان کو اپنی جگہ اپنی اُمت میں چھوڑ آیا ہوں فرشتوں نے کہا خدا نے ان کی اطاعت ہم پر واجب کی ہے۔ پھر حضرتؐ کو دوسرے آسمان پر لے گئے اور وہاں کے فرشتوں نے بھی یہی سوال کیا۔ اسی طرح ہر آسمان پر فرشتوں نے پوچھا یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر حضرتؐ کو لے گئے وہاں جناب عیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عیسیٰؑ نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور حضرت علیؑ کا حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں ان کو زمین پر اپنی اُمت میں اپنا نائب بنا کر چھوڑ آیا ہوں۔ جناب عیسیٰؑ علیہ السلام نے کہا آپ نے اپنا بہتر خلیفہ قرار دیا ہے اور خدا نے ان کی اطاعت فرشتوں پر واجب کی ہے۔ پھر جناب موسیٰؑ علیہ السلام اور تمام پیغمبروں سے ملاقات کی اور سب نے جناب علیؑ کے بارے میں وہی بات کی جو حضرت عیسیٰؑ نے کی تھی۔ پھر حضرتؐ نے ملائکہ سے پوچھا کہ میرے پدر جناب ابراہیمؑ علیہ السلام کہاں ہیں؟ کہا شعیان علیؑ کے بچوں کے ساتھ ہیں۔ جب حضرتؐ بہشت میں داخل ہوئے دیکھا کہ ابراہیمؑ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ اُس درخت کے پھل لٹک رہے ہیں بچے اُن کو مال کے دودھ کے مانند اپنے منہ میں لیتے ہوئے ہیں۔ جب کسی بچہ کے منہ سے وہ نکل جاتا ہے تو حضرت ابراہیمؑ پھر اُس کے منہ میں دے دیتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے حضرتؐ کو دیکھا تو سلام کیا اور حضرت علیؑ کا حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنی اُمت میں چھوڑ آیا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ نے نہایت بہتر جانشین اختیار فرمایا۔ بیشک حق تعالیٰ نے ان کی اطاعت فرشتوں پر بھی واجب کی ہے اور یہ بچے اُن کے شیعوں کے ہیں۔ میں نے خدا سے خواہش کی تھی کہ مجھے اُن کی تربیت پر مامور فرمائے۔ ان میں سے ہر ایک ان درختوں کے پھلوں کے عرق کا ایک گھونٹ پیتا ہے تو اُس گھونٹ میں بہشت کے تمام مہموں اور بہروں کی لذت ہوتی ہے۔

اسی طرح کتاب مذکور میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب شب معراج مجھ کو آسمان پہنچم پر لے گئے۔ ہر آسمان کے دروازہ پر میں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ علی بن ابی طالب امیر المؤمنینؑ لکھا ہوا دیکھا۔ جب میں دُر کے جالوں تک پہنچا ہر حجاب پر بھی

بھی کلمہ لکھا ہوا پایا۔ عرش تک پہنچا تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا تھا۔

پھر اُسی کتاب میں امّش سے روایت ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جب میں شب معراج آسمان پہنچا علی بن ابی طالبؑ کی صورت مشاہدہ کی۔ میں نے پوچھا اے میرے حبیب جبریلؑ یہ کیسی صورت ہے؟ کہا یا رسول اللہ فرشتوں نے خواہش کی کہ علیؑ کے جمال سے بہرہ مند ہوں اور کہا پالنے والے دُنیا والے ہر صبح و شام جمال علیؑ بن ابی طالبؑ سے مشرف ہوتے ہیں جو تیرے دوست اور تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں اور اُن کے خلیفہ و جانشین اور وصی ہیں۔ لہذا ہم کو بھی اُن کی زیارت سے مشرف فرما۔ تو خداوند عالم نے جناب علیؑ کی تصویر اپنے ذرا قدس سے خلق فرمائی جس کی فرشتے شب و روز زیارت کرتے ہیں۔ پھر حضرت صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ابن بلعم ملعون نے اُن حضرتؐ کے سر مبارک پر ضربت لگائی۔ وہ تصویر بھی زخمی ہو گئی۔ اور فرشتے جس وقت اس صورت کو دیکھتے ہیں ابن بلعم ملعون پر لعنت کرتے ہیں۔ اور جب امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے فرشتے زمین پر آئے اور ان حضرتؐ کو آسمان پر لے گئے اور جناب امیرؑ کی تصویر کے برابر آسمان خیم پر رکھ دیا۔ فرشتوں کی دھجیں آسمان سے نیچے آتی ہیں اور زیارت امیر المؤمنینؑ کے لینے اُوپر جاتی ہیں اور شہیدوں کے اُس سردار کو خون آلودہ مشاہدہ کرتی ہیں تو زیدؑ، ابن زیادؑ اور تمام قاتلانِ مظلومؑ ہر جگہ پر لعنت کرتی ہیں اور قیامت تک ان کا یہ عمل جاری رہے گا۔ امّش کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ حدیث پوشیدہ علوم میں سے ہے اس کو کسی سے بیان مت کرنا سوائے اس کے جس کو اس کا اہل سمجھو۔

پھر اُسی کتاب میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جب معراج میں گیا اپنے پروردگار کے کلام سے زیادہ شیریں اور زیادہ خوشگوار کوئی کلام میں نے نہیں سنا۔ میں نے عرض کی پالنے والے تو نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور اُن سے گفتگو کی، اور سب کو مقام بلند پر اُٹھایا، داؤدؑ کو زبور عطا فرمایا، سلیمانؑ کو ایسی سلطنت عطا فرمائی جو دوسروں کے لیے سزاوار نہیں تھی کہ کیا عطا فرماتا ہے۔ خدا نے فرمایا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے تم کو اپنا حبیب قرار دیا جس طرح ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور تم سے کلام کیا جس طرح موسیٰؑ سے کلام کیا تھا اور فاتحہ الکتاب اور سورۃ بقرہ تم کو عطا کی کہ کسی پیغمبر کو عطا نہیں کی تھی اور تم کو زمین کے ہر کالے گورے پر اور تمام اُنس و جن پر مبعوث کیا۔ اور زمین کو تمہارے اور تمہاری اُمت کے واسطے نماز کی جگہ اور پاک قرار دیا۔ اور غنیمت کو تمہارے اور تمہاری اُمت کے لیے حلال کیا اور ایسے رعب سے تمہاری مدد کی جو تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے کہ دُشمنین کی راہ کے فاصلہ سے کانپتے رہتے ہیں اور سب سے بہتر کتاب تم کو عطا کی جو تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور مجموعہ اُولٰٓئین و آخرین ہے۔ اور تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ بلند کیا کہ جس جگہ میرا نام لیا جاتا ہے تمہارا نام بھی مذکور ہوتا ہے۔

کتاب مذکور میں جناب سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب معراج مجھ کو آسمان پر لے گئے آسمانِ اول پر میں نے ایک قصر چاندی کا

دیکھا جس میں دو فرشتے کھڑے تھے۔ جبریل سے میں نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ یہ کس کا قصر ہے۔ ان فرشتوں نے کہا کہ یہ فرزندان ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ پھر دوسرے آسمان پر گیا تو وہاں سونے کا ایک قصر دیکھا جو پہلے قصر سے زیادہ بہتر تھا اس کے دروازہ پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ میں نے جبریل سے کہا تو انہوں نے پوچھا کہ یہ کس کا قصر ہے انہوں نے بھی کہا فرزندان ہاشم میں سے ایک جوان کا ہے۔ پھر آسمان سوم پر یا قوت سرخ کا ایک قصر دیکھا اس کے دروازے پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ جبریل سے میں نے کہا کہ پوچھو کہ یہ کس کا ہے وہاں بھی معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ اسی طرح آسمان چہارم پر سفید موتی کا ایک قصر دیکھا جس کے دروازہ پر دو فرشتے کھڑے تھے میں نے پوچھا کہ یہ قصر کس کا ہے معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ آسمان پنجم پر اسی طرح زرد موتی کا ایک قصر دیکھا جس کے دروازہ پر دو فرشتے کھڑے تھے معلوم ہوا کہ وہ بھی بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ چھٹے آسمان پر اسی طرح سبز مرارید کا ایک قصر دیکھا اس کے دروازہ پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے دریا فت سے معلوم ہوا کہ وہ بھی بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ ساتویں آسمان پر پہنچا تو ایک قصر عرش الہی کے نور کا دیکھا اس کے دروازہ پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ میں نے جبریل سے کہا تو انہوں نے پوچھا معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ پھر وہاں سے اور اوپر گیا اور نور و عظمت کو طے کرتا ہوا سدرۃ المنتہی تک پہنچا وہاں جبریل مجھ سے الگ ہو گئے میں نے کہا اے جبریل ایسے مقام پر مجھے تنہا چھوڑتے ہو۔ جبریل نے کہا اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا یہ تمام جو آپ نے طے فرمایا کسی پیغمبر و مرسل اور کسی مقرب بارگاہ الہی نے طے نہیں کیا اور کوئی اس مقام تک نہیں پہنچا۔ مجھ میں تاب و طاقت نہیں کہ اس سے اوپر جاؤں۔ آپ کو خدا نے کرم و رحیم کے سپرد کرتا ہوں۔ عرض وہاں سے میں آگے بڑھا اور نور کے دریا اور عظمت و جلال الہی کی موجیں نور سے خلعت اور عظمت سے نور میں مجھے غوطہ دیتی رہیں یہاں تک کہ خداوند رحمن اپنے ملکوت میں مجھ کو لایا اس مقام پر جہاں چاہتا تھا۔ پھر مجھے ندا آئی کہ اے احمد میری بارگاہ میں کھڑے ہو جاؤ۔ جب میں نے ندا سے خالق سنی تو کانپ گیا اور بے خود ہو گیا۔ پھر دوبارہ ملکوت اعلیٰ سے آواز آئی کہ خداوند عز و جلال کو سلام کہتا ہے۔ میں نے کہا وہی سلام ہے اور اسی سے سلامتی ہے اور سلامتی اسی کی جانب ملتی ہے۔ پھر دوسری آواز آئی اے احمد میں نے کہا لَئِكَ وَ سَعْدَ مَلَكٌ - اے میرے مولا اور میرے مالک حاضر ہوں۔ ارشاد ہوا اَمِنْ الرَّسُولِ يَمَّا اُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ (یعنی محمد ان کے پروردگار کی طرف سے جو کچھ ان پر نازل کیا گیا ہے ایمان لاتے، یہ سکر میں نے خدا کے الہام سے کہا وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ غَفَاً اَنْتَ بَيْنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (ترجمہ) اور سب کے سب مومنین بھی خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے اے ہمارے پروردگار (ہم سب کو) بخند سے اور ہماری بازگشت تیری ہی طرف ہے۔ پھر خداوند عالم نے فرمایا لَا يَكْفُفُ اللّٰهُ نَفْسًا اَلَا وَ سَعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلِمَهَا مَا اَكْتَسَبَتْ . . . یعنی خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جس نے جیسا راجھا کام، کیا تو اپنے نفع کے لیے اور دُعا کام کیا تو اس کا وبال بھی اُسی پر ہے۔ تو میں نے کہا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ كُنَّا نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا فَكَ تَصَرُّنَا عَلٰی الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا اور ہم کو کافروں کی قوم پر رنج و لغت عطا فرما۔ تو خدا نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے طلب کیا تم کو اور تمہاری اُمت کو عطا کیا۔ جب میں خدا کی بارگاہ میں مناجات سے فارغ ہوا خدا کی جانب سے آواز آئی کہ کس کو زمین پر اپنا نائب بنایا ہے میں نے عرض کی اپنے چچا زاد بھائی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ پھر سات مرتبہ ملکوت اعلیٰ سے آواز آئی کہ اے احمد علی بن ابی طالب کے ساتھ خوشگوار سلوک کرنا اور ان کی حرمت کی حفاظت کرنا۔ پھر آواز آئی کہ عرش کی داہنی جانب دیکھو۔ میں نے دیکھا تو عرش کے داہنے پایہ پر رکھا تھا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں اور نہ میرا کوئی شریک ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رسول ہیں۔ میں نے ان کی مدد علی سے کی۔ اے احمد میں نے تمہارا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ میں خداوند محمود اور حمید ہوں اور تم محمد ہو۔ اور تمہارے پس پر نام بھی اپنے ہی نام سے مشتق کیا ہے۔ میں خداوند علی اور دوست علی ہوں۔ اے ابوالقاسم ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ واپس جاؤ تمہارا آنا اور جانا مبارک۔ کیا کہنا ہے تمہارا اور اس کا جو تم پر ایمان لاتے اور تمہاری تصدیق کرے۔ پھر میں دریا سے نور میں گر پڑا۔ اس کی موجیں مجھے وہاں سے نیچے لائیں۔ جب میں جبریل کے پاس سدرۃ المنتہی کے نزدیک واپس پہنچا جبریل نے کہا اے میرے خلیل مبارک ہو آپ کا آنا اور جانا کیا آپ نے کہا اور کیا سنا۔ جو کچھ کہنے کے قابل باتیں تھیں میں نے بیان کیں اور چھپانے کی باتیں چھپا رکھیں۔ جبریل نے پوچھا آخری آواز جو آپ کو دی گئی وہ کیا تھی۔ میں نے کہا آواز آئی کہ اے ابوالقاسم ہدایت کرنے والے اور ہدایت پاتے ہوئے، جبریل نے کہا آپ نے پوچھا کہ کیوں آپ کو ابوالقاسم کہا؟ فرمایا ہمیں اے روح اللہ۔ ناگاہ ملکوت اعلیٰ سے ندا آئی کہ اے احمد میں نے تمہاری کینت ابوالقاسم اس لیے قرار دی کہ تم میرے بندوں میں قیامت کے روز میری رحمت تقسیم کرو گے جبریل نے کہا اے میرے حبیب آپ کے پروردگار کی یہ عطا و بخشش گوارا اور مبارک ہو۔ اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو رسالت کے ساتھ بھیجا ہے کہ یہ کرامت جو آپ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اس سے پہلے کسی کو نہیں عطا کی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ پھر میں جبریل کے ساتھ ساتویں آسمان پر اس قصر کے پاس آیا۔ جبریل نے کہا ان دونوں فرشتوں سے پوچھیے کہ وہ جوان ہاشمی کون ہے جس کا یہ قصر ہے۔ حضرت نے دریافت کیا تو فرشتوں نے کہا علی بن ابی طالب آپ کے چچا زاد بھائی کا ہے۔ اسی طرح ہر قصر کے بارے میں جبریل نے دریافت کرنے کو کہا اور فرشتوں نے یہی جواب دیا۔

یعنی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند حسن حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب سرور کائنات کو جبریل معراج میں اس مقام تک لے گئے جہاں خود ٹھہر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا

لے مذکورہ عربی عبارتیں بعد و موعود، حبیب و محبوب کے درمیان گفتگو کی ہیں۔ اسی کی حکایت ذرا وضاحت سے سورۃ بقرہ دہ آیت ۲۸۵، ۲۸۶ میں مذکور ہے۔ الخ

مقابل پہنچے جبریل نے کہا یہ آپ کے پدر جناب آدمؑ کی مسجد ہے اور پیغمبروں کا مصطفیٰ۔ تو آنحضرتؐ نے

بسنہ معتبر روایت ہے کہ نافع نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں جس کا جواب سوائے پیغمبرؐ اور وصی پیغمبرؑ کے کوئی نہیں دے سکتا۔ حضرت عداوقؑ نے پوچھا کہ وہ کیا مسئلہ ہے ؟ اُس نے کہا مجھے بتائیے کہ جناب عیسیٰؑ اور محمدؐ میں کس قدر فاصلہ تھا ؟

۱۰ مؤلف فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ دو مرتبہ مکہ میں معراج ہوئی ہو اور باقی ایک سو پچیس مرتبہ مدینہ میں واقع ہوئی ہو یا عرش پر معراج دو مرتبہ ہوئی ہو باقی صرف آسمانوں تک ہوئی ہو یا دو مرتبہ جسمانی ہوئی ہو باقی روحانی۔ واللہ اعلم الخ



دور کعت نماز پڑھی پھر آسمان پر تشریف لے گئے۔

کتاب انحصار میں امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج جب میں جو تھے آسمان پر پہنچا وہاں ایک قبر دیکھا جس سے بہتر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جس کے چار کعبے اور چار دروازے تھے۔ جو سبز استبرق کے تھے۔ میں نے کہا اسے جبریلؑ یہ قبر کیسا ہے؟ جبریلؑ نے کہا کہ ایک شہر کی تصویر ہے جس کو تم کہتے ہیں۔ خدا کے مومن بندے وہاں جمع ہوں گے اور جناب رسول خدا کی شفاعت کے لئے قیامت کا انتظار کریں گے اور ان کو غم و اندوہ وغیرہ پہنچیں گے۔ راوی نے امام سے پوچھا کہ ان کو تکلیفوں سے نجات کب ہوگی؟ فرمایا جبکہ پانی زمین سے ان کے لئے ظاہر ہوگا۔ اور ابن ابیہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات ہم کو معراج ہوئی جبریلؑ نے مجھ کو اپنے دہسنے کا ندھ پر بٹھایا اور مجھ کو اٹھانے کی راہ میں ایک زمین سرخ پر لے گئے جو زعفران سے زیادہ خوشترنگ اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھی۔ وہاں میں نے ایک ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ ایک لمبی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کون سی زمین ہے؟ کہا یہ وہ زمین ہے جہاں آپ کے اور آپ کے وصی امیر المومنین کے دوست یہاں جمع ہوں گے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ کہا یہ ابلیس ملعون ہے۔ چاہتا ہے کہ ان کو امیر المومنین کی محبت و ولایت سے روکے اور فسق و فجور پر آمادہ کرے۔ میں نے کہا مجھے یہاں اُتار دو۔ تو جبریلؑ نے بجلی کے مانند وہاں پہنچایا میں نے اس شخص سے کہا کہ یعنی اٹھ اے ملعون۔ اور ان کے دشمنوں کی عورتوں، لڑکوں اور مال میں جا کر شریک ہو۔ تجھ کو شیعیان علیؑ پر غلبہ نہیں ہے۔ اسی روز سے اس شہر کا نام قائم ہو گیا۔

سید ابن طاووس نے بسند معتبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک رات میں حجر اسماعیل میں سویا ہوا تھا ناگاہ جبریلؑ نے میرے پیروں کو دبا دیا۔ میں بیدار ہوا لیکن کسی کو نہ دیکھا تو دوبارہ میرے پیروں کو دبا دیا میں نے پھر کسی کو نہ دیکھا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کے ایک گرمی پڑھایا۔ اور ظامروں کی رفتار سے زیادہ تیز یک چشم زدن میں میں دوسرے مقام پر تھا۔ جبریلؑ نے پوچھا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کہاں ہیں میں نے کہا نہیں۔ تو جبریلؑ نے کہا آپ بیت المقدس میں ہیں جہاں تمام مخلوق محصور ہوگی۔ پھر داہنی انگلی اپنے کانوں تک اٹھا کر اذان بھی اور اذان میں سحی علیٰ خیر العمل کہا پھر اسی طرح اقامت بھی اور آخر میں قد قامت الصلوة کہا۔ فارغ ہوتے تو ایک نور آسمان سے چکا جس سے پیغمبروں کی قبریں شگفتہ ہوئیں اور ہر طرف سے بلیک کہتے ہوئے وہ لوگ بیت المقدس میں جمع ہوئے جو تعداد میں چار ہزار چار سو چودہ تھے اور صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ جبریلؑ نے میرا بازو پکڑ کر آگے بڑھایا اور کہا اے محمدؐ پیغمبروں کے ساتھ نماز پڑھیں یہ آپ کے بھائی ہیں اور آپ ان کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ پھر میں نے داہنی جانب دیکھا تو اپنے پدر جناب ابراہیمؑ کو دیکھا کہ دو علم سبز پہنے ہوئے تھے ان کے داہنے اور بائیں دو دو فرشتے کھڑے تھے۔ میں نے بائیں جانب نظر کی تو اپنے بھائی اور وصی علیؑ بن ابی طالب کو کھڑے ہوئے دیکھا جو دو سفید سلع پہنے ہوئے تھے اور ان کے دونوں طرف بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ جب میں نے علیؑ کو دیکھا تو

بہت مسرور ہوا۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر جناب ابراہیمؑ کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ رکھا اور فرمایا مہربا اے فرزند شائستہ اور پیغمبر شائستہ اور زمانہ شائستہ میں مبعوث شدہ۔ پھر علیؑ بن ابی طالب آئے۔ جناب ابراہیمؑ نے ان کے دہسنے ہاتھ کو بھی دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر مصافحہ کیا اور کہا اے فرزند شائستہ اور پیغمبر شائستہ کے وصی۔ جب صبح ہوئی میں اور علیؑ دونوں بطحا میں تھے اور ہم کو کوئی تکان نہیں تھی۔

ابن ابیہ نے بسند معتبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب مجھ کو جبریلؑ آسمان پر لے گئے تو میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل کیا اور ایک مسند پر بٹھایا اور ایک بھی انار میرے ہاتھ میں دیا۔ ناگاہ وہ بھی شگفتہ ہوا اور اس سے ایک نور باہر آیا جس کی مڑگاں سیاہ گدھ کے مانند تھیں اور اس نے کہا السلام علیک یا احمد السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا محمدؐ میں نے پوچھا تو کون ہے خدا کی رحمت تجھ پر ہو۔ اُس نے کہا میں راعنہ مرضیہ ہوں خداوند جبار نے مجھ کو تین چیزوں سے پیدا کیا ہے۔ میرا بچے کا حصہ مشک کا ہے، اوپر کا حصہ کافور کا ہے اور درمیانی حصہ عنبر کا ہے۔ اور موتیوں کو آب حیات سے گوندھا گیا تو خداوند جلیل نے مجھ سے خطاب فرمایا ہوجا۔ تو میں آپ کے بھائی، وصی اور وزیر علیؑ بن ابی طالب کے لئے پیدا ہو گئی۔

بسند معتبر روایت ہے کہ جبریلؑ ایک رات آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک چوپایہ لائے جو خیر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا۔ اُس کے پیر اُس کے ہاتھوں سے بڑے تھے اور تاحہ نظر وہ ایک قدم میں طے کرتا تھا۔ جب حضرت نے اُس پر سوار ہونا چاہا وہ مانع ہوا۔ جبریلؑ نے کہا یہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب اُس نے آنحضرتؐ کا نام سنا اس طرح انکساری کی کہ زمین پر لیٹ گیا۔ تو آنحضرتؐ اُس پر سوار ہوئے۔ جب وہ بلندی پر چلتا تو اُس کے ہاتھ چھوٹے اور پیر لنبع ہوجاتے اور نشیب پر چلتا، تو پیر چھوٹے اور ہاتھ بڑے ہوجاتے۔ اسی طرح شب کی تاریکی میں ایک قافلہ کی طرف سے آنحضرتؐ گزرے جو ابوسفیان کی تجارت کا سامان لیتے جا رہے تھے۔ براق کے پیروں کی آواز سے اُس کے اونٹ بھاگے، کوئی اونٹ گر پڑا اور اُس کا سامان بکھر گیا اونٹ کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ حضرت دہاں سے آگے بڑھے اور بلغار میں پہنچے حضرت نے فرمایا اے جبریلؑ مجھے پیاس معلوم ہوتی ہے۔ انہوں نے ایک پیالہ میں پانی دیا، حضرت نے نوش فرمایا۔ دہاں سے آگے بڑھے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جنکے پیر آگ سے جلائے جا رہے تھے وہ اُلٹے ٹٹکے ہوئے تھے۔ حضرت نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ ایسے لوگ ہیں جنکو خدا نے روزی حلال عطا فرمائی تھی پھر بھی یہ حرام کے ذریعہ طلب کرتے تھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے دہن آگ کی سوئی اور رسی سے سیٹے جاتے تھے۔ پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبریلؑ نے کہا یہ عورتوں کی بکارت زنا کے ذریعہ داخل کرتے تھے۔ اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص کڑی کا گٹھ اٹھا رہا ہے لیکن نہیں اٹھتا۔ ایک شخص پھر اور کڑیاں اُس پر لا دیتا ہے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ قرضدار ہے جو قرض ادا نہیں کرتا تھا۔ اور پھر قرض لینا رہتا تھا۔ وہاں سے چلے تو بیت المقدس کے شہر پہنچا پھر پہنچے۔ وہاں حضرت کو

بہشت میں آنحضرتؐ کی انصافیت سے ان کی توبہ ہو گئی تھی

پہنچا اور ان پر عذاب کا نظم

ہوا بہت گرم عکس ہوئی اور ایک خوفناک آواز سنی۔ پوچھا یہ کیسی ہوا تھی اور وہ آواز کیسی تھی کہا وہ ہوا اور آواز جہنم کی تھی۔ حضرت نے فرمایا میں جہنم سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر آپ کی داہنی جانب سے خوشبودار ہوا آئی اور ایک خوشگوار آواز سنائی دی۔ اُس کے بارے میں دریافت کیا جبریل نے کہا یہ خوشبو اور آواز بہشت کی ہے۔ حضرت نے فرمایا میں خدا سے بہشت کی آرزو کرتا ہوں۔ وہاں سے روانہ ہوئے اور بیت المقدس کے شہر کے دروازہ پر پہنچے۔ وہاں ایک نصرانی تھا جس کے سر ہانے دروازہ بند کر کے اُس کی کچی رکھ دی جاتی تھی اُس رات ہر چہ کو بہشت کی تھی، دروازہ بند نہیں ہوا۔ لوگ اُس کے پاس آکر بولے کہ دروازہ بند نہیں ہوتا ہے اُس نے کہا اچھا کوئی پاسبان مقرر کرو۔ عرض حضرت جب داخل ہوئے تو جبریل نے بیت المقدس کا بیڑا پتھر اٹھا یا اور اُس کے نیچے سے تین بڑے پیالے نکالے۔ ایک دودھ کا ایک شہد کا اور ایک شراب کا۔ دودھ اور شہد کا پیالہ آنحضرت کو دیا تو آپ نے نوش فرمایا۔ جب شراب کا پیالہ دیا آپ نے فرمایا میں تو سیر ہو چکا جبریل نے کہا اگر آپ پی لیتے تو آپ کی ساری اُمت گمراہ ہو جاتی اور آپ سے خدا ہو جاتی۔ پھر بیت المقدس میں حضرت نے نماز پڑھی اور پیغمبروں کی ایک جماعت نے آپ کی اقتدا کی۔ اُس رات جبریل کے ساتھ ایک فرشتہ بھی آیا تھا جو کبھی نہیں نازل ہوا تھا۔ وہ حضرت کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو پروردگار کا سلام سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ زمین کے خزانوں کی گنجائیں ہیں۔ اگر آپ پسند کریں تو پیغمبر ہیں اگر چاہیں تو یہ گنجائیں لے لیں۔ جبریل نے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ پیغمبر اور خدا کا بندہ ہونا ہی پسند کرتا ہوں۔ دنیا کی بادشاہی نہیں چاہتا۔ پھر وہاں سے آسمان کی جانب گئے۔ جب آسمان کے دروازہ پر پہنچے جبریل نے کہا دروازہ کھولو۔ فرشتوں نے پوچھا آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرشتوں نے کہا مرحبا اور دروازہ کھول دیا۔ حضرت فرماتے ہیں میں فرشتوں کے حسن گوہ کی جانب گزرتا تھا وہ سلام کرتے اور میرے لئے دُعا کرتے اور میرا استقبال کرتے۔ پھر ہم ایک مردیر کی طرف گزرے جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور بہت سے بچے اُس کے گرد جمع تھے حضرت نے پوچھا یہ کون ہیں اور یہ لڑکے کس کے ہیں؟ جبریل نے کہا یہ آپ کے پدر جناب ابراہیم ہیں اور یہ مومنوں کے لڑکے ہیں۔ حضرت ان کو کھلاتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے ہیں۔ وہاں سے آگے بڑھے تو ایک دوسرے مردیر کے پاس پہنچے جو ایک کُرسی پر بیٹھا تھا۔ جب وہ اپنی داہنی جانب دیکھا ہے شاد و مسرور ہوتا ہے اور جب بائیں جانب دیکھا ہے غلگن و محزون ہوتا اور روتا ہے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ جبریل نے کہا یہ آپ کے پدر بزرگوار حضرت آدم ہیں۔ جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اُن کی اولاد بہشت میں جا رہی ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ وہ جہنم میں جا رہے ہیں تو معزوم و گریان ہوتے ہیں۔ اُس جگہ سے آگے بڑھے تو دیکھا ایک فرشتہ کُرسی پر بیٹھا ہے اُس فرشتے نے حضرت کو سلام کیا۔ لیکن اُس کے چہرے سے قطعی خوشی کا اظہار نہیں ہوا جیسا کہ دوسروں سے ظاہر ہوا تھا۔ حضرت نے جبریل سے اس کا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا یہ فرشتہ مالک جہنم کا خزینہ دان ہے۔ یہ تمام فرشتوں سے زیادہ خوش مزاج تھا۔ خداوند عالم نے دوزخ اس کے سپرد فرمایا اور اس نے اُن تکلیفوں اور غزالوں کو دیکھا جو خدا نے اپنے نافرمانوں کے لئے مہیا کیا ہے، اس وجہ سے ہر وقت خائف رہتا ہے۔ پھر حضرت وہاں سے

آنحضرت کی جانب ابراہیم و خاتم النبیین

گزرے یہاں تک کہ مقام مناجات رب العزت تک پہنچے۔ خدا نے آپ کی اُمت پر پچاس نمازیں واجب قرار دیں اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی سفارش سے تخفیف ہو کر پانچ نمازیں رہ گئیں۔ واپسی میں جناب ابراہیم کے پاس سے گزرے تو حضرت نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنی اُمت کو میرا سلام کہنا اور ان کو بہشت کی خوشخبری دینا جس کا پانی شیریں ہے، خاک خوشبودار اور زمین سادہ ہے۔ اُس کے درختوں کی خلعت سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ط سے ہے۔ لہذا اپنی اُمت کو حکم دو کہ یہ ذکر بہت کیا کریں تاکہ اُن کے لئے بہشت میں زیادہ درخت ہوں۔ حضرت وہاں سے واپس چلے تو راستہ میں قافلہ قریش تک پہنچے۔ اور جب زمین پر اترے تو اہل مکہ کو معراج سے آگاہ کیا۔ اور قافلہ کے بارے میں اور ان کے اونٹوں کا بھگنا اور ان کے اونٹوں کے پیروں کا شکستہ ہونا وغیرہ بیان کیا۔ اور فرمایا کہ وہ قافلہ طلوع آفتاب کے قریب مکہ میں داخل ہوگا۔ جب آفتاب طالع ہوا تو وہ قافلہ پہنچا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی جس کی سب نے تصدیق کی۔

ابن بابویہ اور علی بن ابراہیم نے حدیث موثق میں حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ایک رات میں المطح میں سویا ہوا تھا۔ علی میرے دلہنہ جانے اور جعفر بائیں جانب اور جناب حمزہ میرے نزدیک تھے ناگاہ میں نے فرشتوں کے پیروں کی آواز سنی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا اے جبریل کس کے پاس ہم لوگ آتے ہیں جبریل نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا یہ ہیں جو بہترین فرزندان آدم ہیں اور ان کی اپنی جانب ان کے دھی، خلیفہ اور داماد ہیں۔ اور وہ دوسرے ان کے چچا سید الشہدا ہیں اور وہ دوسرے جعفر ان کے چچا زاد بھائی ہیں جنکو خدا دو رنگین پر عطا فرمائے گا جن سے وہ بہشت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کریں گے۔ خاموش رہو کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے کان اور دل خبردار رہتے ہیں۔ ان کی مثال بادشاہ کی سی ہے جو ایک مکان بنا تا ہے اور اُس میں طرح طرح کے کھانے چُن دیتا ہے اور اپنے غلام کو اپنے دسترخوان پر بلاتا ہے۔ حقیقت میں بادشاہ خداوند عالمین ہے اور وہ مکان دُنیا ہے اور خزانہ نعمت خداوند عالم بہشت ہے انتہا ہے اور خدا کی جانب سے دعوت دینے والے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر جبریل نے آنحضرت کو براق پر سوار کیا اور بیت المقدس کی جانب لے گئے اور پیغمبروں کے محرابوں میں آنحضرت کو بٹھرایا حضرت نے وہاں نماز پڑھی اور واپس آئے۔ راستہ میں قافلہ قریش کے پاس سے گزرے جو بٹھرے ہوئے تھے اور ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا جس کی تلاش میں وہ سرگرداں تھے۔ اُن کے قافلہ میں پانی سے بھرا ہوا برتن رکھا ہوا تھا۔ حضرت نے اُس میں سے پانی پیا اور باقی ماندہ بہا دیا۔ جب حضرت مکہ واپس آئے تو بیان کیا کہ آج رات میں بیت المقدس گیا تھا وہاں میں نے پیغمبروں کے آثار اور منزلیں دیکھیں۔ واپسی میں قافلہ قریش کو دیکھا جو فلاں مقام پر منزل گزیرے تھے۔ اُن کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ میں نے اُن کے طرف کا پانی پیا اور باقی سب گرا دیا۔ ابوجہل نے لوگوں سے کہا پوچھو کہ بیت المقدس میں کتنے ستون ہیں کتنی قدیلیں ہیں تو خدا نے بیت المقدس آنحضرت کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیا کہ جو کچھ وہ پوچھتے تھے حضور بتا دیتے تھے پھر لوگوں نے کہا کہ قافلہ آجائے تو معلوم ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا قافلہ طلوع آفتاب تک آئے گا اور سرخ بالوں

والا اونٹ آگے ہوگا۔ دوسرے روز صبح کو اہل مکہ عقبہ کے پاس جمع ہوئے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی صداقت معلوم ہو۔ سورج نکلا تو قافہ اُسی نشان کے مطابق ظاہر ہوا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ قافہ والوں نے جیسا کہ حضرت نے اُن کے متعلق فرمایا تھا بیان کیا لیکن اس معجزہ کے دیکھنے کے بعد اُن کی سرکشی اور ضلالت اور زیادہ ہو گئی۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی جب مجھ کو آسمان پہنچاؤ اور اُس جگہ سے مددۃ المنتہی اور وہاں سے مجاہدائے قدس تک لے گئے تو خداوند عالمین نے اپنی مناجات سے میری عزت افزائی فرمائی اور بہت سے پوشیدہ راز مجھ سے بیان فرمائے۔ اسی درمیان میں فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے کہا لَيْتَكَ وَوَسْعَدَ لَيْتُكَ تو یہی برکت والا اور بلند مرتبہ ہے۔ فرمایا جان لو کہ علی میرے دوستوں کے امام اور پیشوا ہیں اور وہ ایک نور ہیں اُس کے لیے جو میری اطاعت کرے اور وہی وہ کلمہ ہیں جس کو میں نے متعین کے لیے لازم قرار دیا ہے۔ جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے اُن کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی لہذا علی کو یہ خوشخبری پہنچا دو۔ جب حضرت زمین پر تشریف لائے امیر المومنین کو وہ خوشخبری دی جو خدا نے اُن کے حق میں فرمائی تھی۔ جناب امیر نے کہا یا رسول اللہ کیا میری عزت اس درجہ پر پہنچی ہے کہ ایسے مقام بلند پر میرا ذکر ہوا؟ حضرت نے فرمایا ہاں اے علی اپنے پروردگار کا شکر کرو۔ یہ سُنکر جناب امیر اپنے پروردگار کی اس نعمت کے شکر کے لیے سجدہ میں گر پڑے۔ آخر آنحضرت نے فرمایا اے علی سر اٹھاؤ کہ حق تعالیٰ تم پر اپنے ملائکہ سے خرمیاباات کرتا ہے۔

دوسری سند سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے جبریل نے آنحضرت کو ایک نہر تک پہنچایا جس کو نور کہتے ہیں جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے۔ جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ دیکھتے ہوئے سورۃ الانعام اور کہا اس کو خدا کی برکت سے عبور کیجئے کیونکہ خدا نے آپ کی آنکھوں کو منور فرمایا اور آپ کے لیے راستہ کو کھول دیا ہے۔ یہ وہ نہر ہے جس سے کوئی نہیں گزرا نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی پیغمبر مرسِل۔ البتہ میں اس نہر میں ایک مرتبہ ہر روز غوطہ لگاتا ہوں اور باہر آتا ہوں اور اپنے پردوں کو جھانٹتا ہوں تو ہر قطرہ سے جو میرے پردوں سے گرے گا وہ خداوند عالم ایک ملک مقرب خلق فرماتا ہے جس کے میں ہزار مرنے اور چار ہزار زبانیں ہوتی ہیں۔ وہ ہر زبان سے ایک لغت میں گفتگو کرتا ہے۔ جس کو سوائے اُس زبان کے جاننے والے کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ پیغمبر خدا اُس نہر سے گزرے یہاں تک کہ مجاہدوں تک پہنچے جن کی تعداد پانچ سو تھی اور ہر جناب سے دوسرے جناب تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ پھر جبریل نے کہا یا حضرت آگے تشریف لے جائیے۔ حضرت نے فرمایا اے جبریل تم میرے ساتھ کیوں نہیں آتے؟ کہائیں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا بروایت دیگر کہا کہ اگر ایک انگلی کی گرہ کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا۔ یہ سُنکر حضرت آگے روانہ ہوئے جہاں تک خدا کی مشیت تھی وہاں پہنچے تو خدا نے اُن کو ندادی کہ میں محمود ہوں اور تم محمد ہو۔ میں نے تمہارا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ میرا

جو بندہ تم سے ملتی ہوگا اور محبت کرے گا اور تمہارا تابع ہوگا میں اُس کو دوست رکھوں گا اور اپنے لطف و کرم سے اُس کو سرفراز کروں گا۔ اور جو تم سے قطع تعلق کرے گا میں اُس سے اپنی رحمت قطع کروں گا۔ جاؤ میرے بندوں کے پاس اور میری بخشش و کرامت کی اُن کو خبر دو۔ اور میں نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا مگر اُس کے لیے ایک وزیر مقرر کیا ہے۔ اسی طرح تم میرے رسول ہو اور علی تمہارے وزیر ہیں۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ شب معراج خداوند کیم نے آنحضرت کو ندادی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری پیغمبری کی مدت قریب اختتام ہے اور تمہاری عمر آخر ہے تم نے کسی کو اپنا جانشین اپنے بعد اپنی اُمت کی ہدایت کے لیے مقرر کیا؟ حضرت نے عرض کی پالنے والے میں نے قری مخلوق کا امتحان لیا اور کسی بندہ کو تیری اطاعت کے بعد علی سے زیادہ اپنا مطیع نہیں پایا۔ خدا نے فرمایا کہ وہ میرا بھی ایسا ہی مطیع ہے۔ اُس کو آگاہ کر دو کہ وہ میری راہ ہدایت کا نشان ہے اور میرے دوستوں کا پیشوا ہے، اور وہ ایک نور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہاں سے میں واپس آیا اور ایک فرشتہ کے بازو پر بیٹھ کر سدرة المنتہی سے ہوتا ہوا عرش تک آیا اور عرش کے پایہ سے لپٹ گیا۔ وہاں ایک ندا آئی کہ میں ہوں خدا کے میرے سوا کوئی خدا نہیں اور کوئی معبود نہیں۔ میں ہر کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہوں۔ مومنوں کو اپنے عذاب سے امان دینے والا ہوں۔ میں احوال خلق کا نگران اور شاہد ہوں۔ میں عزیز و غالب اور جبار ہوں۔ بزرگی اور بڑائی میرے لیے مخصوص ہے۔ میں اپنی خلق پر مہربان اور رحم کرنے والا ہوں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا ظاہری آنکھوں سے نہیں۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے اور میں داخل بہشت ہوا وہاں میں نے ایک قصر دیکھا جو یاقوتِ سرخ کا تھا۔ اور اس قدر صاف و شفاف کہ باہر سے اندر کی روشنی نور اور صفائی نظر آتی تھی۔ اُس کے مروارید اور زمرد کے دس بقیے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ قصر کس کے ہیں؟ کہا اُس کے لیے ہیں جو نیک بات کہے اور ہمیشہ روزہ سے رہے اور بہت کھانا کھلائے اور راتوں کو عبادت میں مشغول رہے جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا سے کہا کہ آپ کی اُمت میں کون ہے جو ایسی طاقت رکھتا ہو۔ حضرت نے فرمایا نیک بات سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اور ہمیشہ روزہ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ ماہ رمضان کے تمام روزے رکھے اور کھانا بہت کھلانے کا یہ مطلب ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لیے روزی کماے تاکہ وہ دوسروں کے محتاج نہ ہوں۔ اور راتوں کو نماز میں مشغول رہنا یہ ہے کہ نماز شب بجالائے جبکہ یہود و نصاریٰ اور تمام کفار سوتے رہتے ہیں۔

ابن بابویہ نے بہت سی سندوں کے ساتھ حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج مجھ کو ندا کی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے کہا لبیک اے میرے پروردگار پھر ندا کی



کہ یہ جان لو کہ علیؑ متقیوں کے پیشوا، مومنوں کے بادشاہ اور نورانی ہاتھ مند والوں یعنی شیعوں کو بہشت میں لے جانے والے ہیں۔ اور دوسری معتبر سند کے ساتھ انہی حضرت سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے شب معراج مجھ سے گفتگو کی اور مجھ کو آواز دی کہ اے محمدؐ تمہارے بعد خلق پر علیؑ میری جگہ ہیں اور میرے فرمانبرداروں کے پیشوا ہیں جس نے ان کے حکم کو مانا اس نے میرا حکم مانا جس نے ان کی نافرمانی کی میری نافرمانی کی۔ لہذا ان کو اپنی اُمت پر حاکم اور امیر مقرر کرو تاکہ میرے بندے تمہارے بعد ان سے ہدایت پائیں۔ اور دوسری معتبر سندوں سے روایت ہے کہ خداوند عالم نے شب معراج جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دی کہ اے محمدؐ کس کو اپنے بعد اپنی اُمت پر اپنا جانشین قرار دیا حضرت نے عرض کی پالنے والے تو ہی مقرر فرمادے۔ ارشاد ہوا کہ میں نے تمہارے بعد تمہارے محبوب علیؑ کو مقرر کیا۔ اور بسند معتبر دیگر ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان ہنقم سے سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے۔ پھر وہاں سے میں جا ہٹائے لو کہ پاس پہنچا تو خدا نے مجھ کو آواز دی کہ اے محمدؐ تم میرے بندے ہو میں تمہارا پروردگار ہوں۔ لہذا میرے لیے خضوع کرو، میری عبادت کرو، مجھ پر بھروسہ کرو، میرے غیر پر اعتماد مت کرو۔ کیونکہ میں نے تم کو پسند کیا کہ تم میرے حبیب، رسول اور پیغمبر ہو اور تمہارے بھائی علیؑ کو پسند کیا کہ وہ میرے خلیفہ اور میرے بارگاہ کے مقرب ہوں لہذا وہی میرے بندوں پر میری جگہ ہیں اور میری خلق کے پیشوا ہیں انہی کے ذریعے سے میرے دوست اور دشمن پہچانے جائیں گے، انہی کے ذریعے سے شیطان کا لشکر میرے لشکر سے جدا ہوگا، انہی کے ذریعے سے میرا دین قائم رہے گا اور میرے حدود محفوظ رہیں گے اور میرے احکام جاری ہوں گے۔ اور اے میرے حبیب میں اپنے بندوں اور کینزوں پر تمہارے اور ان کے امام فرزندان کے سبب سے رحم کروں گا۔ اور تمہارے تمام کے سبب سے زمین کو اپنی تقدیس و تسبیح و تہلیل و تکبیر کے ساتھ آباد کروں گا اور اس کے سبب سے زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور اپنے دوستوں کو میراث میں دوں گا اور اس کے ذریعے سے کافروں کے مکہ کو پست اور اپنے مکہ کو بلند کروں گا اور اسی کے سبب سے اپنے بندوں کو زندہ کروں گا اور شہروں کو آباد کروں گا۔ اور اپنی مشیت کے ساتھ اپنے نوزادوں اور ذخیروں کو ظاہر کروں گا اور اپنے رازوں سے اس کو آگاہ کروں گا اور اپنے فرشتوں سے اس کی مدد کروں گا جو اس کو میرے امر کے جاری کرنے میں اور میرے احکام کے بلند کرنے میں قوت دیں گے۔ وہی میرا ولی، برحق اور سچائی کے ساتھ میرے بندوں کی ہدایت کرنے والا ہے۔

بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر کا بیان ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خالق کون و مکان نے مجھ سے افضل کسی کو نہیں پیدا کیا جو اس کے نزدیک مجھ سے زیادہ بلند مرتبہ ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ بہتر ہیں یا جبریلؑ؟ حضرت نے فرمایا یا علیؑ یقیناً خدا نے پیغمبران مرسل کو مقرب فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور مجھے تمام پیغمبروں پر فضیلت دی ہے پھر تم کو اور تمہارے بعد اماموں کو فرشتوں اور تمام خلایق پر فضیلت بخشی ہے۔ بیشک فرشتے ہمارے خادم ہیں۔ اے علیؑ عاقلانِ عرش اور اس کے گرد جو فرشتے ہیں اپنے پروردگار کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے آمرزش طلب کرتے ہیں جو تمہاری

خدا کی عبادت میں کوتاہی کرتے ہیں اور ان کے لیے آواز دیا کہ ان کی نافرمانی نہ کرو اور ان کی نافرمانی نہ کرو۔

ولایت پر ایمان لائے ہیں۔ اے علیؑ اگر ہم لوگ نہ ہوتے تو خدا آدمؑ کو نہ پیدا کرتا نہ تو اس کو نہ بہشت کو نہ دوزخ کو نہ آسمان و زمین کو۔ اور ہم فرشتوں سے کیونکر نہ بہتر ہوتے حالانکہ ہم نے اپنے پروردگار کی تسبیح و تقدیس و تہلیل میں ان پر سبقت حاصل کی ہے۔ اس لیے کہ سب سے پہلے خدا نے جو خلق فرمایا وہ ہماری روحیں تھیں۔ اور اس نے اپنی توحید و تمجید کے ساتھ ہم کو گویا کیا پھر فرشتوں کو پیدا کیا۔ جب انہوں نے روجوں کو ایک نور کے ساتھ دیکھا اور ہمارے نور کی عظمت کو مشاہدہ کیا تو ہمارے انوار کو بہت عظیم سمجھا۔ میں نے سبحان اللہ کہا تاکہ فرشتے ہمیں ہم مخلوق، خدا کے بندے اور پروردہ ہیں اور خداوند عالم صفات اور تمام مخلوق سے بلند و پاک ہے۔ تو فرشتوں نے ہماری تسبیح سے تسبیح سیکھی اور خدا کو صفات سے پاک و منزہ سمجھا۔ اور جب ہماری عظمت اور شان کو دیکھا تو ہم نے لا الہ الا اللہ کہا تاکہ فرشتے سمجھیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں۔ اور ہم کو اس کی خدائی میں شرکت نہیں ہے اور سوائے اس کے کوئی عبادت و پرستش کے قابل نہیں ہے۔ جب فرشتوں کو ہماری بڑائی اور بزرگی کا احساس ہوا تو ہم نے اللہ اکبر کہا تاکہ وہ سمجھیں کہ خدا اس سے بھی بہت بڑا ہے جو دنیا میں بڑے سے بڑا ہو سکتا ہے اور تمام بڑائی اور طاقت و قدرت خدا ہی کے لیے مخصوص ہے۔ پھر ہم نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ تو فرشتوں نے سمجھا کہ خدا نے ہماری اطاعت تمام مخلوق پر واجب کی ہے اور الحمد للہ کہا۔ غرض کہ فرشتوں نے ہماری برکت سے ہدایت پائی اور خدا کی توحید و تسبیح و تہلیل و تمجید کو سمجھا۔ پھر خدا نے آدمؑ کو خلق کیا اور ہمارے نور کو ان کے صلب میں سپرد کیا اور فرشتوں کو ہماری تعظیم و تکریم کے لیے سجدہ کا حکم دیا۔ ان کا سجدہ خدا کی بندگی تھا اور آدمؑ کے احترام و اکرام کے سبب سے تھا اس لیے کہ ہم ان کے صلب میں تھے۔ پھر ہم فرشتوں سے کیونکر افضل نہ ہوں حالانکہ انہوں نے آدمؑ کے سامنے سجدہ کیا۔ اور جب مجھ کو آسمان پر لے گئے۔ جبریلؑ نے اذان و اقامت بھی اور مجھ سے دو مرتبہ کہا کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آگے بڑھ کے امامت کیجئے۔ میں نے کہا اے جبریلؑ کیا میں تم پر سبقت کروں۔ وہ بولے ہاں اس لیے کہ خداوند عالم نے تمام پیغمبروں کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت بخشی ہے۔ غرض میں آگے بڑھا ہوا اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ لیکن یہ بات فخر کے سبب نہیں کہتا ہوں۔ پھر وہاں سے جا ہٹائے تو تک پہنچا تو جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ اب آپ آگے جاتیے اور وہ خود وہیں ٹھہر گئے۔ میں نے کہا ایسے مقام پر مجھ سے علیؑ جہتے ہو۔ وہ بولے یا رسول اللہ یہ وہ مقام ہے جہاں تک خدا نے میرے لیے مقرر کیا ہے۔ اگر یہاں سے ذرا بھی آگے بڑھوں تو میرے بال و پر جل جائیں گے۔ غرض میں دریائے نور میں ڈال دیا گیا اور میں انوار الہی کے سمندر میں تیرنے لگا یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچا جہاں تک کہ خدا جا ہٹا تھا۔ پھر جانبِ اعلیٰ سے مجھے ندا آئی یا محمدؐ میں نے عرض کی لبیک و سعید لک اے میرے پروردگار۔ پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ تم میرے بندہ ہو اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ میری عبادت کرو، مجھ پر بھروسہ کرو۔ بیشک تم میرے بندوں میں میرے نور ہو، میری مخلوق میں میرے رسول ہو، میرے بندوں پر میری جگہ ہو۔ اور ہر اس شخص کے لیے میں نے بہشت خلق کی ہے جو تمہاری فرمانبرداری کرے اور جو تمہاری مخالفت کرے گا اس کے واسطے جہنم کی آگ تیار کی ہے اور تمہارے ادویا کے لیے اپنی بخشش و کرامت طلب

خدا کی عبادت میں کوتاہی کرتے ہیں اور ان کے لیے آواز دیا کہ ان کی نافرمانی نہ کرو اور ان کی نافرمانی نہ کرو۔

قرار دی ہے اور ان کے شیعوں کے واسطے ثوابات واجب قرار دیئے ہیں۔ میں نے عرض کی پالنے والے میرے اوصیا کو مجھے پہنچاؤ دے فرمایا کہ تمہارے اوصیا وہ لوگ ہیں جن کے نام میرے ساق عرش پر رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے نظری کو ساق عرش پر بارہ نور دیکھے ہر نور میں ایک سبز سطر لکھی جن میں میرے ہر ایک وصی کا نام لکھا تھا جن میں سب سے پہلے علی بن ابی طالب اور سب سے آخر ہمدی ہیں۔ میں نے پوچھا پالنے والے کیا یہی میرے بعد میرے وصی ہوں گے۔ ارشاد رب العزت ہوا میں اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے بعد میرے بندوں پر یہ لوگ میرے دوست، اوصیا، برگزیدہ اور میری محبت ہیں اور یہی لوگ تمہارے وصی اور خلیفہ ہیں اور تمہارے بعد بہترین خلق ہیں۔ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ اپنے دین کو ان کے ذریعہ سے ظاہر کروں گا۔ اور اپنی باتیں ان کے ذریعہ سے بلند کروں گا اور ان کے آخر کے ذریعہ زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور تمام روئے زمین کو اُس کے قبضہ اور تصرف میں دے دوں گا۔ ہوا کو اُس کا مسخر قرار دوں گا۔ اور سخت بادل کو اُس کا مطیع بناؤں گا تاکہ وہ اُس پر سوار ہو کر آسمان و زمین میں جہاں چاہے آئے جلتے اور اپنے لشکروں سے اُس کی مدد کروں گا اور اپنے فرشتوں سے اُس کو تقویت پہنچاؤں گا یہاں تک کہ میری دعوت بلند ہو اور تمام خلق میری یگانہ پرستی پر جمع ہو۔ اور اپنے دستوں میں سے ایک کے بعد دوسرے کو قیامت تک اپنے دین کا پیشوا بناؤں گا۔ غرض اس کی بادشاہی دائم اور جاری رہے گی۔

بِسْمِ اللہِ مُحَمَّدٌ صَادِقٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز جبکہ آنحضرتؐ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو گود میں بٹھاتے ہوئے پیار کر رہے تھے کہ جناب عائشہؓ انگلیں اور بولیں کیوں اتنی بڑی لڑکی کو چومتے ہو اور اس قدر زیادتی محبت کا کیا سبب ہے۔ حضرت نے فرمایا اے عائشہ جب میں شب معراج جو تھے آسمان پر پہنچا جبریلؑ نے اذان و اقامت کہی۔ پھر میری اقتدا میں تمام اہل آسمان نے نماز پڑھی۔ پھر میں نے اپنی داہنی جانب نظری کو جناب ابراہیمؑ کو بہشت کے ایک باغ میں دیکھا جن کو فرشتے اپنے حلقے میں لے لے رہے تھے۔ اور جب میں چھٹے آسمان پر پہنچا تو مجھے ندا آئی کہ اے محمدؐ کیا اچھے تمہارے باپ ہیں ابراہیمؑ اور کیا اچھے بھائی ہیں تمہارے علی بن ابی طالبؑ پھر جا بھائے عظمت و جلال تک پہنچا۔ جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل کر دیا۔ وہاں میں نے نور کا ایک درخت دیکھا جس کے نیچے دو فرشتے سلتے اور نیلور ایک دوسرے پر تہہ کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کس کا درخت ہے انہوں نے کہا آپ کے بھائی علی بن ابی طالبؑ کا اور یہ دونوں فرشتے ان کے واسطے سلتے اور زیورات تہہ کر رہے ہیں اور قیامت تک اسی طرح جمع کرتے رہیں گے۔ میں اور گے بڑھا تو کچھ رطب میرے لیے لائے گئے جو مسک سے زیادہ نرم، مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ شیریں تھے۔ میں نے ان میں سے ایک رطب لے کر کھایا وہ میری پشت میں نطفہ بنا۔ جب میں زمین پر واپس آیا خدیجہؓ سے معافیت کی اور وہ فاطمہؓ سے حاضر ہوئیں۔ تو فاطمہؓ بصورت انسان حد یہ ہے۔ جب میں بہشت کا مشاق ہوتا ہوں تو اس کو چومتا اور سوگھتا ہوں کیونکہ وہ بہشت کی خوشبو ہے اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ جس وقت میں اُس کو سوگھتا ہوں، درخت طوبی کی خوشبو اُس سے آتی ہے۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی طرف سے۔

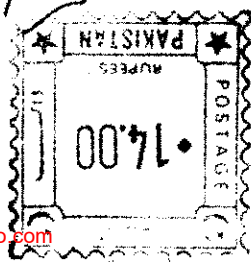
اسی طرح بسند معتبر امام زادہ عبد العظیم نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؓ نے فرمایا کہ ایک روز میں اور فاطمہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت اُس وقت رو رہے تھے۔ میں نے عرض کی آپ پر میرے ماں باپ خدا ہوں آپ کے رونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا اے علیؓ جس رات مجھے آسمان پر لے گئے ہیں نے اپنی امت میں چند عورتوں کو نہایت سخت عذاب میں مبتلا دیکھا۔ یہی سبب ہے کہ میں رو رہا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کو اُس کے بالوں سے نٹکایا ہے۔ ایک عورت اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی، ایک عورت اپنا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹ رہی تھی اور آگ اُس کے نیچے بھڑک رہی تھی۔ ایک عورت کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور سانپ پھو اُس کو لپیٹے ہوئے تھے۔ ایک عورت آگ کے صندوق میں اندھی بہری آگ سے لال ہو رہی تھی اس کے سر کا مغز پھل پھل کر باہر نکل رہا تھا اور اس کا بدن کٹ کٹ کر گر رہا تھا۔ ایک عورت پیروں سے آگ کے تیز میں اٹھ لیٹ گئی ہوئی تھی جس کے جسم کو آگے اور پیچھے سے آگ کی قینچیوں سے کاٹ رہے تھے۔ ایک عورت کے ہاتھ اور منہ جلاتے جا رہے تھے وہ اپنی آنتیں کھا رہی تھی۔ ایک عورت کو دیکھا جس کا چہرہ سور کے مانند اور جسم گدھے کی طرح ہو گیا تھا۔ اُس پر ہزاروں طرح کے عذاب ہو رہے تھے۔ ایک عورت کی صورت کٹنے کے مانند تھی اور آگ اُس کے پاخانے کے راستہ داخل کی جا رہی تھی جو اُس کے منہ سے باہر نکل رہی تھی اور فرشتے اُس کے سر اور جسم کو لہے کے گرز سے کوٹ رہے تھے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؓ نے عرض کی بابا جان ان عورتوں کے اعمال اور ان کے کردار کیا تھے کہ حق تعالیٰ نے ان پر ایسے ایسے عذاب مستط فرمائے۔ حضرت نے فرمایا پارہ بگر وہ عورت جو اپنے سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے بال مردوں سے نہیں چھاتی تھی اور وہ جو اپنی زبان سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر سے بد زبانی کیا کرتی تھی اور اس کو آزار پہنچاتی تھی۔ اور جو اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کو معافیت سے مانع ہوتی تھی۔ جو عورت پیروں سے اٹھ لیٹ گئی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی تھی۔ اور جو عورت اپنا گوشت کھا رہی تھی وہ نامحرموں کے لیے آراستہ ہوا کرتی تھی اور اپنے جسم کو نجاست سے پاک نہیں رکھتی تھی اور نماز کو معمولی اور سبک سمجھتی تھی۔ اور وہ اندھی اور بہری اور آگ سے لال عورت زنا کے ذریعہ لڑکا جنتی اور اپنے شوہر کے سر قہوپ دیتی تھی جس عورت کے جسم قینچی سے کاٹے جا رہے تھے اپنے کو غیر مردوں کو دکھاتی تھی تاکہ وہ اس کی طرف رغبت کریں اور جس عورت کا جسم اور منہ جلا یا جا رہا تھا اور وہ اپنے پاخانے پلٹیاں کو کھا رہی تھی وہ دلالہ تھی کہ مردوں اور عورتوں کو حرام کے لیے ایک دوسرے کے پاس اکٹھا کرتی تھی جس عورت کا سر سوڈا اور بدن گھٹے کا ہو گیا تھا وہ لوگوں کی بات گرفت کرتی اور جھوٹ بولتی تھی۔ جو کتنے کی صورت کی تھی اور آگ اُس کے پاخانے کے راستہ داخل کی جاتی تھی وہ بہت سونے والی اور بات بات پر آنسو بہانے والی اور حسد کرنے والی تھی۔ پھر حضرت نے فرمایا تفت ہے اُس عورت پر جو اپنے شوہر کو غصہ دلاتے اور رحمت نازل ہوا اُس عورت پر جو اپنے شوہر کو راضی رکھے۔

بِسْمِ اللہِ مُحَمَّدٌ صَادِقٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت صادقؑ نے اپنے اصحاب سے اپنے کسی دوست کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ حضرت اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے وہ منہ کے

شب معراج آنحضرتؐ کی حالت اور ان کی حالت میں عذاب میں مبتلا ہونا۔

آنحضرتؐ کا نور و شرف و عظمت کا بیان اور ان کی حالت میں عذاب میں مبتلا ہونا۔

الحمد لله الذي جعلنا  
من رعايته  
V A

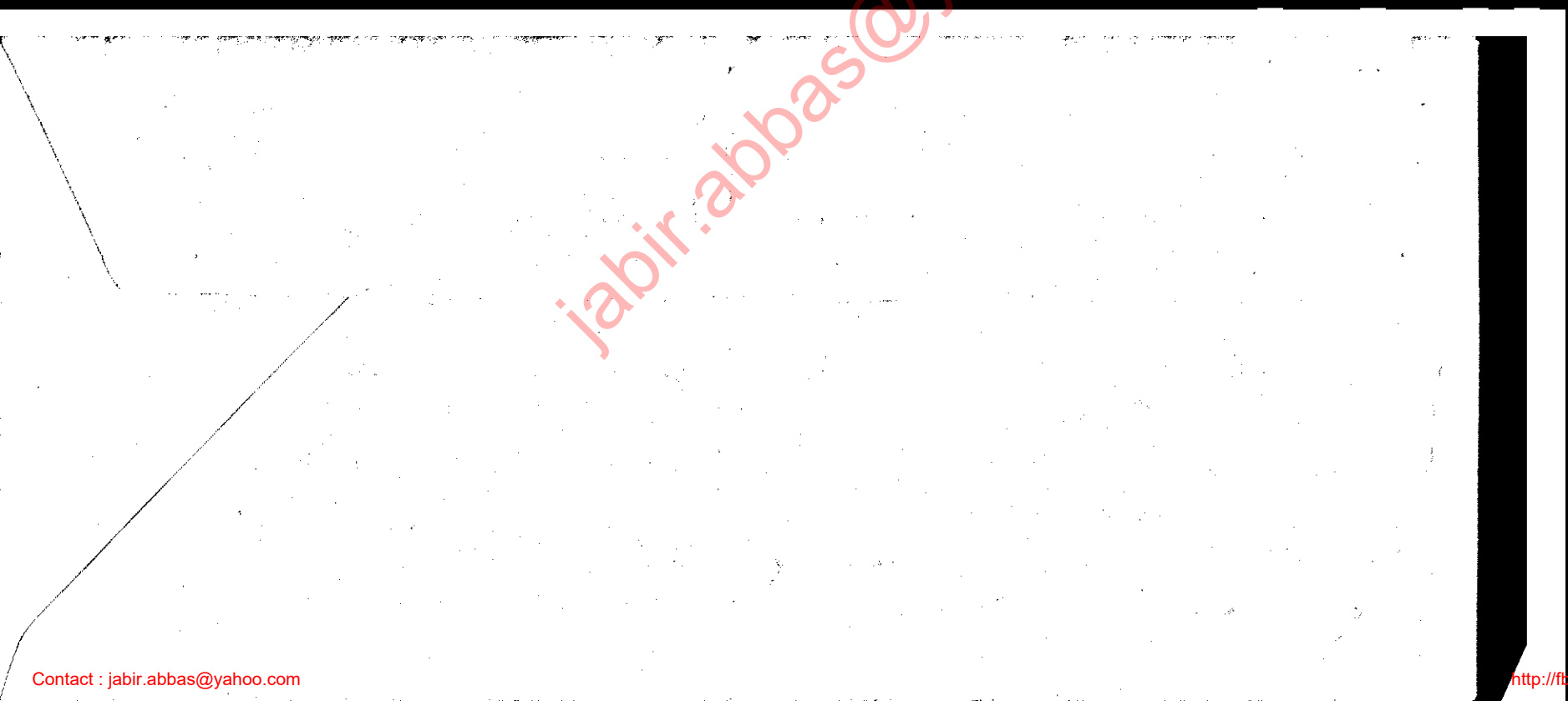


S. NAZAR & ABBAS  
Senior Engineer,  
A. and L. M. - RTU Corp.  
Foot Box no. 78  
11411 RYADH.  
SAUDI ARABIA.

ABBAS TEXTILES  
Plot No. 27/18, Section 27,  
Korangi Industrial Area, Karachi-Pakistan.

jabir.abbas@yahoo.com





قریب تھا۔ آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کے بارے میں اپنا گمان نیک رکھ۔ اُس نے کہا نیک گمان رکھتا ہوں مگر مجھے لڑکیوں کا غم ہے۔ حضرت نے فرمایا جس سے تو اپنی نیکیوں کے اصابہ اور اپنے گناہوں کے محو کرنے کی امید رکھتا ہے اپنی لڑکیوں کے اصلاح حال کی امید بھی رکھ۔ شائد تو نے نہیں سنا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں شب معراج سدرۃ المنتہی تک پہنچا اُس کی بعض شاخوں کو پستانوں کے مانند لٹکی ہوئی دیکھا جن میں سے بعض میں سے دودھ بعض میں سے شہد اور بعض میں سے روغن بہہ رہا تھا اور بعض سے سفید گہوں کے آٹے کے مانند۔ بعض سے کپڑے اور بعض سے ہیر کے مانند پھل نکل رہے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ چیزیں کس کے استعمال کے لیے ہیں۔ چونکہ جبریل میرے ساتھ نہ تھے کہ میں اُن سے پوچھتا وہ اپنے درجہ پر بٹھ گئے تھے اور میں اُن سے بلند ہو گیا تھا لہذا خدا کی جانب سے مجھے آواز آئی کہ اے محمدؐ یہ سب تمہاری امت کے لڑکوں اور لڑکیوں کی غذائیں ہیں۔ لہذا لڑکیوں کے اُن پردوں کو آگاہ کر دو جو اپنی لڑکیوں کی پریشانی کے لیے دل تنگ ہیں کہ جس طرح ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اسی طرح ان کی ورنی دینے والا بھی ہوں۔

معبر سندوں کے ساتھ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیسرے آسمان پر شب معراج ایک شخص کو دیکھا جو بیٹھا ہوا ہے اور اُس کا ایک پیر مشرق اور دوسرا مغرب میں ہے۔ ایک لوح اُس کے ہاتھ میں ہے جس کو دیکھ رہا ہے اور سر ہلاتا جاتا ہے۔ میں نے پوچھا، اے جبریلؑ یہ کون ہے؟ کہا یہ ملک الموت ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت امام حسینؑ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نانا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے شب معراج ایک فرشتہ کو دیکھا جس کے ہاتھ میں نور کی ایک تلوار تھی جس کو وہ گھما پھرا رہا تھا جس طرح امیر المومنین جناب میں ذوالفقار کو حرکت دیا کرتے تھے میں نے کہا پالنے والے کیا یہ میرے بھائی علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ خداوند عالم کی جانب سے آواز آئی اے محمدؐ یہ ایک فرشتہ ہے جس کو میں نے علیؑ کی صورت پر پیدا کیا ہے تاکہ وہ عرش کے درمیان میری عبادت کرے جس کا ثواب فیات تک علی بن ابی طالبؑ کے لیے ہے۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ حبیب غشباتی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تھ کہ **ذَیْ فُتْنٍ فُتِنَ فِی فُکَانَ قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (یعنی آیت سورۃ النجم)** حضرت نے فرمایا اے حبیب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قرب معنوی کے ساتھ باگاہ رب العزت سے نزدیک ہوئے تو بہت نزدیک ہوئے یہاں تک کہ دو نصف گمان کا فاصلہ نکال دیا اس سے بھی کم۔ اُس وقت خدا نے اُس مکان بلند میں حضرت کو جو چاہتا تھا وحی فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ فسخ کیا تو آپ عبادت میں اس نعمت کے شکر یہ کہ لیے بہت مشغول رہا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت علیؑ آپ کے ساتھ تھے، حضرت نے کعبہ کا بہت طواف کیا۔ جب رات کی تاریکی پھیل گئی تو دونوں یزیدؑ کو اسی کے لیے صفا کی جانب گئے پھر وہ صفا سے نیچے آکر مروہ کی جانب متوجہ ہوئے اُس وقت آسمان سے ایک نور نچے آیا جس نے

اُن حضرت کو ڈھانک لیا۔ تمام پہاڑ اُس سے روشن ہو گئے اور ان کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور اُن پر عظیم دہشت طاری ہوئی۔ جب وہ دونوں بزرگوار کو مروہ کے اوپر گئے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سرا قدس آسمان کی جانب بلند کیا تو اپنے سر کے قریب دو انار دیکھے۔ حضرت نے ہاتھ بڑھا کر ان کو لے لیا۔ تو ندا آئی کہ اے محمدؐ یہ بہشت کے میوے ہیں ان کو سولے تمہارے اور تمہارے وحی علی بن ابی طالبؑ کے کوئی اور نہیں کھا سکتا۔ پھر وہاں سے جناب رسول خدا کو آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہی کے نزدیک پہنچا۔ وہاں جبریلؑ بٹھ گئے اور کہا اگے تشریف لے جائیے کیونکہ یہاں سے بڑھنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں اُس درخت کو اس لیے سدرۃ المنتہی کہتے ہیں کہ اہل زمین کے اعمال فرشتے وہاں تک پہنچاتے ہیں اور الواح سماویہ میں ثبت کرتے ہیں آنحضرت نے سدرۃ المنتہی کی ہر شاخ کو دیکھا کہ عرش کے نیچے پہنچی ہوئی ہیں اور اس کے گرد پھیل ہوئی ہیں۔ پھر وہاں عظمت و جلال الہی کے انوار میں سے ایک نور کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھوٹ پڑی جس کی دہشت سے حضرت کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اعضائے بدن کا پھٹنے لگنے تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کے دل کو مضبوط کر دیا اور آنکھوں میں قوت بخشی اور دوسرا نور عطا کیا جس سے آپ نے اپنے پروردگار کی نشانیاں دیکھیں جو کچھ دیکھیں اور اپنے مہربان کے خطابات سنے جو کچھ سنے جب واپس آئے اور سدرۃ المنتہی کے برابر پہنچے۔ وہاں آپ نے دوبارہ جبریلؑ کو دیکھا جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: **وَلَقَدْ رَاکَ نَزَّلَکَ اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی (یعنی آیت سورۃ النجم)** جس کا یہ مطلب ہے کہ دوبارہ جبریلؑ کو اُس ہیست سے دیکھا جیسا کہ اہل سنت کہتے ہیں اور خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا اور ظاہری آنکھوں سے اُس کی عظیم نشانیاں مشاہدہ کیں جنکو کسی مخلوق نے نہیں دیکھا تھا اور نہ کبھی دیکھ سکتی ہے امامؑ فرماتے ہیں اُس درخت کی مٹوائی دنیا کے دنوں سے سو سال کی راہ ہے اور اُس کی ہر پتی تمام اہل دنیا کو چھپا سکتی ہے۔ اور خدا نے روئے زمین کے درختوں پر چند فرشتوں کو موکل فرمایا ہے۔ درخت خرمایا اُس کے علاوہ کوئی درخت ایسا نہیں ہے کہ جس پر ایک فرشتہ موکل نہ ہو جو اُس کی اور اُس کے پھول کی حفاظت کرتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو زمین کے جانور اور درندے نیوے کی فصل کے وقت ان کو برباد و ضائع کر دیں۔ اسی سبب سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو میوہ دار درخت کے نیچے پاناخہ و پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے اور اسی وجہ سے آدمی کو میوہ دار درخت سے اُس ہوتا ہے کیونکہ فرشتے اُس کے گرد حاضر رہتے ہیں۔

بسنہ معتبر روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے نماز مغرب میں اور نماز صبح بلند آواز سے اور دوسری تمام نمازیں آہستہ پڑھی جاتی ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے سب سے پہلی نماز جو خدا نے آنحضرت پر واجب کی وہ روز جمعہ نماز ظہر تھی۔ ملائکہ کو حکم ہوا کہ آنحضرت کی اقتدا کریں۔ اور حضرت سے خدا نے فرمایا کہ نماز بلند آواز سے پڑھیں تاکہ آپ کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر ہو۔ پھر نماز عصر واجب فرمائی اور فرشتوں میں سے کسی کو ان کی اقتدا کے لیے حکم نہ دیا۔ اور حضرت سے فرمایا کہ نماز آہستہ پڑھیں کیونکہ کوئی ان کے پیچھے نہ تھا کہ سنے۔ پھر نماز مغرب و عشا واجب کی اور فرشتوں کو آپ کی اقتدا کا حکم دیا اور فرمایا کہ بلند آواز سے قرأت کریں تاکہ فرشتے سُنیں۔

جب صبح کے قریب آپ زمین پر واپس آئے تو نماز صبح واجب فرمائی اور حکم دیا کہ لوگوں کے ساتھ اور بلند آواز سے قرائت کریں تاکہ آپ کی فضیلت لوگوں پر ظاہر ہو جس طرح فرشتوں پر ظاہر ہوئی۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے آخری دو رکعت میں سورۃ حمد کی قرائت سے تسبیحات اربعہ پڑھنا افضل ہے؟ فرمایا کہ آنحضرت پر آخر کی دو رکعتوں میں انوار عظمت کا ایک نور جلوہ افروز ہوا جس سے حضرت پروردگار ہشت طاری ہوئی تو آپ نے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہا۔ اس سبب سے ان تسبیحوں کا پڑھنا سورۃ حمد سے بہتر ہے۔

ایضاً بسند معتبر روایت ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے نمازیں ایک رکوع اور دو سجدے مقرر ہوئے؟ حضرت نے فرمایا کہ سب سے پہلی نماز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کی وہ عرش الہی کے سامنے تھی کیونکہ آنحضرت کو شب معراج آسمانوں پر لے گئے، اور آپ عرش کے نیچے پہنچے تو خدا نے آواز دی کہ اے محمدؐ مجھے صدا کے پاس اگر اپنے اعضاء سے وضو کو دھوؤ، اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھو۔ آنحضرت اس چشمہ کے پاس گئے اور کامل طور سے وضو بجالائے اور بارگاہ رب العزت میں کھڑے ہوئے خدا نے ان کو حکم دیا کہ نماز کی افتتاح کرو۔ حضرت نے تکبیر کہی۔ ارشاد ہوا کہ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سے آخر سورۃ حمد تک پڑھو پھر سورۃ توحید پڑھو۔ حضرت نے تمام کرنے کے بعد تین مرتبہ کَذَلِكَ اللَّهُ رَبِّي کہا۔ حکم ہوا اپنے معبود کے لیے رکوع کرو۔ حضرت رکوع میں گئے تو خدا نے فرمایا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ کہو حضرت نے تین مرتبہ کہا تو ارشاد ہوا سر اٹھاؤ۔ حضرت سیدھے کھڑے ہوئے۔ فرمایا اپنے پالنے والے کے لیے سجدہ کرو۔ حضرت سجدہ میں گئے حکم ہوا کہو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ حضرت نے تین مرتبہ یہ ذکر کیا۔ خدا نے فرمایا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب درست ہو کر بیٹھ جاؤ۔ حضرت نے بیٹھ کر اپنے پروردگار کی عظمت و جلالت کو یاد کیا اور پھر حکم رب الارباب سجدہ میں گئے اور تین مرتبہ تسبیح پڑھی۔ پھر ندا آئی کہ کھڑے ہو جاؤ اور قرائت کرو۔ پھر رکوع و سجدہ کے لیے حکم ہوا۔ سجدہ اول بجالانے تو پھر بیٹھ کر اپنے معبود کی جلالت کا ذکر کیا اور دوبارہ سجدہ کیا۔ خدا نے فرمایا سجدہ سے سر اٹھاؤ خدا تم کو سرفراز کرے گا۔ اب تشہد پڑھو۔ حضرت نے تشہد ختم کیا تو ندا آئی کہ سلام کرو تو حضرت نے اپنے پروردگار کے لیے سلام کیا تو خداوند جبار نے جواب میں فرمایا وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نعمتوں کے ساتھ تم نے میری عبادت کی قوت پائی۔ میں نے اپنی عصمت کے ساتھ تم کو پیغمبری عطا کیا اور اپنا حبیب قرار دیا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نے ہر رکعت میں ایک رکوع اور ایک سجدہ کا حکم دیا حضرت نے عظمت الہی کے تصور سے دوسرے سجدہ کا اضافہ کیا تو خدا نے وہ بھی واجب قرار دے دیا۔ امامؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ صا د کیا ہے؟ فرمایا وہ ایک چشمہ ہے جو عرش الہی کے ایک رکن سے جاری ہوتا ہے جس کو ماء الحیوة (زندگی کا پانی) کہتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ (پہلے آیت سورۃ حق)۔

اللہ تعالیٰ کیوں کہتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا خداوند عالم نے سات آسمان اور سات طبقات زمین اور سات حجابات خلق فرمائے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے تین مرتبہ قاب قوسین تک پہنچے اور بہشت کے سات مجاہدوں میں سے ایک حجاب حضرت کے لیے بنایا گیا تو آپ نے اللہ اکبر فرمایا۔ اسی طرح ہر حجاب کے پٹائے جانے پر آپ نے اللہ اکبر کہا۔ چونکہ نماز معراج مومن ہے اس سبب سے نماز کے شروع میں سات مرتبہ تکبیر کہنا سنت قرار پایا تاکہ پردے جو اس کی دوری کے سبب سے پیش پروردگار عالم پر پڑے ہیں اس کے سامنے سے اٹھا دیئے جائیں۔ چونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر انوار عظمت و جلال الہی پروردگار کے اٹھ جانے کے بعد روشن و جلوہ گر ہو گئے تو حضرت کے اعضاء کا پینے لگے۔ اور آپ رکوع میں ٹھک گئے اور تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ کہا۔ جب سیدھے کھڑے ہوئے تو اس عظمت کا ایک نور حضرت پر جلوہ لگن ہوا تو آپ سجدہ میں گر پڑے اور سات مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ کہا تو آپ کے اوپر جو ہیبت طاری تھی برطرف ہو گئی۔ اسی سبب سے یہ ذکر رکوع و سجود میں کہنا مقرر ہوا۔

بسند معتبر دیگر روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کس سبب سے آنحضرت نے مسجد شجرہ میں حج کے لیے احرام باندھا، دوسرے مقام پر کیوں نہ باندھا؟ حضرت نے فرمایا کہ جس رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے جب آپ مسجد شجرہ کے مقابل بندی پر پہنچے حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو آواز دی یا محمدؐ۔ آنحضرت نے عرض کی لَئِيكَ۔ خدا نے فرمایا کیا میں نے تم کو رنج و صدمہ میں مبتلا نہیں پایا اور تم کو جگہ دی۔ اور تم کو کیا گم شدہ نہیں پایا اور راستہ دکھا دیا۔ حضرت نے عرض کی: إِنَّ الْحَمْدَ وَالْبُحْدَ لَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَئِيكَ۔ اسی سبب سے حضرت مسجد شجرہ میں احرام باندھتے تھے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو پانچ فضیلتیں اور علیؑ کو پانچ فضیلتیں عطا کیں۔ مجھ کو کلمات جامعہ بخشنا اور علیؑ کو علوم جامعہ عطا کیا۔ مجھ کو پیغمبری دی اور ان کو میرا وصی قرار دیا۔ مجھے کوثر بخشنا اور ان کو سلسیل کرامت فرمایا۔ مجھے وحی سے سرفراز کیا اور ان کو الہام سے۔ مجھ کو آسمان پر لے گیا اور ان کے لیے آسمانوں کے دروازے اور حجابات کھول دیئے کہ وہ مجھ دیکھ رہے تھے اور میں ان کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گریہ طاری ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں آپ روتے کیوں ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے ابن عباس سب سے پہلی بات جو خدا نے مجھ سے کی یہ تھی کہ اے محمدؐ میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ حجابات پٹائے دیئے گئے ہیں اور آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے اور علیؑ آسمان کی جانب سر اٹھاتے ہوئے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ پھر علیؑ نے مجھ سے اور میں نے علیؑ سے گفتگو کی اور خدا نے مجھ سے کلام کیا۔ میں نے پوچھا خدا نے کیا گفتگو کی؟ فرمایا خدا نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے علیؑ کو تمہارا وصی، وزیر اور تمہارا خلیفہ قرار دیا۔ ان کو آگاہ کر دو کہ تمہاری باتیں اچھی طرح سنیں۔ میں نے اسی مقام سے علیؑ کو پیغام خدا پہنچایا اور علیؑ نے مجھ کو جواب دیا کہ میں نے سنا اور اطاعت کی۔ تو خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ علیؑ پر سلام بھیجیں سب فرشتوں نے سلام کیا اور علیؑ نے جواب سلام دیا۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ علیؑ کے جواب سلام سے بہت



مسرور ہوئے۔ پھر کسی گروہ ملائکہ کی طرف سے میں نہیں گزرا مگر یہ کہ ہر ایک نے مجھ کو علی کی خلافت پر مبارکباد دی اور کہا یا رسول اللہ اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے فرشتوں کے دلوں میں مسرت جاگزیں ہوگئی اس لیے کہ خدا نے آپ کے بھائی علی کو آپ کا خلیفہ قرار دیا۔ اور میں نے حاملان عرش الہی کو دیکھا کہ وہ زمین کی جانب دیکھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبریل حاملان عرش اپنے سر اس مقام بلند و اصطفیٰ سے نکال کر زمین کی جانب کیوں دیکھ رہے ہیں؟ جبریل نے کہا یا رسول اللہ اس وقت کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جو علی کی جانب مسرت اور شادمانی کے ساتھ نہ دیکھ رہا ہو سوائے حاملان عرش کے جنکو ابھی اجازت ملی ہے کہ وہ آپ کی جانب دیکھیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں زمین پر آیا میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سب علی نے مجھ سے بیان کیا۔ اُس وقت میں نے سمجھا کہ جس جس مقام پر میں گیا تھا علی کے لیے بھی حجابات ہٹا دیئے گئے تھے اور وہ مجھ دیکھ رہے تھے۔

عیاشی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشا زمین پر پڑھی اور معراج کو تشریف لے گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے اور نماز صبح زمین پر ادا کی۔ (درعی روایت بسند معتبر امام محمد باقر سے بھی ابھی الفاظ میں منقول ہے)۔

بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج جب میں زمین پر واپس آیا تو میں نے جبریل سے پوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے؟ کہا میری حاجت یہ ہے کہ خداوند کو خدا کی جانب سے اور میری جانب سے سلام کہہ دیجئے۔ حضرت نے جب خبر میرے سے کہا تو انہوں نے عرض کی کہ میرا خدا سلامت ہے، اور تمام سلامتی اُسی کی طرف سے ہے، اور سلامتی اُسی کی طرف ملتی ہیں۔ اہلسنت کی معتبر کتابوں میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن بات میں آسمان پر گیا، جو تھے آسمان پر دیکھا ایک فرشتہ نور کے ایک منبر پر بیٹھا ہے اور بہت سے فرشتے اُس کے گرد جمع ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون فرشتہ ہے۔ جبریل نے کہا آپ اُس کے پاس جلیئے اور اس کو سلام کیجئے۔ میں اُس کے قریب گیا اور سلام کیا تو دیکھا کہ وہ میرے بھائی علی بن ابی طالب ہیں۔ میں نے کہا اے جبریل علی مجھ سے پہلے آسمان پر آگئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ فرشتوں نے خدا سے علی کی زیارت کا اشتیاق ظاہر کیا تو خداوند عالم نے اس فرشتہ کو علی کی صورت پر نور سے خلق فرمایا۔ فرشتے ہر شب جمعہ اُن کی ہزار مرتبہ زیارت کرتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کی تسبیح و تہلیل کرتے ہیں اور اُن کا ثواب علی کے دوستوں کو بھیہ کرتے ہیں۔

مناقب خوارزمی میں معتبر کتابوں سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ شب معراج خداوند عالم نے آپ سے کس زبان میں باتیں کیں۔ فرمایا علی کے لہجہ میں مجھ سے خطاب فرمایا اور مجھ کو اہام کیا۔ میں نے کہا پالنے والے تو مجھ سے بھلا کلام ہے اعلیٰ باتیں کہہ رہے ہیں۔ آواز آئی کہ میں اشیاء کی شبیہ نہیں ہوں اور نہ کوئی مثل و مانند رکھتا ہوں۔ مجھ کو دوسروں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ میں علی کی زبان اور لہجہ میں اس لیے تم سے گفتگو کرتا ہوں تاکہ تمہارا دل مطمئن رہے۔

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں جب بہشت میں داخل ہوا وہاں زمینوں کو سفید اور سادہ دیکھا، اور چند فرشتے عمل کی تعمیر میں مشغول تھے۔ کبھی سونے کی اینٹیں اس میں لگاتے تھے کبھی چاندی کی اور کبھی رُک جاتے تھے۔ میں نے پوچھا کیوں کبھی تعمیر سے ہاتھ روک لیتے ہو؟ وہ بولے خراج کا انتظار کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہارا خراج کیا ہے؟ انہوں نے کہا دنیا میں مومن کا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھنا۔ جب وہ یہ تسبیحیں پڑھتے ہیں ہم اس کی تعمیر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جب وہ رُک جاتے ہیں تو ہم بھی ہاتھ روک لیتے ہیں۔

شیخ طوسی نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ جس رات مجھ کو آسمان پر لے گئے ہر آسمان پر فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور بہت سی خوشخبریاں دیں یہاں تک کہ جبریل نے بہت سے فرشتوں کی جماعت سے میری ملاقات کو انی۔ سب نے کہا کہ اگر آپ کی امت کے لوگ محبت علی پر جمع ہو جاتے تو خدا جہنم کو نہ پیدا کرتا۔ اے علی خدا نے تم کو میرے لیے سات مقامات پر حاضر کیا تو مجھے تم سے انس و اطمینان حاصل ہوا۔ اول جبکہ میں آسمان پر پہنچا تو جبریل نے مجھ سے کہا آپ کے بھائی علی کہاں ہیں میں نے کہا میں تو ان کو زمین پر چھوڑ آیا ہوں جبریل نے کہا دعا کیجئے تاکہ خدا ان کو آپ کے لیے یہاں لے آئے۔ میں نے دعا کی تو تمہاری شبیہ اپنے پاس دیکھی۔ پھر کچھ فرشتوں کو دیکھا جو صفت بستہ کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یہ چند گروہ ہیں جن سے آپ کے ذریعہ خلائق میں فخر کرے گا۔ میں اُن کے پاس گیا اور گزشتہ اور آئندہ قیامت تک کے حالات کے بارے میں گفتگو کی۔ دوسرے جب دوسری بار مجھ کو عرش تک لے گئے جبریل نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے بھائی علی کہاں ہیں میں نے کہا ان کو زمین پر چھوڑ آیا ہوں۔ کہا خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ان کو آپ کے پاس لے آئے جب میں نے دعا کی تو تمہاری تصویر اپنے پاس دیکھی۔ اور ساتوں آسمانوں کے پردے میری آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیئے گئے۔ میں نے تمام ملکوتی سموات کے ساکنین کو دیکھا اور ہر فرد جو آسمان پر کسی مقام پر تھا میں نے دیکھا اور سب کو تم نے بھی دیکھا۔ تیسرے جس وقت کہ مجھ کو جنوں پر مبعوث فرمایا جبریل نے کہا آپ کے بھائی علی کہاں ہیں میں نے کہا ان کو اپنی جگہ پر چھوڑ آیا ہوں۔ لیکن جو کچھ میں نے جنوں سے کہا اور جو کچھ ان لوگوں نے مجھ سے باتیں کیں وہ سب تم نے سنا اور حفظ کر لیا۔ چوتھے خدا نے مجھ کو لیلۃ القدر سے مخصوص فرمایا لیکن تم اس میں میرے شریک ہو۔ پانچویں جب میں نے ملائع اعلیٰ پر خدا سے مناجات کی تو تم میرے ساتھ تھے۔ میں نے جن جن مرتبہ کی تمہارے لیے خدا سے دعا کی خدا نے سوائے پیغمبری کے وہ سب تم کو عطا فرمایا کیونکہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ چھٹے جب میں نے بیت المعمور کا طواف کیا تو تم کو اپنے پاس دیکھا اور جب پیغمبروں نے میری اقتدا میں نماز پڑھی تمہاری شبیہ میرے پیچھے تھی۔ ساتویں رجوت کے زمانہ میں جبکہ میں کا فروں کے گروہ کو ہلاک کروں گا تو تم میرے ساتھ ہوگے۔ اے علی خداوند عالم نے مجھ کو تمام مردان عالم پر فضیلت بخشی ہے اور تم کو میرے بعد ان پر فضیلت دی ہے اور فاطمہ کو تمام عالمین کی عورتوں پر فضیلت عطا کی ہے اور حسن و حسین کو

اور حسین کی ذریت سے اماموں کو میرے اور تمہارے بعد تمام مردان عالم پر فیضیت دی ہے۔ اے علی! تمہارے نام کو میں نے اپنے نام کے ساتھ متصل پایا اور چند مقامات پر میرے لیے باعث انس واطمینان ہوا۔ اول شرب معراج جب میں بیت المقدس میں پہنچا بیت المقدس کے محراب پر کھکا دیکھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ آيْدَتْهُ يَوْمَ يُرْجَعُ وَ نَصْرَتْهُ يَوْمَ يُرْجَعُ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو میں نے ان کے وزیر سے تقویت دی اور ان کے ذریعے ان کی مدد کی، میں نے جبریل سے پوچھا میرا وزیر کون ہے؟ کہا علی بن ابی طالب۔ دوسرے: جب میں سدرۃ المنتہی تک پہنچا وہاں کھکا ہوا دیکھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ مُحَمَّدٌ مَّصْفُوقِي مِنْ خَلْقِي آيْدَتْهُ يَوْمَ يُرْجَعُ وَ أَحْبَبْتُهُ وَ نَصْرَتْهُ يَوْمَ يُرْجَعُ۔ تیسرے: جب میں سدرۃ المنتہی سے گزرا اور عرش الہی تک پہنچا، قائم عرش پر کھکا ہوا دیکھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَا اللَّهُ وَ حَيْدِي وَ مُحَمَّدٌ حَبِيبِي وَ مَصْفُوقِي مِنْ خَلْقِي آيْدَتْهُ يَوْمَ يُرْجَعُ وَ أَحْبَبْتُهُ وَ نَصْرَتْهُ يَوْمَ يُرْجَعُ۔ پھر میں نے جبریل سے پوچھا میرا وزیر کون ہے؟ کہا علی بن ابی طالب۔

سید ابن طاووس نے بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رات میں حجرۃ اسماعیل میں سویا ہوا تھا ناگاہ میرے پاس جبریل نازل ہوتے اور نہایت نرمی سے مجھے اٹھایا اور کہا اے محمد! چلے سوار ہو جیسے کہ آپ کے پروردگار نے بلایا ہے۔ اور ایک چوپایہ لائے تھے جو ٹوٹے چھوٹا اور خچر سے بڑا تھا۔ اُس کے قدم اُس کے جسم کے مطابق تھے۔ اُس کے جاہرات کے پر تھے۔ اُس کا نام براق تھا۔ میں اُس پر سوار ہوا۔ جب میں عقبہ تک پہنچا وہاں ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا اُس کے سر کے بال اُس کے ہاتھوں پر پڑے ہوئے تھے جب اُس نے مجھ کو دیکھا تو کہا السّلام علیک یا اَوَّلَ السّلام علیک یا اَخِرَ السّلام علیک یا حاشر جبریل نے کہا اس کے سلام کا جواب دیجیے تو میں نے کہا علیک السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جب میں عقبہ کے درمیان میں پہنچا ایک سفید بالوں والے شخص کو دیکھا اُس نے بھی پہلے شخص کے مانند مجھ کو سلام کیا۔ میں نے جبریل کے بغیر کہے اُس کو جواب دیا۔ اُس نے تین مرتبہ کہا اپنے وصی علی بن ابی طالب کے وقار کی حفاظت کیجیے کیونکہ وہ خالق کا مقرب بندہ ہے۔ جب میں بیت المقدس پہنچا وہاں میں نے ایک بہت خوبصورت شخص کو دیکھا جس نے اُسی طرح سلام کیا اور میں نے جبریل کے اشارہ سے اُس کو جواب سلام دیا۔ اُس نے تین مرتبہ کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے وصی علی بن ابی طالب کی محرمات کی حفاظت کیجیے کیونکہ وہ مقرب الہی ہیں اور حوض کوثر کے امین اور بہشت کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ پھر میں براق سے اُترا اور جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر داخل بیت المقدس کیا۔ مسجد ایسے لوگوں سے بھری ہوئی تھی جنکو میں نہیں پہچانتا تھا۔ جبریل مجھ کو صفوں سے بڑھاتے ہوئے آگے لے گئے۔ ناگاہ آسمان سے آواز آئی کہ امامت کے لیے اے محمد آگے بڑھو۔ تو جبریل نے مجھے آگے کھڑا کیا اور میں نے اُن سب کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر وہاں مروارید کا زمینہ آسمان اول تک نصب کیا گیا۔ جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر لے گئے۔ جب ہم آسمان کے قریب پہنچے میں نے وہاں محافظوں اور آگ کے تیر دیکھے۔ جبریل نے آسمان اول کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ فرشتوں نے پوچھا

کون ہے؟ کہا میں جبریل ہوں۔ پوچھا آپ کے ہمراہ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا کیا مبعوث ہو گئے؟ کہا ہاں۔ پھر دروازہ کھولا اور کہا مرحبا سے بلند مرتبہ برادر اور خلیفہ ربّ الارباب اور اے خداوند جبار کے برگزیدہ۔ آپ ہی پیغمبروں کے سلسلہ کے ختم کرنے والے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر وہاں سے ایک سیڑھی یا قوت کی لگائی گئی جو سبز زبرجد سے مرصع تھی اُس کے ذریعہ میں دوسرے آسمان تک پہنچا۔ جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، فرشتوں نے اُسی طرح سوال کیا جس طرح آسمان اول کے فرشتوں نے پوچھا تھا۔ پھر دروازہ کھولا تو مجھ سے کہا مرحبا! اور مجھ کو خوشخبریاں دیں۔ پھر وہاں سے آسمان سوم تک لوڑی کی ایک سیڑھی لگائی گئی جس کو طرح طرح کے نور گھیرے ہوئے تھے۔ وہاں جبریل نے کہا یا رسول اللہ ثابت قدم رہیے گا خدا آپ کی ہدایت کرے گا۔ اسی طرح میں سب آسمانوں سے گزرتا ہوا سائل آسمان پر پہنچا۔ وہاں میں نے ایک عظیم آواز سنی۔ پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ کہا یہ درخت طوبہ کی آواز ہے جو آپ کے شوق میں ایسی آواز بلند کر رہا ہے۔ وہاں مجھے سخت دہشت ہوئی۔ جبریل نے کہا یا رسول اللہ آپ ایسے مقام تک پہنچے ہیں کہ کوئی مخلوق نہیں پہنچ سکتی۔ اپنے پروردگار کے قریب جانیے۔ اگر آپ کی ہمراہی کی برکت نہ ہوتی تو میں بھی یہاں تک نہ پہنچ سکتا اور انوار جلال الہی سے میرے بال و پر جل جلتے۔ پھر میں نے توفیق ربّ العزت کے سبب عزت و جلال احدیت کی منزل کو طے کیا اور ستر ہر دے میرے سامنے سے ہٹائے گئے۔ پھر مجھ کو خداوند تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی یا محمد! جب میں نے یہ آواز سنی تو سجدہ میں گر پڑا اور کہا لَبَّيْكَ رَبِّ الْعِزَّةِ لَبَّيْكَ۔ آواز آئی اے محمد! سر اٹھا دو جو کچھ تم چاہتے ہو مانگو میں عطا کروں گا اور جو سفارش چاہتے ہو کرو وہ میں قبول کروں گا۔ بیشک تم میرے حبیب ہو میرے برگزیدہ ہو میری مخلوق ہو میرے رسول ہو اور میرے بندوں کے درمیان میرے امین ہو۔ جبکہ میرے سامحت قریب میں آئے ہو تو اپنا جائیشت کس کو بنایا ہے؟ میں نے عرض کی پالنے والے اس کو بنایا ہے جس کو تو مجھ سے بہتر پہچانتا ہے۔ وہ میرا بھائی ہے چچا کا بیٹا ہے۔ اُس وقت خدا نے ندا کی کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں اپنی ذات پر اور تمہاری رسالت پر کسی کے ایمان کو قبول نہ کروں گا مگر اُس کی امامت اور ولایت کے ساتھ۔ اے محمد! کیا چاہتے ہو کہ اسکو ملکوت آسمان میں دیکھو۔ میں نے عرض کی ہاں پالنے والے۔ تو ندا آئی سر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھا تو ملائکہ مقربین کے ساتھ ملائے اعلیٰ میں علی کو دیکھا، اور بہت خوش و مسرور ہوا۔ اور عرض کی پالنے والے میری آنکھیں روشن ہو گئیں۔ ندا آئی اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّيْكَ ذُو الْعِزَّةِ لَبَّيْكَ۔ فرمایا میں تم سے علی کے بارے میں ایک عہد کرتا ہوں اُس کو سنو۔ میں نے عرض کی وہ کیا عہد ہے؟ فرمایا علی میری راہ ہدایت کے نشان نیکوں کے اہل راہ کا فرد کے قتل کرنے والے اطاعت گزاروں کے پیشوا ہیں۔ وہ ایسا کلمہ ہیں جس کو پرہیزگاروں کے لیے میں نے لازم قرار دے دیا ہے اور اپنا علم و فہم ان کو میراث میں عطا کیا ہے۔ لہذا جس نے ان کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا جس نے ان کو دشمن رکھا اُس نے مجھ کو دشمن رکھا۔ میں بندوں کا اُس کے ذریعہ سے امتحان لوں گا۔ تو اے محمد! ان کو یہ خوشخبریاں پہنچا دو۔ پھر جبریل میرے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ اور آگے جانیے۔ میں آگے بڑھا تو ایک نہر کے پاس پہنچا جس کے کنارے گوہر و یاقوت کے قعبے بنے ہوئے تھے اور اُس

میں نے فرمایا کہ ایک رات میں حجرۃ اسماعیل میں سویا ہوا تھا ناگاہ میرے پاس جبریل نازل ہوتے اور نہایت نرمی سے مجھے اٹھایا اور کہا اے محمد! چلے سوار ہو جیسے کہ آپ کے پروردگار نے بلایا ہے۔ اور ایک چوپایہ لائے تھے جو ٹوٹے چھوٹا اور خچر سے بڑا تھا۔ اُس کے قدم اُس کے جسم کے مطابق تھے۔ اُس کے جاہرات کے پر تھے۔ اُس کا نام براق تھا۔ میں اُس پر سوار ہوا۔ جب میں عقبہ تک پہنچا وہاں ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا اُس کے سر کے بال اُس کے ہاتھوں پر پڑے ہوئے تھے جب اُس نے مجھ کو دیکھا تو کہا السّلام علیک یا اَوَّلَ السّلام علیک یا اَخِرَ السّلام علیک یا حاشر جبریل نے کہا اس کے سلام کا جواب دیجیے تو میں نے کہا علیک السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جب میں عقبہ کے درمیان میں پہنچا ایک سفید بالوں والے شخص کو دیکھا اُس نے بھی پہلے شخص کے مانند مجھ کو سلام کیا۔ میں نے جبریل کے بغیر کہے اُس کو جواب دیا۔ اُس نے تین مرتبہ کہا اپنے وصی علی بن ابی طالب کے وقار کی حفاظت کیجیے کیونکہ وہ خالق کا مقرب بندہ ہے۔ جب میں بیت المقدس پہنچا وہاں میں نے ایک بہت خوبصورت شخص کو دیکھا جس نے اُسی طرح سلام کیا اور میں نے جبریل کے اشارہ سے اُس کو جواب سلام دیا۔ اُس نے تین مرتبہ کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے وصی علی بن ابی طالب کی محرمات کی حفاظت کیجیے کیونکہ وہ مقرب الہی ہیں اور حوض کوثر کے امین اور بہشت کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ پھر میں براق سے اُترا اور جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر داخل بیت المقدس کیا۔ مسجد ایسے لوگوں سے بھری ہوئی تھی جنکو میں نہیں پہچانتا تھا۔ جبریل مجھ کو صفوں سے بڑھاتے ہوئے آگے لے گئے۔ ناگاہ آسمان سے آواز آئی کہ امامت کے لیے اے محمد آگے بڑھو۔ تو جبریل نے مجھے آگے کھڑا کیا اور میں نے اُن سب کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر وہاں مروارید کا زمینہ آسمان اول تک نصب کیا گیا۔ جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر لے گئے۔ جب ہم آسمان کے قریب پہنچے میں نے وہاں محافظوں اور آگ کے تیر دیکھے۔ جبریل نے آسمان اول کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ فرشتوں نے پوچھا

ہنر کا پانی چاندی سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر جبریل میرے پاس آئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ نہر کیسی ہے؟ کہا یہ کوثر ہے جسے خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے جیسا کہ اُس کا ارشاد ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ دُبَّ اَيْمَن سُوْرۃ کوثر میں نے وہاں دیکھا کہ کچھ لوگوں کو جہنم میں لینے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا یہ خارجی اور ناصبی اور بنی امیہ ہیں جو آپ کے فرزندان میں اماموں کے دشمن ہیں اور ان پانچوں شخصوں کو اسلام سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ کیا آپ راضی ہوئے؟ میں نے کہا میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم بخشا اور مجھ سے باتیں کیں اور مجھے اپنا حبیب قرار دیا اور علیؑ کے بارے میں مجھ کو امر بزرگ عطا فرمایا۔ اسے جبریل یہ تو بتاؤ کہ عقیدہ اول میں جنکو میں نے دیکھا اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا وہ کون تھے؟ کہا وہ آپ کے بھائی جناب موسیٰ تھے جنہوں نے کہا تھا اَلْسَلَامُ عَلَیْكَ يَا اَحْمَدُ اس لئے کہ آپ آخری پیغمبر ہیں اور یہ جو کہا اَلْسَلَامُ عَلَیْكَ يَا حَاشِیَ شَرِّ اَسْلَمَ لَیْسَ لَکَ تَمَامُ اُمُوْتٍ کا حشر آپ کے زمانہ سے نزدیک ہوگا۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہ جو عقبہ کے درمیان میں نظر آئے تھے وہ کون تھے۔ جبریل نے کہا وہ آپ کے بھائی علیؑ تھے جنہوں نے آپ سے علی بن ابی طالب کے بارے میں سفارش کی تھی۔ میں نے پوچھا وہ کون تھے جو بیت المقدس میں تھے؟ کہا وہ آپ کے پدر بزرگ جناب آدمؑ تھے انہوں نے آپ کو علی بن ابی طالب کے بارے میں خبر دی تھی کہ وہ مومنوں کے بادشاہ ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ تھے جنہوں نے بیت المقدس میں میری اقتدا میں نماز پڑھی؟ کہا وہ انبیاء اور فرشتے تھے جنکو خداوند عالم نے آپ کے دُعا کے لئے حاضر کیا تھا تاکہ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں۔ غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس رات معراج سے واپس زمین پر آئے اور صبح ہوئی تو آپ نے علیؑ کو طلب کیا اور کہا اے علیؑ میں تم کو سناتا ہوں کہ موسیٰ و عیسیٰ اور تمہارے پدر آدم علیہم السلام نے تم کو سلام کہا ہے اور سب نے مجھ سے تمہارے بارے میں سفارش کی ہے۔ یہ سنکر علیؑ علیہ السلام کے مسرت سے آنسو نکل آئے اور کہا میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھ کو اپنے پیغمبروں میں معروف کیا۔ پھر حضرت نے فرمایا اے علیؑ میں تم کو دوسری یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ میں جب اپنے خالق کے عرش تک پہنچا تو اُس جگہ تمہاری شبیہ دیکھی اور خدا نے تمہارے بارے میں مجھ سے حمد لیا۔ اے علیؑ تمام ملائع اعلیٰ کے ساکنین تمہارے واسطے دُعا کرتے ہیں اور عالم بالا کے برگزیدہ افراد خدا سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ان کو تمہاری زیارت کی اجازت عطا فرمائے اور تم اُنہوں کی قیامت میں شفاعت کرو گے جبکہ وہ جہنم کے کنارے کھڑی ہو گئی۔

بسنده معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص مسجد کو فد میں جناب امیر کی خدمت

میں حاضر ہوا اور اس آیت کے معنی دریافت کیے وَشَکَّلَ مِنْ اَدَسْلَنَا مِنْ قَبْلُکَ مِنْ زُسْلَنَا (آیت ۵ سورۃ الزخرف) کہ خداوند عالم نے اپنے حبیب سے فرمایا کہ پیغمبران گزشتہ سے پوچھو: فرمایا جب پُر دُعا عالم اپنے حبیب کو شب معراج مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا اور مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے جو آسمان پر ہے، وہاں جبریل آپ کو ایک چشمہ کے پاس لے گئے اور کہا یا حضرت اس چشمہ سے وضو کیجئے۔ پھر جبریل نے اذان و اقامت کہی اور حضورؐ کو امامت کے لئے آگے کیا اور کہا نماز پڑھیے اور قرأت کیجئے کیونکہ

آپ کے پیچھے انبیاء اور فرشتوں کی جماعت نماز پڑھے گی جسکی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ صفت اول میں جناب آدمؑ، نوحؑ، ہودؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور وہ تمام پیغمبر ہیں جو آدمؑ سے خاتم تک خلق پر مبعوث ہوئے ہیں۔ حضرت نے امامت کی اور سب نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سوال کرو ان پیغمبروں سے جو تم سے پہلے مبعوث ہو چکے ہیں کہ کیا سوائے خدا کے کسی اور کی پرستش کرتے تھے۔ یہ سنکر حضرت نے ان کی جانب رخ کر کے فرمایا کہ کس چیز کی شہادت دیتے ہو انہوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اُس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسولؐ اور بہترین انبیاء ہیں اور علیؑ بہترین اوصیا ہیں۔ اور خدا نے ان سب سے آپ کے اور علیؑ کے بارے میں اقرار لیا ہے اور سب نے آپ کو اور علیؑ کو تمام عالم میں اختیار کیا ہے۔

دوسری معتبر سند سے حضرت موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج جبریلؑ مجھ کو ایک درخت کے پاس لے گئے جس کے مانند بلند اور خوش منظر میں نے کوئی درخت نہیں دیکھا تھا۔ جس کی ہر شاخ اور ہر پھل پر ایک فرشتہ موکل تھا۔ اور خدا کے نور سے وہ درخت گھرا ہوا تھا۔ جبریلؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہے۔ آپ سے پہلے کے تمام پیغمبر اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ خداوند عالم آپ کو اس مقام سے بہشت میں لے جائے گا تاکہ آپ کو بزرگ و عظیم نشانیاں دکھائے۔ لہذا خدا کی تائید کے ساتھ مطہرین اور ثابت رہیے تاکہ آپ کے لئے نور کرامت خدا کامل ہو جائے۔ آپ قرب جوار الہی کی جانب بڑھیے۔ عرض میں بتائید پروردگار اور ہر طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ عرش کے پاس پہنچا۔ وہاں ایک سبز پردہ میرے سامنے کھینچا گیا جس کے نور وضیاء اور حسن کی میں تعریف نہیں کر سکتا۔ میں اُس پردہ سے اُٹھ گیا تو وہ اوپر کھینچ لیا گیا یہاں تک کہ میں پردہ دار خلوت خانہ قدس ہوا اور حرم سرانے عزت و عظمت میں اپنے بازو سے رفعت سے میں نے پرواز کی اور اُس مقام پر پہنچا جہاں کسی فرشتے کی آواز بھی نہیں پہنچتی تھی۔ میں آپ سے بیگانہ ہو گیا اور تمام دُور اور خوف میرے دل سے دُور ہو گیا۔ میں نے گمان کیا کہ تمام خلائق مردہ ہو گئی۔ پھر خدا نے مجھے کچھ مہلت دی یہاں تک کہ میں اپنے ہوش میں آیا، اور دہشت و خوف سے رہا ہوا۔ اور بتوفیق حق تعالیٰ آنکھیں بند کر لیں اور دل کی آنکھیں کھول کر ملکوت آسمان و زمین کو میں نے دیکھا جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے: مَا ذَا عَ الْبَصَرُ وَمَا طَعْنُ الْفَقْدَانِ اِیٰی مِنْ اَیَّاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (دُبَّ سُوْرۃ النجم آیہ ۱۸) دل کی آنکھوں سے میں نے قوت کے ساتھ اوزار جلال الہی میں سے ایک نور مشاہدہ کیا جس کے دیکھنے کی کسی دل میں تاب نہیں اور نہ کسی عقل میں اُس کے سمجھنے کی طاقت ہے۔ پھر خدا نے مجھ کو ندا کی اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میں نے عرض کی لَیْسَ لَکَ رَبِّیْ وَ سَیِّدِیْ وَ اِلٰہِیْ لَیْسَ لَکَ فَرَمَیَا تَمَ لَہِیْ قَدَرٌ وَ مَنَزَلَتٌ اُوْر اِیٰی بَلَدِیْ وَ عَظَمَتٌ مِیْرَے نَزْدِکَ دِکھِیْ مِیْنِے عَرْضِیْ مِیْنِے اِسے میرے مولا بحق تعالیٰ نے فرمایا تم نے اپنے اوصیا کے مقام و منزلت کو جو میرے نزدیک ہے پہچانا۔ میں نے عرض کی ہاں اے میرے مالک۔ اُس نے فرمایا اے محمدؐ میرے ملائع اعلیٰ کے ساکنین رہا و جنات



کے بارے میں کیا گفتگو کرتے اور وہ درجات و حسنات کیا ہیں تم جانتے ہو۔ میں نے عرض کی اسے میرے آقاؐ کو بہتر جانتا ہے۔ فرمایا کہ وہ سردیوں میں کامل و صوفی اور بہارے اور تمہارے فرزندوں میں سے اماموں کے ساتھ نماز کے درجات میں اپنے پیروں سے سعی کرنا اور نماز کے بعد پھر نماز کا انتظار کرنا اور سلام کا اظہار لوگوں کو کھانا کھلانا اور ان کو نمازیں پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ پھر مجھ پر میرے معبود نے نوازشیں کیں اور میری اُمت کو عطیات بخشے۔ پھر فرمایا کہ میں تم سے دریافت کرتا ہوں حالاکہ خود بہتر جانتا ہوں! بتاؤ کہ زمین پر کس کو اپنا جانشین و خلیفہ بنایا ہے۔ میں نے عرض کی اپنے پیغمبر علیؑ بن ابی طالبؓ کو جس نے تیرے دین کی مدد کی ہے۔ خدا نے فرمایا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم نے سچ کہا۔ میں نے تم کو پیغمبری کے ساتھ برگزیدہ کیا اور رسالت کے ساتھ مبعوث کیا، اور تمہاری اُمت تک تمہارے پیغمبات پہنچانے سے علیؑ کا امتحان لیا اور ان کو زمین پر تمہارے ساتھ اور تمہارے بعد اپنی تخت قرار دیا۔ وہ میرے دوستوں کے نور اور میرے فرمانبرداروں کے دلی ہیں۔ میں نے ان کی زوجیت میں فاطمہؑ کو دیا اور ان کو تمہارا وصی اور تمہارے علم کا وارث اور تمہارے دین کا مددگار بنایا۔ وہ تمہارے دین سے تعلق رکھنے اور مجھ سے اور تم سے وابستہ ہونے کے سبب قتل کئے جائیں گے۔ ان کو اس اُمت کا شقی قتل کرے گا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میرے پروردگار نے مجھے چند امور پر مامور فرمایا جس کے اظہار کی اجازت نہیں دی ہے۔ پھر پردہ عزت سے مجھے پیچھے کی طرف پہنچایا یہاں تک کہ میں جبریلؑ کے پاس آیا۔ اور جب وہ مدۃ المہنتی کے نیچے مجھ لے گئے تو اپنے اور علیؑ کے مکانات دیکھے۔ جبریلؑ مجھ سے گفتگو کر رہے تھے ناگاہ انوار جبار میں سے ایک نور میرے لیے جلوہ گر ہوا۔ اس کی جانب میں نے سوئی کے سوراخ کے ہتھکڑی کی۔ وہ بھی اس نور کے مانند تھا جیسا کہ عرش الہی کے پاس نظر آیا تھا۔ پھر میرے کانوں میں ندائے حق پہنچی یا محمدؐ میں نے عرض کی بیکش رُئی و سبب وئی والہی۔ تو خدا نے فرمایا تمہارے اور تمہاری ذریت کے واسطے میری رحمت میرے غضب سے پیٹے ہے۔ تم میری خلق میں میرے مقرب، موم، ہی میرے حبیب، میرے امین اور میرے رسول ہو۔ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ میری مخلوق تمام اقسام عبادت کے ساتھ میرے پاس آئے اور تمہاری پیغمبری میں شک رکھتی ہو یا میرے برگزیدہ اماموں سے جو تمہاری ذریت سے ہیں دشمنی رکھتی ہو تو یقیناً ان سب کو جہنم میں ڈال دوں گا اور پروانہ کروں گا۔ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علیؑ امیر المومنین ہیں مسلمانوں کے سردار اور بہشت کی جانب شیعوں کے قائد ہیں جو ظلم سے شہید کئے جائیں گے۔ پھر مجھ کو نماز اور تمام باتوں کی ترغیب دی جو وہ چاہتا تھا۔

بسم تعتر ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے مجھ سے ہر آسمان پر فرشتوں نے علیؑ بن ابی طالبؓ کا حال پوچھا اور کہا یا رسول اللہ جب آپ دُنیا میں واپس جائیے گا تو علیؑ اور ان کے شیعوں کو ہمارا سلام کہہ دیجیے گا۔ جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا اور وہاں سے اُگے بڑھائے تمام فرشتے اور جبریلؑ مجھ سے جدا ہو گئے میں تمہارا خدا کی توفیق سے جاؤں تک پہنچا اور سر پر دے عزت میں داخل ہوا۔ میں ایک حجاب سے دوسرے حجاب میں داخل ہوتا رہا۔

حجاب عزت، حجاب قدرت، حجاب بہایا، حجاب کرامت، حجاب کبریا، حجاب عظمت، حجاب نور، حجاب وقار اور حجاب کمال یہاں تک کہ خدا کی تائید و توفیق اور اس کی قدرت سے ستر ہزار حجاب طے کئے۔ پھر میں نے اقبال کے بیروں سے حریم قدس میں پرواز کی اور حجاب جلال تک پہنچا اور اس خلوت خانہ خاص میں بندگی کے قدموں سے کھڑا ہوا اور اپنے پروردگار سے مناجات کی۔ خدا نے جو چاہا مجھ کو وحی فرمائی اور میں نے اپنے اور علیؑ کے واسطے جو کچھ طلب کیا خدا نے سب عطا فرمایا اور علیؑ کے شیعوں اور دوستوں کے حق میں مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا۔ پھر خداوند جلیل نے مجھ کو ندادی کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری خلق میں سب سے زیادہ کس کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی پائے والے اُس کو دوست رکھتا ہوں جس کو تو خود دوست رکھتا ہے۔ تو آواز آئی کہ علیؑ کو دوست رکھو کہ میں اُن کو دوست رکھتا ہوں، جو شخص اُن کو دوست رکھتا ہے اُس کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ یہ شکر میں سجدہ میں گر پڑا اور خدا کی تسبیح اور اُس کا شکر ادا کیا۔ پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ علیؑ میرے ولی ہیں، خلق میں میرے برگزیدہ ہیں۔ تمہارے بعد میں نے ان کو اختیار کیا ہے تاکہ وہ تمہارے بھائی، وصی، وزیر، برگزیدہ اور تمہارے جانشین ہوں اور آسمان پر تمہارے ردگار رہیں۔ اے محمدؐ اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو جبار علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھے گا بے شبہ اُس کو برادرِ دشمن علیؑ سے مقابلہ کرے گا بے شبہ اُس کو شکست دے گا، اور ہلاک کر دے گا۔ اے محمدؐ میں اپنے بندوں کے دلوں پر مطلع ہوا اور علیؑ کو تمہارا خیر خواہ اور سب سے زیادہ تمہارا مطلع پایا۔ لہذا اُن کو اپنا بھائی، وصی اور خلیفہ بنو اور اپنی بیٹی فاطمہؑ زہراؑ (صلوٰۃ اللہ علیہا) کو اُن کے ساتھ تزویج کر دے۔ میں اُن کو دو فرزند عطا کروں گا پاک و طاهر، پرہیزگار اور نیکوکار۔ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ میں نے لازم قرار دے لیا ہے کہ جو شخص میری مخلوق سے علیؑ کو اور ان کی زوجہ کو اور اُن کے فرزندوں میں سے اماموں کو دوست رکھے گا بلاشبہ اس کو اپنے قائمہ عرش کی جانب بلند کروں گا اور اپنی بہشت میں اس کو داخل کروں گا اور اُس کو اپنے خلیفہ قدس کا پانی پلاؤں گا، اور ان کے دشمنوں سے یہ تمام لعنتیں سلب کر دوں گا اور ان کو اپنے ماحبت قدس سے دور کر دوں گا اور اپنے عذاب و لعنت ان کے لیے بڑھاتا رہوں گا۔ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیشک تم میری تمام خلق کی جانب میرے رسول ہو اور علیؑ میرے ولی اور مومنوں کے امیر ہیں۔ اسی اعتقاد پر میں نے تمام فرشتوں اور پیغمبروں اور اپنی تمام مخلوق سے عہد و پیمان لیا ہے جبکہ وہ روئیں تھے قبل اس کے کہ زمین و آسمان اور خلق کو پیدا کروں اس محبت کے سبب سے جو تم سے اور علیؑ سے اور تمہارے دوستوں اور شیعوں سے رکھتا ہوں۔ اور میں نے تمہارے شیعوں کو تمہاری طینت سے پیدا کیا ہے۔ اُس وقت میں نے کہا اے میرے معبود اور میرے مولا ایسا کر کہ میری تمام اُمت اُن کی امامت کے اعتقاد پر متفق ہو جائے۔ ارشاد ہوا اے محمدؐ وہ شخص ہیں دوسرے اُن کے ساتھ متفق ہیں اور اُن کے ذریعہ سے میں اپنے تمام بندوں کا آسمان و زمین میں امتحان لوں گا تاکہ اُن کے ثواب کو کامل کروں جو تمہارے بارے میں میری اطاعت کریں، اور لعنت اور عذاب بھیجوں اُن کے لیے جو تم لوگوں کے حق میں میری نافرمانی اور مخالفت کریں۔ اور تمہارے ذریعہ خبیث کو نیکو کاروں سے جدا کروں گا۔ اے محمدؐ مجھ کو

اپنے عزت و جلال کی قسم ہے اگر میں تم کو نہ پیدا کرتا تو آدم کو نہ پیدا کرتا اور اگر علی کو خلق نہ کرتا تو بہشت بھی پیدا نہ کرتا۔ کیونکہ تمہارے ذریعہ سے اپنے بندوں کو قیامت کے روز ثواب و عقاب کی خبر دوں گا۔ اور علی اور ان کے فرزندوں میں سے اماموں کے ذریعہ اپنے دشمنوں سے دنیا میں انتقام لوں گا۔ لہذا ان سب کی بازگشت قیامت کے روز بہشت ہے۔ پھر میں تم کو اور علی کو بہشت و دوزخ پر حاکم قرار دوں گا۔ تمہارے دشمن بہشت میں نہیں جائیں گے اور تمہارے دوست دوزخ میں داخل نہ ہوں گے اور میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے کہ ایسا ہی کروں گا۔ غرض میں وہاں سے واپس ہوا اور حجاب سے باہر نکلا تو اپنے پیچھے سے آواز سنی کہ اے محمد علی کو دوست رکھو، اے محمد گرامی رکھو علی کو اے محمد مقدم رکھو علی کو، اے محمد اپنا بھائی، وصی اور خلیفہ قرار دو علی کو؛ اے محمد دوست رکھو اس کو جو دوست رکھے علی کو۔ اے محمد میں تم کو علی اور ان کے شیعوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ جب میں فرشتوں کے پاس پہنچا تو مجھ کو آسمانوں پر مبارکباد دی گئی کہ یا رسول اللہ آپ کو اپنے اور علی کے بارے میں یہ کرامتیں گوارا ہوں۔

بسنہ معتبر امام رضا صلی اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں بہشت میں داخل ہوا اُس میں ایک درخت دیکھا جس میں پھل کے بجائے صلے اور زیورات تھے۔ اس کے درمیان حوریں تھیں اور اس کے نیچے ابلق گھوڑے تھے اور اُس درخت کے اوپر خدا کی رضا و خوشنودی سائیں لگی تھیں۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ درخت کس کے لیے ہے؟ کہا یہ آپ کے سپر علم علی بن ابی طالب کے لیے ہے جب خدا حکم دے گا کہ لوگوں کو بہشت میں داخل کریں، شیعیان علی اس درخت کے نیچے لائے جائیں گے، اور یہ صلے اور زیورات پہنیں گے اور ان گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ پھر منادی ندا کرے گا کہ یہ شیعیان علی ہیں جنہوں نے دارِ دنیا میں تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کیا تھا۔ آج ان نعمتوں سے سرفراز کیے گئے ہیں۔

بسنہ معتبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے حضرت فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے میں مراد رید کے ایک قصر میں پہنچا جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اور چمک رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ خدا نے وہ قصر علی اور عباس کے لیے تیار کیا ہے۔

بسنہ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابطل میں تھے ناگاہ جبریل براق لائے جس پر نور کے ہزار عمارتیں بندھے ہوئے تھے۔ براق مجھ کو سوار کرنے سے مانع ہوا تو جبریل نے اس کو طمانچہ مارا کہ اُس کے پسینہ جاری ہو گیا اور کہا سیدھا رہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ غرض میں سوار ہوا اور براق سدرة المنتہی کی جانب اڑا۔ جب ہم پہلے آسمان پر پہنچے براق کے پروں کی آواز اور اُس کے نور کی زیادتی کے سبب آسمان کے دروازے کے فرشتے ڈر کر اطراف و جوانب میں اڑ گئے۔ تو جبریل نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ تب فرشتے سمجھے کہ کوئی خدا کا بندہ ہے اور جبریل کے پاس آئے اور پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا محمد ہیں تو فرشتوں نے ان کو سلام کیا۔ پھر براق نے دوسرے آسمان کی طرف پرواز کی۔ وہاں کے فرشتوں نے بھی خوف سے پرواز کی اور منتشر ہو گئے تو جبریل

نے کہا اشهد ان لا اله الا الله۔ یہ سنکر فرشتوں نے کہا کوئی بندہ خدا ہے۔ اور جبریل کے پاس آئے اور حال پوچھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا تو سلام کیا۔ اسی طرح ہر آسمان پر پہنچے۔ اور جبریل نے اذان کی ایک فصل زبان پر جاری کی۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچے تو اذان پوری کی۔ وہاں آنحضرت نے انبیاء اور فرشتوں کی پیشین نازی کی۔ پھر جبریل وہاں سے آنحضرت کو اُس مقام تک لے گئے جہاں کھڑے ہو کر بولے کہ اب آپ آگے جا بیٹے میں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ وہاں سے خداوند عالم اپنی قدرت بے انتہا سے اُپر لے گیا جہاں تک چاہتا تھا اور علم و معرفت اور فیض کے دروازے اُن کے لیے کھول دیئے تھے۔ قدر اُس نے چاہا۔ پھر خطاب فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنی امت کے لیے کس کو ہدایت کے لیے قرار دیا ہے۔ عرض کی خدا بہتر جانتا ہے۔ خدا نے فرمایا علی امیر المؤمنین ہیں۔

بسنہ معتبر علی بن ابراہیم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب میں بہشت میں داخل ہوا وہاں درخت طوبی کو دیکھا جس کی جڑ علی کے مکان میں تھی اور بہشت کے ہر مکان میں اس کی شاخیں سایہ فگن تھیں۔ اُس درخت کے اوپر تھالے تھے جن میں ریشم و استبرق کے ٹھلے تھے۔ ہر مومن کے لیے لاکھ تھالے تھے اور ہر قبیلے میں مختلف رنگ کے ٹھلے تھے جن میں سے کوئی کسی سے ملتا جلتا تھا۔ یہ سب اہل بہشت کے لباس تھے۔ اُس درخت کا سایہ جو ظل ممدو ہے اس قدر طولانی تھا کہ اگر کوئی سوار سو سال تک دوڑتا رہے تو اس سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اُس درخت کے نیچے اہل بہشت کے واسطے کھائے پھل اور میوے وغیرہ تھے جو ان کے مکانات اور منزلوں میں لٹکے ہوئے تھے اور ہر شاخ میں لاکھوں قسم کے میوے تھے جو دُنیا میں کسی نے کبھی نہیں دیکھے اور جب اُس میں کوئی پھل توڑ لیا جاتا ہے تو اُس کے مثل دوسرا پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَا مَقْطُوعَةٍ عَلَيْهِ وَلَا مَمْنُوعَةٍ دَسْرَةٍ وَاقِعَةٍ آتَتْ اُس درخت کے نیچے ایک نہر ہے جس کی شاخیں چار طرف نکلی ہیں۔ ایک صاف پانی کی، ایک دودھ کی، ایک شراب کی اور ایک شہد کی۔

ابن بابویہ نے بسنہ معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں شب معراج ساتویں آسمان پر پہنچا میرا پسینہ وہاں کی زمین پر گر گیا جس سے سرخ چھول اُگ آیا۔ وہ چھول دریا میں گرا۔ ایک مچھلی نے اس کو پکڑنا چاہا اور ایک عموں نے بھی لینا چاہا۔ عموں ایک کیر ہے جس کا سر چوڑا اور دم پتلی ہوتی ہے جو کچھ پکڑ میں پیدا ہوتا ہے۔ خدا نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے دونوں میں آدھا آدھا چھول تقسیم کر دیا۔ اس سبب سے سبز پتیاں جو چھول کی شاخوں میں ہوتی ہیں آدھی عموں کی دم کے مانند باریک ہوتی ہیں اور کسی طرف پکھڑیاں نہیں رکھتیں اور آدھی میں ایک طرف پکھڑی ہوتی ہے اور ایک طرف نہیں ہوتی۔ غرض وہ چھول آدھا چھلی کے مانند اور آدھا عموں کی طرح ہوتا ہے۔ اہل عجم نے اشعار میں اس مضمون کو بھی باندھا ہے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جس رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوطالب نے آپ کو بستر پر نہ دیکھا تو بہت غمراہے اور پریشان ہوئے۔ اور

## پچیسواں باب ہجرت حبشہ کا بیان

۲۵

شیخ طوسی، علی ابن ابراہیم اور دوسرے محدثین نے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت تبلیغ کو قوت حاصل ہوئی اور کچھ لوگ آنحضرت کے دین میں شامل ہو گئے، کفار قریش نے آپس میں اتفاق کیا کہ جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں ان کو آزار و تکلیفیں پہنچائیں شاید وہ آنحضرت کے دین سے ہٹ آئیں یہ مشدہ کر کے ہر قبیلہ کے لوگ اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کو اذیتیں دینے پر آمادہ ہوئے جو مسلمان ہو گئے تھے، اور چونکہ آنحضرت ابھی خدا کی جانب سے کافروں کے ساتھ جہاد پر مامور نہ ہوئے تھے بعثت کے پانچویں سال خدا کے حکم سے مسلمانوں کے ایک گروہ کو حبشہ کی جانب ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا کہ بادشاہ حبشہ جس کو نجاشی کہتے ہیں اور اس کا نام اصمہ ہے وہ نیک بادشاہ ہے وہ نہ ظلم کرتا اور نہ ظلم پر راضی ہوتا ہے اس کے پاس چلے جاؤ اور اس کی پناہ میں رہو یہاں تک کہ خداوند کریم مسلمانوں کو کشاکش نہ کھنچے۔ ان کی ہجرت میں مصیبتیں تھیں وہ نجاشی اور اہل حبشہ کے اسلام کا سبب ہوئیں اور اس کا اسلام لانا مسلمانوں کی قوت کا باعث ہوا۔ غرض گیارہ مرد اور چار عورتیں پوشیدہ طور سے مکہ سے نکل کر حبشہ روانہ ہوئے۔ ان میں عثمان بھی تھے اور آنحضرت کی ریدیہ دختر بھی تھیں جو ان کی زوجہ تھیں اور زبیر، عبداللہ بن مسعود، عبدالرحمن بن عوف، ابو جحیفہ، ان کی زوجہ سہیلہ، مصعب بن عمیر، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ان کی زوجہ، ام سلمہ دختر ابوامیہ، عثمان بن مصنوع، عامر بن ربیعہ اور ان کی زوجہ لیٹے بنت ابی نعیم، خطاب بن عمر اور سہیل بن بیضا تھے۔ یہ سب لوگ اکیلے اکیلے خفیہ طور پر روانہ ہوئے۔ جب دریا کے کنارے پہنچے تجارت کی ایک گشتی وہاں موجود تھی اس پر سوار ہو کر حبشہ کی طرف چلے۔ کفار قریش کو معلوم ہوا تو ان کے پیچھے دوڑے لیکن ان کو نہ پاسکے۔ وہ لوگ ماہ شعبان اور ماہ رمضان میں نجاشی کے ملک میں رہے اور ماہ شوال میں واپس آگئے اور ہر ایک اہل مکہ میں سے ایک شخص کی امان میں داخل ہوئے سوائے ابن مسعود کے کہ وہ حبشہ کی طرف واپس چلے گئے۔ اس ہجرت کے سبب مسلمانوں پر اہل مکہ کی جانب سے زیادہ سختی ہونے لگی اور ان پر ظلم و ستم زیادہ ہونے لگا؛ پھر دوسری مرتبہ حضرت نے حکم خدا ان کو اجازت دی تو وہ لوگ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ اور علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس مرتبہ حضرت جعفر بن ابی طالب بہتر مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ جو لوگ حبشہ گئے تھے ان کی مجموعی تعداد بیاسی تھی جو بچوں اور عورتوں کے سوا صرف مرد ہی مرد تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ گیارہ عورتیں ان کے ساتھ گئی تھیں۔ اس مرتبہ کفار قریش نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن الولید کو ہدیہ دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تاکہ ان لوگوں کو واپس لائیں عمرو بن عاص اور عمارہ میں دشمنی تھی، قریش نے صلح کرادی تھی۔ عمارہ بہت ترے صورت جو ان تھا، عمرو عاص

بنی ہاشم کو جمع کر کے فرمایا کہ تیار رہو اگر صبح تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم کو نہ ملے تو تلوار اٹھاؤ گا، اور آنحضرت کے دشمنوں میں سے جو ملے گا اس کو قتل کروں گا۔ اسی تردد و تشویش میں تھے کہ آنحضرت آسمان سے نیچے امیر المؤمنین کی ہمشیرہ ام ہانی کے گھر میں اترے۔ ابوطالب نے جو آپ کو دیکھا بہت خوش ہوئے آنحضرت کا ہاتھ پکڑ کر مسجد الحرام کی طرف لائے اور بنی ہاشم سے کہا اپنی تلواریں نکالو اور کفار قریش سے خطاب فرمایا کہ اگر آج رات وہ واپس نہ آتے تو خدا کی قسم تم میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑتا۔ اسی طرح دوسری روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت سے چھ ماہ پہلے ماہ مبارک رمضان کی سترھویں تاریخ شب شبہ روایتوں کے اختلاف کی بنا پر ام ہانی کے مکان میں تھے یا جناب خدیجہ کے گھر میں یا شعب ابوطالب یا مسجد الحرام میں تھے اور دوسری روایت کے مطابق بعثت کے دو سال بعد ربیع الاول کا مہینہ تھا کہ جبریلؑ میکائیلؑ نازل ہوئے، ہر ایک کے ساتھ ہزار فرشتے تھے۔ سب نے حضرت کو سلام کیا اور مژدے سنائے۔ ان کے ساتھ ایک چوپایہ تھا جس کا منہ آدمی کے مانند، پیرواؤں کی طرح۔ اس کے بازو گھوڑے کے بازو کی طرح، اور دم گائے کی دم کے مانند تھی اور دو پران میں تھے۔ اس کی نگام اس کے سر پر یا قوت مخرج کی تھی۔ جب حضرت اس پر سوار ہوئے تو اس نے آسمان کی جانب پرواز کی۔ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اڑ رہا تھا اور فرشتے حضرت کو سلام کر رہے تھے اور خوشخبریاں دے رہے تھے۔ حضرت انبیا کو آسمان پر دیکھ رہے تھے ان سے بھی آنحضرت بشارتیں سن رہے تھے یہاں تک کہ آسمانوں سے گزر کر جہانائے نور تک پہنچے۔ وہاں حضرت نے سنا کہ عجائبات کے فرشتے سورۃ نور کی تلاوت کر رہے ہیں۔ اور جب کرسی تک پہنچے تو وہاں کے فرشتوں کو آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ جب عرش تک پہنچے تو حاملان عرش خم مومن کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہاں ہزار مرتبہ آواز آئی کہ قریب آؤ اور ہر مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک جبری حاجت پوری ہوتی رہی یہاں تک کہ مرتبہ قاب قوسین تک پہنچے۔ وہاں آواز آئی کہ تہاری جو حاجت ہو بیان کرو حضرت نے عرض کی پالنے والے ابراہیم کو تو نے اپنا خلیل بنایا، موسیٰ کو کلیم قرار دیا، سلیمان کو ملک عظیم بخشا۔ مجھے کیا عطا فرماتا ہے؟ خداوند عالم کی جانب سے آواز آئی کہ اگر ابراہیم کو میں نے اپنا خلیل بنایا تو تم کو اپنا حبیب قرار دیا۔ اگر موسیٰ سے کوہ طور پر کلام کیا تو تم سے بساط نور پر گفتگو کی۔ اگر سلیمان کو دنیا کا فانی ملک دیا تو تم کو آخرت کا باقی ملک عطا کیا اور بہشت کو تم سے وابستہ کر دیا، اور تم کو شفاعت عطا فرمایا۔



اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لے گیا تھا۔ جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو دونوں نے شراب پی اور عمارہ نے عمرو سے کہا کہ اپنی زوجہ سے کہے کہ میرا بوسہ لے۔ عمرو نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میری زوجہ تیرا بوسہ لے۔ جب عمرو بھی مست ہو گیا اور وہ کشتی کے کنارہ پر بیٹھا تھا عمارہ نے ایک ہاتھ اُس کو مارا اور دریا میں پھینک دیا۔ عمرو کشتی سے لپٹ گیا اور لوگ اُس کو دریا سے باہر لائے۔ اس سبب سے اُن میں عداوت مضبوط ہو گئی۔ جب وہ نجاشی کی خدمت میں پہنچے اُس کو سجدہ کیا اور ہدیے پیش کئے۔ اور عرض کی کہ ہم میں سے ایک گروہ نے دین میں ہماری مخالفت کی ہے اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے پاس سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اُن کو ہمارے ساتھ واپس بھیج دیجیے۔ یہ سنکر نجاشی نے جناب جعفر کو بلایا۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب نجاشی کے پاس پہلے تو جعفر نے فرمایا کہ تم لوگ خاموش رہنا بادشاہ سے گفتگو نہ کروں گا۔ غرض جب ہم نجاشی کے دربار میں پہنچے وہاں کے امرا نے کہا بادشاہ کو سجدہ کرو۔ جناب جعفر نے فرمایا ہم سوائے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے قریش کی گفتگو سے اُن کو آگاہ کیا تو حضرت جعفر نے فرمایا اے بادشاہ ان سے پوچھئے کیا ہم ان کے غلام ہیں۔ عمرو عاص نے کہا نہیں بلکہ آزاد اور قوم کے بزرگ لوگ ہیں۔ حضرت جعفر نے کہا ان سے پوچھئے کیا ہم ان کے قرضدار ہیں۔ عمرو نے کہا نہیں ہمارا کوئی مطالبہ ان پر نہیں۔ پھر حضرت جعفر نے کہا ان سے پوچھئے کیا ہم نے کسی کا خون کیا ہے جس کے یہ دعوے دار ہیں اُس نے کہا نہیں۔ تو حضرت جعفر نے فرمایا پھر تم ہم سے کیا چاہتے ہو تم نے ہم کو حد سے زیادہ ستایا ہم تمہارے شہر سے نکل آئے۔ اُس نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ ہمارے دین میں ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے جوانوں کو ہمارے دین سے گمراہ کرتے اور ہماری جماعت کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ان کو ہمیں واپس دے دیجئے تاکہ ہمارا معاملہ درست ہو جائے۔ حضرت جعفر نے کہا اے بادشاہ ان سے ہماری مخالفت یہ ہے کہ خداوند عالم نے ہمارے درمیان ایک پیغمبر مبعوث کیا ہے وہ ہم کو حکم دیتے ہیں کہ ہم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور خدا نے یکتا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، جو انہیں لیلیں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں، انصاف اور احسان کریں، عزم بزووں کے ساتھ نیکی کریں، اور وہ بُرائیوں سے، ظلم و جور سے، لوگوں کا ناحق خون بہانے سے، زنا کرنے سے، سود اور مُردار اور خون کھانے سے منع کرتے ہیں۔ اور وہ پیغمبر وہی ہیں جن کے آنے کی بشارت جناب عیسیٰ نے دی تھی۔ اُن کا نام اَحْمَد ہے۔ نجاشی نے کہا حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو بھی انہی اُمور کے ساتھ بھیجا تھا۔ نجاشی کو حضرت جعفر کی گفتگو بہت پسند آئی۔ پھر عمرو عاص نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ جناب عیسیٰ کے بارے میں آپ کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔ نجاشی نے حضرت جعفر سے کہا آپ کے پیغمبر جناب عیسیٰ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت جعفر نے کہا وہ وہی فرماتے ہیں جو خدا اُنکے حق میں فرماتا ہے کہ وہ رُوح اللہ اور اُس کے کلمہ ہیں جنکو اُس نے اُسی خاتون سے پیدا کیا ہے جنکو کسی مرد نے چھو اُنک نہیں تھا۔ یہ سنکر نجاشی نے اپنے علماء کی طرف رُخ کر کے کہا کہ اس سے زیادہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا۔ پھر حضرت جعفر سے کہا کہ آپ کو کچھ اُن اُمور سے یاد ہے جو خدا کی جانب سے آپ کے پیغمبر لائے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ اور سورۃ مریم پڑھنا شروع کی۔ اور جب اس آیت تک پہنچے وَ هُزِّيْ اِلَيْكَ

يَحْيٰى النَّفْلَةَ تَسَاقَطَ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنَّتْ ذِكْرًا وَ اشْرَبْنِيْ وَ قَرَّبْنِيْ عَيْنًا (سورۃ مریم آیہ ۲۳-۲۵) جس کو سنکر نجاشی اور تمام علماء نے عمارہ کے دربار میں حاضر تھے سجدہ میں گر پڑے اور بہت رونے۔ نجاشی نے کہا مہرجا آپ لوگوں کو اور اُس ذات بابرکات کو جس کے پاس سے آپ لوگ آئے ہیں۔ بنی گویا دینا ہوں کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ اور وہ وہی ہیں جنکی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی تھی۔ اگر میری بادشاہی کے اُمور و فرائض مانع نہ ہوتے تو بیشک میں چلتا اور ان کی نقلیں اُٹھاتا۔ آپ لوگ اپنے مقام پر جاتے کہ آپ امین دے خوف ہیں اور کسی کو آپ پر دسترس نہیں ہو سکتا۔ اور حکم دیا کہ ان کے لئے کھانا اور لباس حاضر کریں۔ پھر عمرو عاص نے کہا اے بادشاہ یہ ہمارے دین کی مخالفت ہے لہذا ان کو ہمیں واپس دے دیجئے۔ نجاشی نے اُس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا خاموش ہو۔ خدا کی قسم اگر اب تُو نے ان کو بُرا کہا تو تجھ کو قتل کر دوں گا۔ اور حکم دیا کہ اس کے ہدیے اس کو واپس کر دیں۔ غرض وہ ملعون نجاشی کے دربار سے واپس آیا۔ اُس کے چہرے سے خون ٹپک رہا تھا۔ کہتا جاتا تھا کہ اے بادشاہ اگر آپ ایسا کہتے ہیں تو ہم پھر ان کو بُرا نہ کہیں گے۔ نجاشی کے عقب میں ایک لوندی کھڑی ہوئی پنکھا بھل رہی تھی وہ عمارہ کو دکھ کر عاشق ہو گئی۔ عمرو عاص سمجھ گیا۔ چونکہ عمارہ کی طرف سے اُس کے دل میں کینہ تھا اس لئے اُس نے کہا کہ نجاشی کی کینہ تیری دلدادہ معلوم ہوتی ہے کسی کو اُس کے پاس بھیج کر اُس کو اپنی طرف راغب کر۔ عمارہ اپنی حماقت سے اُس کے فریب میں آ گیا اور کسی کو اُس کے پاس بھیجا، کینہ نے بھی منظور کر لیا۔ تب عمرو عاص نے کہا کہ کینہ کے ذریعہ بادشاہ کی خوشبوؤں میں سے کچھ طلب کر۔ کینہ نے اُس کی خاطر کچھ خوشبو بھیج دیاعمر و اپنی دیرینہ عداوت کے سبب وہ خوشبو اُس احمق سے لے کر بادشاہ کے پاس لے گیا اور کہا بادشاہ کی حرم کی رعایت اور اس کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ جب ہم اُس کے ملک میں آئے ہیں تو اُس کی امان میں داخل ہو گئے ہیں لہذا اُس کے ساتھ فریب و مکاری اور خیانت نہ کریں۔ اس میرے ساتھی نے بادشاہ کی کینہ کے ساتھ سلسلہ عشق و محبت شروع کیا اور اس کو فریب دے کر اُس سے بادشاہ کی خاص خوشبو حاصل کر لی لہذا مجھ پر لازم تھا کہ بادشاہ کے گوش گزار کر دوں۔ یہ کہا اور وہ خوشبو نکال کر بادشاہ کے سامنے رکھ دی۔ نجاشی نے وہ خوشبو دیکھی اور یہ قصہ سنا تو بہت غضبناک ہوا۔ پہلے تو یہ ارادہ کیا کہ عمارہ کو قتل کر دے۔ پھر سوچا کہ وہ میری امان میں میرے شہر میں آیا ہے اس کا قتل مناسب نہیں ہے۔ اس لئے اپنے جادو گروں سے کہا کہ اُس کو کسی بلا میں مبتلا کر دو جو قتل سے بدتر ہو۔ ساحروں نے اُس کو پکڑ کے پارہ اُس کے عضو تناسل میں پڑھا دیا جس سے وہ دیوانہ ہو گیا اور صحرا میں بھاگ گیا اور وحشیوں کے ساتھ رہنے لگا۔ قریش کو معلوم ہوا تو اُس کی تلاش میں لوگوں کو بھیجا جو ایک چشمہ پر اُسکی تاک میں بیٹھے۔ جب وہ وحشیوں کے ساتھ اُس چشمہ پر آیا لوگوں نے اُس کو پکڑ لیا جس سے وہ بہت بے قرار ہوا اور تڑپنے لگا یہاں تک کہ مر گیا۔ عمرو عاص بھی مہاجرین کی واپسی سے ناامید ہو کر قریش کے پاس واپس آیا اور پوری سرگزشت بیان کی۔ حضرت جعفر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نہایت عزت و کرامت کے ساتھ نجاشی کے پاس رہتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور قریش سے صلح ہو گئی تو جناب جعفر اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ کی

جانب روانہ ہوئے اور فتح خیبر کے وقت حضرت کی خدمت میں پہنچے۔ حبشہ ہی میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اسماء بنت عیس کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ میں جبکہ حضرت جعفرؓ حبشہ میں تھے نجاشی کے یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اُس نے محمد رکھا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُم حبیبہؓ دختر ابی سفیان عبداللہ بن جحش کی زوجہ تھیں۔ عبداللہ کا انتقال حبشہ ہی میں ہو گیا تو آنحضرتؐ نے نجاشی کے پاس پیغام بھیجا کہ ان کو آنحضرتؐ کے ساتھ تزویج کر دیں۔ نجاشی نے تزویج کیا اور چار سو اشرفی مہر مقرر کر کے آنحضرتؐ کی طرف سے ان کو دے دیا۔ اور عہدہ لباس اور بہترین خوشبو اُن کے لئے بھیجی۔ پھر ان کے سفر کا سامان درست کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیج دیا۔ ان کے ساتھ ماریہ قبطیہ مادر جناب ابراہیمؓ کو بھی بہت سے لباس اور بہت سی خوشبو اور گھوڑے دے کر آنحضرتؐ کے لئے روانہ کیا اور تین علمائے نصاریٰ کو بھی حضرت کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ وہاں رہ کر حضرت کے عادات و خصائل، گفتگو، اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، نماز وغیرہ تمام حالات مشاہدہ کریں۔ جب وہ لوگ مدینہ پہنچے آنحضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی: **وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ لَكُلُّهُ النَّاسُ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا** (دیکھ آیت سورۃ المائدہ) آخر آیت تک۔ جب اُن علماء نے یہ آیت سنی تو بہت روئے اور ایمان لائے۔ پھر نجاشی کے پاس واپس آئے اور آنحضرتؐ کے پسندیدہ اطوار و حالات بیان کیے اور قرآن کی آیتیں اُن کو سنائیں جنکو شکرِ نجاشی اور علماء نصاریٰ جو دربار میں حاضر تھے سب رونے لگے۔ اور نجاشی مسلمان ہو گیا اور اپنا اسلام اہل حبشہ پر ظاہر کیا۔ پھر اُس کو خوف ہوا کہ وہ لوگ مار ڈالیں گے تو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کے ارادہ سے حبشہ سے روانہ ہوا۔ ایک دریا کے کنارہ پہنچا تھا کہ اُس کا انتقال ہو گیا۔ خداوند عالم نے یہ آیتیں اُس کے تذکرہ میں نازل فرمائی ہیں **لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا** اے رسولؐ تم یہود و مشرکین کو مومنین کے ساتھ دشمنی میں یقیناً سب سے زیادہ سخت پاؤ گے۔ **وَلَتَجِدَنَّ أَشَدَّ بَغْئًا لِّهَؤُلَاءِ الَّذِينَ آمَنُوا** **الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا مَعَهُ** اور بیشک تم ان لوگوں کو مومنین کے ساتھ دوستی و محبت میں زیادہ قریب پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم انصار ہیں۔ **ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَتَلُوا نَبِيَّيْنَهُمْ وَأَنَّهُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ** آیت پٹ سورۃ المائدہ (یعنی ان کی محبت کا سبب یہ ہے کہ وہ صاحبان عقل و عبادت گزار اور عبادت گزاروں بن بیٹھنے والے ہیں اور حق کو قبول کرنے سے غرور سرکشی نہیں کرتے۔ **وَإِذَا أَسْمِعُوا مَا أَنزَلْنَا إِلَىٰ لِرَسُولٍ نَّوْىٰ أَعْيُنُهُمْ تَغِيضُ مِنَ الدِّينِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ** (اور اسے مخاطب) جب یہ دیکھ اس کو سننے ہیں جو رسولؐ پر نازل کیا گیا ہے تو بے ساختہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتا ہے اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔ **يَقُولُونَ رَبَّنَا آتِنَا مَا كُنَّا نَعْبُدُكَ مَعَ الشَّاهِدِينَ** (دیکھ آیت سورۃ المائدہ) اور کہتے ہیں کہ ہمارے پالنے والے ہم اس پر ایمان لائے جو رسولؐ پر نازل کیا گیا ہے، تو ہم کو بھی رسولؐ کی تصدیق کرنے والوں میں رکھ لے۔ آخر آیتوں تک جو ان کی مدح و ثواب میں نازل ہوئی ہیں

شیخ طبرسی وغیرہم نے بسندائے معتبرہام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز نجاشی نے حضرت جعفر طیارؓ کو مع ان کے ہمراہیوں کے بلایا وہ لوگ پہنچے تو دیکھا بادشاہ تخت سے نیچے خاک پر بیٹھا ہوا ہے اور پُرنے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ جناب جعفرؓ کہتے ہیں ہم نے یہ حال دیکھا تو ہم خوفزدہ ہوئے اس نے ہمارے چہروں پر تغیر دیکھا تو کہا میں اُس خدا کی حمد اور اُس کا شکر کرتا ہوں جس نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی اور میری آنکھیں اُن کی نصرت سے روشن کیں۔ کیا آپ لوگ خوشخبری سننا چاہتے ہیں میں نے کہا ضرور بیان کیجئے۔ اُس نے کہا ابھی میرے ایک جاسوس نے آکر بیان کیا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کی مدد کی اور اُن کے بہت سے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ فلاں فلاں مارے گئے اور فلاں فلاں قید ہوئے۔ ان کی جنگ ایک وادی میں ہوئی جس کو بدرؓ کہتے ہیں۔ گویا میں اُس وادی کو دیکھ رہا ہوں جس میں اپنے آقاؐ کی وسفیل چرایا کرتا تھا جو بنی صفرہ میں تھا۔ جعفرؓ نے کہا اے نیک بادشاہ آپ زمین پر کیوں بیٹھے ہیں اور پرانے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں؟ اُس نے کہا اے جعفرؓ ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ جب خداوند جود بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو بندہ پر لازم ہے کہ اُسی وقت اُس کا شکر ادا کرے اور اُسی انجیل میں یہ بھی ہے کہ خدا کے نزدیک کوئی شکر تواضع اور فروتنی سے بہتر نہیں ہے۔ لہذا پیغمبرؐ خدا کی نعمت فتح کے شکر میں میں نے یہ تواضع و فروتنی اختیار کی ہے۔ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واقعہ سنا، اپنے اصحاب سے فرمایا کہ صدقہ صاحب مال کے مال کو زیادہ کرتا ہے۔ لہذا تم لوگ بھی صدقہ دیا کرو تاکہ حضرت احدیتؐ تم پر رحمت زیادہ کرے۔ اور فروتنی مرتبہ اور وقعت کی بلندی اور زیادتی کا سبب ہوتی ہے لہذا تم بھی فروتنی اختیار کرو تاکہ خداوند کریم تمہارے درجے بلند کرے۔ اور معاف کرنا عزت کی زیادتی کا سبب ہے لہذا لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرو تاکہ خدا تم کو عزیز رکھے۔

شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کو حضرت جعفرؓ اور ان کے اصحاب کے بارے میں ایک خط لکھا اور عمرو بن امیہ صخری کے ہاتھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے خدا کے رسول محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے نجاشی بادشاہ حبشہ کے نام ہے۔ خدا کی تم پر سلامتی ہو۔ میں خدا کے قدوس مومن مہمن کی حمد کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰؑ پسر مریمؑ اور روح خدا ہیں اور وہ کلمہ خدا ہیں۔ خدا نے اپنی برگزیدہ اور خلق کی ہوتی روح کو مریمؑ کی جانب عطا فرمایا جو ایسی لڑکی تھیں جو مردوں سے کٹا رہ گئیں تھیں، پاک و طاہر تھیں، خدا نے ان کی مردوں کی قربت اور قربانی سے حفاظت کی تھی تو وہ جناب عیسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں جو روح چھوکنے سے پیدا ہوئے۔ خدا نے اپنی برگزیدہ روح اُن میں چھونک دی تھی جس طرح حضرت آدمؑ کو اپنی قدرت سے مٹی سے پیدا کیا اور برگزیدہ روح اُن میں ڈالی تھی اے بادشاہ میں تم کو خداوند یگانہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ لوگوں سے خدا کی فرمانبرداری کے ساتھ دوستی کرو اور میری متابعت کرو اور مجھ پر ادران امور پر جو مجھ پر نازل ہوئے ہیں ایمان لاؤ۔ بیشک میں پیغمبرؐ اور خدا کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں۔ میں نے اپنے چچا زاد بھائی جعفرؓ بن ابی طالب کو چند مسلمانوں کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے جب

وہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں ان کی مہمانداری کرنا سختی و جبر ترک کر دو۔ میں تم کو اور تمہارے لشکر کو خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے خدا کی رسالت کی تبلیغ کر دی اور غیر خواہی کی جو شرط تھی بجالایا۔ لہذا میری نصیحت قبول کر دو خدا کی سلامتی اس پر ہو جو راہ ہدایت قبول کرے، نجاشی نے اس خط کا یہ جواب لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول کی جانب سے نجاشی پسر صرح کی جانب سے۔ اے پیغمبر خدا آپ پر اس خدا کی جانب سے سلام اور رحمتیں اور برکتیں ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں اور جس نے مجھ کو اسلام کی جانب ہدایت فرمائی۔ یا رسول اللہ آپ کا خط مجھ کو بلا جو کچھ آپ نے جناب عیسیٰ کے بارے میں ذکر فرمایا ہے میں خدائے آسمان و زمین کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ اس سے زیادہ نہیں جس قدر آپ نے لکھا ہے، اور میں نے آپ کے نامہ کریم کے تمام مضامین کو سمجھا۔ اور آپ کے پسر عم اور ان کے ساتھیوں کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنے پاس بٹھرایا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول، راستگو اور تصدیق شدہ ہیں۔ میں آپ پر ایمان لایا، اور آپ کے پسر عم کے ہاتھ پر آپ کی بیعت کر لی اور مسلمان ہو گیا ہوں۔ یا رسول اللہ میں اپنے لڑکے کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں اور صرف اپنی ذات پر مجھے اختیار ہے۔ اگر آپ کا حکم ہو تو میں خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا تمام فرمان حق ہے۔ عرض نجاشی نے حضرت کی خدمت میں ہدیئے بھیجے اور ماریہ قبطیہ جناب ابراہیم کی والدہ ماجدہ کو آپ کے لئے روانہ کیا۔ اور ایک گروہ کو ان کے ساتھ کیا جو آپ کے پاس آکر مسلمان ہوئے اور واپس گئے۔

روایت ہے کہ جناب ابوطالب نے نجاشی کو ایک خط لکھا جس میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی ترغیب و تحریص کی تھی اور چند اشعار لکھے تھے جن کا مضمون یہ ہے: اے بادشاہ حبشہ تجھ کو ملے ہو نا چاہیئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب موسیٰ و عیسیٰ بن مریم کے مانند پیغمبر ہیں اور خدا کی جانب سے ہدایت لائے ہیں جس طرح وہ انبیاء لائے تھے۔ اور تم حضرت کے اوصاف صداقت و راستی اپنی کتابوں میں پڑھتے ہو۔ لہذا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور اسلام قبول کرو جو راہ حق ہے اور روشن و ظاہر ہے تاریک و پوشیدہ نہیں ہے۔

بند معتبر ابن بابویہ نے حضرت امام حسن عسکری سے روایت کی ہے کہ جب جناب جبریل نے آنحضرت کو نجاشی بادشاہ کی وفات کی خبر پہنچائی تو آنحضرت نے رنج و اندوہ کے سبب گریہ فرمایا اور کہا تمہارا بھائی اصغر آج رحمت الہی سے واصل ہوئے۔ پھر آنحضرت بقیع کے قبرستان سے باہر آئے اور غزلے تمام بلند زمینوں کو پست کیا یہاں تک کہ آنحضرت نے حبشہ میں ان کے جنازہ کو دکھا اور ان پر نماز پڑھی اور سات نکیریں کہیں۔ یہی روایت شیخ طبرسی نے بھی جابر انصاری اور ابن عباس وغیرہ سے کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ جب آنحضرت نے نجاشی کی میت پر نماز پڑھی تو منافقوں نے کہا حبش کے ایک عیسائی پر نماز پڑھتے ہیں، جس کو کبھی دیکھا بھی نہیں۔ اس وقت خدا نے ان کی تکذیب میں یہ آیت نازل فرمائی وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ عَنِ شَيْعَيْنِ يُلْتَمِزُ رَأْيَ بَعْضِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَكَانُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

کتاب) تم پر نازل ہوئی ہے اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی ہے (سب پر) ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے سامنے سر جھکانے ہوئے ہیں اور خدا کی آیتوں کو دنیاوی تھوڑی قیمت پر نہیں فروخت کرتے ایسے ہی لوگوں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس بہتر اجر ہے۔ بیشک خدا بہت جلد قیامت کے روز خلائق کا حساب کرنے والا ہے۔ کلینی، ابن بابویہ اور شیخ طبرسی وغیرہم نے بطریق معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب جعفر فخر خیبر کے روز حبشہ سے روانہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس پہنچے حضرت بہت مسرور ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کس امر پر زیادہ خوشی کا اظہار کروں۔ خیبر کی فتح پر یا جعفر کی واپسی پر۔ جب حضرت جعفر آئے تو حضور نے ان کو گلے سے لگایا اور ان کی بڑی عزت کی اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو کچھ عطا کروں کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں کچھ بخشوں کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر کچھ نوازش کروں؟ عرض کی ضرور یا رسول اللہ۔ یہ سنکر لوگوں نے سمجھا کہ شاید خیبر کی غنیمت سے سونا اور چاندی زیادہ سے زیادہ حضرت عطا فرمائیں گے اور گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے کہ ان کو کیا عطا فرماتے ہیں حضرت نے جعفر سے فرمایا کہ میں ایسی چیز تم کو دیتا ہوں اور ایسا عمل تم کو تعلیم کرتا ہوں کہ اگر ہر روز کرتے رہو گے تو تمہاری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہوگا۔ یا مہینے میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ بھی بجالاؤ گے تو جس قدر گناہ اس درمیان میں ہو گئے ہوں گے سب بخش دیئے جائیں گے۔ پھر نماز تعلیم فرمائی جو نماز جعفر طیار کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرت جعفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ جو حبشہ میں تھے مع بائیسٹھ افراد اہل حبشہ اور اتنی اشخاص اہل شام کے جن میں عیسا راہب بھی تھا، روز فتح خیبر حضرت کی خدمت میں آئے حضرت نے ان کے سامنے سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی۔ وہ بہت رونے اور بولے کس قدر یہ کلام ملتا ہوا ہے اس سے جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوا تھا۔ اور سب کے سب ایمان لائے اور واپس گئے۔

نماز جعفر طیار کی تعلیم

حبشہ سے جناب عیسا کی واپسی اور فتح خیبر



## چھبیسواں باب

آنحضرت کا شعبہ اہل طالب میں محصور ہونا واپس آنا انصار  
کا بیعت کرنا آنحضرت ابو طالب اور جناب خدیجہ کی وفات اور ہجرت  
مدینہ سے پہلے تک آنحضرت کے تمام حالات

شیخ ظہری اور قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نبوت کے آٹھویں سال جب کفار قریش و مشرکین مکہ نے دیکھا کہ حضرت حمزہؓ بھی مسلمان ہو گئے اور یہ کہ بخاشی نے مہاجرین کی حمایت کی اور وہ خود بھی ایمان لے آیا اور حضرت ابو طالبؓ اور اکثر بنی ہاشم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں پوری کوشش مشاہدہ کی اور عرب کے اکثر قبیلوں میں اسلام پھیلنے لگا اور آنحضرت کی حقیقت اکثر و بیشتر لوگوں پر واضح ہوئی تو وہ لوگ بہت مضطرب ہوئے اور مشرک دھند کی آگ ان کے سینوں میں بھڑک اٹھی۔ دارالندوہ میں جو ان کے مشورہ کی جگہ تھی جمع ہوئے اور آنحضرت کی عداوت و ایذا رسانی پر سب نے اتفاق کیا اور تم کھائی اور ایک عہد نامہ لکھا کہ بنی ہاشم کے ساتھ نہ کھائیں گے نہ کلام کریں گے نہ خرید و فروخت کریں گے نہ ان کو اپنی بیٹی دیں گے نہ ان کی بیٹی لیں گے تاکہ وہ لوگ مجبور و پریشان ہو کر آنحضرت کو ان کے حوالے کر دیں اور وہ حضرت کو قتل کر دیں۔ اور اتفاق رائے سے یہ بھی طے کیا کہ جس وقت آنحضرت پر قابو حاصل ہو ان کو قتل کر دیں جب ان کے اس عہد و پیمان کی اطلاع حضرت ابو طالبؓ کو ہوئی تو آپ نے بنی ہاشم کو جمع کیا جو چالیسین اشخاص تھے۔ اور فرمایا کہ اگر دشمن کی جانب سے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھا تو کعبہ و حرم کی قسم تم سب کو قتل کر دوں گا۔ اور آنحضرت اور تمام بنی ہاشم کو لے کر اُس درہ میں جس کو شعبہ اہل طالب کہتے ہیں جا بھڑے۔ اور درہ کے دونوں اطراف کو بند کر دیا اور شب و روز آنحضرت کی حفاظت کرنے لگے۔ رات کے وقت اپنی تلوار کھینچے ہوئے جبکہ آنحضرت آرام میں ہوتے پروانہ کے مانند اُس شمع نبوت کے گرد گھومتے۔ رات کے ستر و حصد میں حضرت کو ایک جگہ سلاتے۔ ایک گھڑی کے بعد اپنے عزیز ترین فرزند علیؓ بن ابی طالب کو ان کی جگہ لٹا دیتے اور حضرت کو دوسری جگہ سلاتے تاکہ اگر ابتدائے شب میں کسی نے حضرت کو کھیا ہو اور ایذا پہنچانا چاہتا ہو تو حضرت کو کوئی ضرر نہ پہنچے بلکہ ان کی اولاد قربان ہو جائے۔ اور امیر المؤمنینؓ بھی ہر رات نہایت خوشی سے اپنی جان آنحضرت پر فدا کرتے تھے! اسی طرح جناب ابو طالبؓ آنحضرت کی پاسبانی کیا کرتے تھے اور دن کے وقت اپنے لڑکوں کو اور اپنے بھائیوں کے فرزندوں کو آنحضرت کی حفاظت پر تعینات رکھتے یہاں تک کہ یہ لوگ بہت تنگ و پریشان ہوتے۔ اور جو شخص اہل عرب میں سے مکہ میں آتا اس کی مجال نہ تھی کہ بنی ہاشم کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کر سکتا۔ اور جو شخص کچھ فروخت کر دیتا تو مشرکین مکہ اس کا تمام مال سامان

لوٹ لیتے۔ ابو جہل، عاص بن وائل، نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط قافلوں کے راستہ پر بیٹھے رہتے تھے اور تاجروں کو منع کرتے کہ کوئی چیز بنی ہاشم کے ہاتھ فروخت نہ کریں اور ان کو دھمکاتے تھے کہ اگر وہ کچھ ان کے ہاتھ بیچیں گے تو ان کا مال لوٹ لیا جائے گا۔ حضرت خدیجہؓ بہت مالدار تھیں وہ شعبہ میں آنحضرت کیلئے صرف کیا کرتی تھیں۔ اور مشرکین نے جو عہد نامہ لکھا تھا اُس پر سب نے اتفاق کیا تھا سوائے مطعم بن عدی کے اُس نے کہا یہ ظلم ہے اور میں اس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اس عہد نامہ پر چالیس رؤسائے قریش نے دستخط کیے اور اس کو لپیٹ کر کعبہ میں لٹکا دیا۔ ابو لہب نے بھی ان کی متابعت کی۔ آنحضرت ہرج و مرج کے زمانہ میں شعب سے باہر آتے اور ان قبائل عرب کے درمیان گھومتے جو ج کے لیے آتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں حق تعالیٰ کی جانب سے مبعوث ہوا ہوں اور تم سب کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہوں۔ میرے دین کو قبول کرو اور دشمنوں کے شر سے میری حفاظت کرو میں تمہارے لیے بہشت کی ضمانت کرتا ہوں۔ اور ابو لہب آنحضرت کے پیچھے پیچھے گھومتا اور کہتا اس کی بات مت ماننا۔ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے بڑا کذاب اور جادو کر ہے۔ غرض اسی صورت سے چار سال گزرے اور وہ لوگ درہ میں محصور رہے اور سوائے موسم حج کے باہر نہیں نکل سکتے تھے سال میں دو مرتبہ اجتماع ہوتا تھا ایک مرتبہ ماہ رجب میں عمرو کے موقع پر دوسرے ماہ ذی الحجہ میں حج کے موقع پر۔ بنی ہاشم ان دونوں موسموں میں درہ سے باہر آتے اور خرید و فروخت کر کے پھر درہ میں چلے جاتے تھے۔ درمیان میں خواہ کتنی ہی ضرورت ہوتی، بھوکے ہوتے، سامان ختم ہو جاتا مگر قریش کے خوف سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ ایک مرتبہ قریش نے جناب ابو طالبؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمارے پسر دیکھ دیں ہم اس کو قتل کر دیں۔ پھر آپ کو اپنا بادشاہ بنالیں گے۔ جناب ابو طالبؓ نے قصیدہ لایم ان کے جواب میں کہا جس میں آنحضرت کی بہت مدح و ثناء کی ہے اور آنحضرت کی نبوت پر اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں آپ کی مدد و نصرت سے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا جب قریش نے یہ قصیدہ سنا ابو طالبؓ کی طرف سے نا اُمید ہو گئے۔ ابو العاص بن زبیع جو حضرت کا داماد تھا گندم اور خرمیاؤں پر بار کر کے لاتا اور درہ کے باہر سے اونٹوں کو ہنکاتا وہ درہ کے اندر داخل ہو جاتے تھے۔ سامان ان پر سے اتار لیا جاتا اور پھر وہ اونٹ باہر آ جاتے تھے۔ اسی لیے آنحضرت نے ابو العاص کے بارے میں فرمایا کہ اُس نے حق دامادی کی رعایت کی۔ مختصر یہ کہ بنی ہاشم پر شدت و تکلیف کی انتہا ہو گئی اور حالت یہاں تک پہنچی کہ ان کے بچوں کے رونے اور چلانے کے سبب اکثر راتیں اہل مکہ پر جا گئے گزرتیں اور وہ سو نہ سکتے تھے۔ ان میں سے اکثر اپنے اس عہد پر پشیمان ہوتے اور چونکہ عہد نامہ کھ چکے تھے اُس کے خلاف نہیں کر سکتے تھے۔ جب وہ صبح کو کعبہ کے پاس جمع ہوتے اور ایک دوسرے کے حالات پوچھتے تو بعض ان میں سے کہتے کہ رات بھوک کے سبب بنی ہاشم کے بچوں کے رونے سے ہم کو نیند نہیں آتی۔ یہ امر بعض دشمنوں کے طعن و طنز کا باعث ہوتا اور بعض متاثر اور نادام ہوتے۔

تفسیر امام حسن عسکری میں مذکور ہے کہ جب کفار قریش نے آنحضرت پر شدت کی اور انہیں شعب اہل طالب

شعبہ میں جناب ابو طالبؓ کا آنحضرت کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کرنا۔

آئے ہیں اور اپنے بھتیجے کو اب ہمارے سپرد کر دیں گے۔ ابوطالب نے فرمایا خدا کی قسم اس واسطے نہیں آیا ہوں لیکن میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اُس نے جھوٹ نہیں کہا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ خداوند کریم نے تمہارے ملعونہ صحیفہ پر جس میں تم نے ہر طرح کے ظلم و ستم پر عہد کیا ہے دیکھ مسطر کر دیا جس نے نام خدا کے سوا جو کچھ اُس میں تھا صاف کر دیا اور کچھ نہیں چھوڑا ہے۔ لہذا اُس صحیفہ کو منگاؤ اور دیکھو اگر اُس کا بیان سچ ہو تو خدا سے ڈرو اور ظلم و جور اور قطع رحم سے باز آ جاؤ اور اگر اُس کی یہ خبر غلط ثابت ہو تو میں اُس کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ تم چاہے اُس کو مار ڈالنا چاہے زندہ چھوڑ دینا۔ انہوں نے کہا آپ نے ہمارے ساتھ انصاف کیا اور کبھی کو بھیج کر وہ عہد نامہ منگا یا۔ اپنی مہربانی بدستور موجود دیا جس میں جب اُس کو کھولا اُسی طرح پایا جیسے حضرت نے فرمایا تھا۔ قریش نے اپنے سردوں کو جھکا لیا جناب ابوطالب نے فرمایا اے قوم خدا سے ڈرو اور اس ظلم سے ہاتھ اٹھاؤ اور شعب میں واپس آ گئے۔ قریش کے کچھ لوگ جو پہلے سے نام تھے جیسے مطعم بن عدی ابوالخثری بن ہشام اور زبیر بن امیہ اُٹھے اور بولے کہ ہم اس نام کے عہد و پیمان سے بیزار ہیں۔ قریش کے اکثر لوگ ان کے موافق ہو گئے اور عہد نامہ کو بھاڑ ڈالا اور جہل نے ہر چند چاہا کہ وہ باقی رہے مگر بچانہ سکا۔ پھر بنی ہاشم شعب سے واپس آ کر اپنے اپنے مکانات میں قیام پذیر ہوئے۔ دو ماہ کے بعد ابوطالب بیمار ہوئے اور آپ کے انتقال کا وقت قریب آ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ چا جان آپ نے بچپن میں میری تربیت فرمائی اور عالم نبی میں میری کفالت کی میری جوانی میں مدد کی۔ خدا آپ کو میری جانب سے بہترین جزا دے۔ میں اس وقت آپ سے ایک آرزو رکھتا ہوں اگر آپ قبول فرمائیں تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہو اور آپ کی غرض یہ تھی کہ لوگ جان لیں کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور صرف آنحضرت کی محبت میں مسلمان نہیں ہوئے ہیں۔ یہ سن کر جناب ابوطالب نے کلمہ پڑھا اور اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور پیغمبروں کی امانتیں اور ابراہیمؑ کی وصیتیں ان کے سپرد کیں اور ہجرت الہی حاصل ہوئے۔ آنحضرت ان کے جنازہ کے ساتھ روتے ہوئے ساتھ تھے۔ فرماتے تھے اے چچا آپ نے صلہ رحم کیا خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت ابوطالب کی وفات نبوت کے دسویں سال واقع ہوئی۔ آپ کی وفات کے ایک مہینہ پانچ روز یا تین روز بعد جناب خدیجہؓ نے عالم قدس کی جانب رحلت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ سخت مصیبت تھیں اور آپ کو سخت صدمہ پہنچا۔ کیونکہ وہ دونوں ذواتِ مقدسہ اسلام کی اشاعت میں آپ کے وزیر، معین اور مددگار تھے اور شدتوں اور تکلیفوں میں حضرت کے مونس و معیار تھے۔

شیخ طبری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوطالب کی وفات بعثت کے دسویں سال ہوئی اور تین روز کے بعد جناب خدیجہؓ نے وفات پائی۔ حضرت نے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا یعنی غم و اندوہ کا سال۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جناب خدیجہؓ کی وفات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سہ معلوم ہوا کہ جناب ابوطالب حجۃ خدا اور اوصیائے انبیاء میں سے تھے ۱۳ (مترجم)

میں پناہ لی تو قریش نے کچھ لوگوں کو شعب کے دروازہ پر پاسبانی کے لیے مقرر کیا تاکہ وہ لوگوں کو کچھ کھانے پینے کا سامان ان لوگوں تک پہنچانے سے روکیں۔ حضرت کے اصحاب بہت تنگ اور پریشان ہو کر حضرت سے آرزو کی کہ کسی کی شکایت کرتے، حضرت دُعا فرماتے تو خداوند کریم بنی اسرائیل کے من و سلویٰ سے بہتر نعمت ان کے لیے بھیجتا اور ان لوگوں میں سے جو شخص جس چیز کی آرزو اور خواہش کرتا میوے، مٹوے، عمدہ کھانے اور لباس وغیرہ ان کے لیے آجاتا۔ ان لوگوں نے درہ کی تنگی کی شکایت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے پہاڑوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ دُور دُور ہو جاؤ۔ وہ دُور دُور ہو گئے یہاں تک کہ اُس درہ میں صحرا کے مانند میدان ایسا ہو گیا کہ لنگاہیں اُس کے کناروں تک نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ پھر حضرت نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ خدا نے جو کچھ درخت، میوے، پھل، پھول اور سبزی وغیرہ تمہارے اندر پوشیدہ کر رکھا ہے محض اُور ان کے اصحاب کے لیے باہر نکالو۔ تو وہ صحرا آنحضرت کے اعجاز سے گلزار بن گیا جس میں بہت سی نہریں، پھل دار درخت جن میں طرح طرح کے میوے لٹکے ہوئے تھے تروشا داب سب سے مختلف قسم کے دلکش و خوبصورت گل و ریاحین پیدا ہو گئے کہ بادشاہانِ رومے زمین میں سے کسی کو تیسرہ نہ ہوتے تھے غرض اصحاب آنحضرت وہ پھل اور میوے کھاتے اور ان بہروں کے پانی پیتے اور شکر خدا بجاتے جب ان کے ضمیر کے کپڑے میلے ہو جاتے حضرت سے عرض کرتے حضور فرماتے محمدؐ اور آلِ طاہرہ پر درود بھیجو اور کپڑوں پر منگو اور ہاتھ پھیرو جیسے پہننے ہوتے ہو۔ تو سفید اور پاکیزہ ہو جائیں گے اور تمہارے دلوں سے غم اور کدورتیں اُبل ہو جائیں گی۔ وہ لوگ ایسا ہی کرتے اور ان کے کپڑے نئے اور پاکیزہ ہو جاتے اور ان کے بدنوں سے میل اور کثافت دُور ہو جاتی اور ان کے دل اندوہ و الم سے رہا ہو جاتے۔ وہ لوگ کہتے کہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ہم نے آپؐ پر اور آپؐ کی آل پر درود بھیجا تو کیونکر ہم اور ہمارے لباس بُرائیوں اور کثافتوں سے پاک ہو گئے حضرت فرماتے ہیں کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنا تمہارے دلوں کو کینہ اور صفاتِ ذمیرہ سے اور تمہارے بدنوں کو لگنا ہوں کے لوٹ سے اُس سے زیادہ پاک کر دیتا ہے جیسے تمہارے کپڑے صاف و پاک ہو جاتے ہیں۔ بلکہ تمہارے کپڑوں سے زیادہ تمہارے نام پر عمل کو لگنا ہوں سے صاف و پاک کر دیتا ہے اور نیکیوں سے زیادہ نوری کر دیتا ہے۔

سابقہ مشہور روایتوں میں مذکور ہے کہ چار سال اور ایک روایت کے مطابق تین سال اور فرماتے دو سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہمراہیوں پر اسی تکلیف و شدت میں گزرے اس کے بعد ختی سبحاء و تعالیٰ نے ان کے صحیفہ ملعونہ پر جسے کعبہ میں پوشیدہ کر رکھا تھا دیک مسطر کر دی جس نے سوائے خدا کے نام کے جو کچھ اُس کا غد میں تھا جاپاٹ ڈالا۔ جبریلؑ نے اس کی اطلاع آنحضرت کو پہنچی، حضرت نے ابوطالب سے کہا۔ حضرت ابوطالب نے یہ سن کر اپنے لباس پہنے اور مسجد الحرام کی جانب چلے۔ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے وہاں کا بکر قریش موجود تھے۔ ان لوگوں نے حضرت ابوطالب کو دیکھ کر آپس میں کہا کہ ابوطالب محمدؐ کی حمایت سے عاجز آ گئے اور اب اس لیے آئے ہیں کہ محمدؐ کو ہمارے سپرد کر دیں جب حضرت ان کے قریب پہنچے تو وہ لوگ تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ ہم سب گئے کہ آپ ہم سے اتحاد و صلح کرنے

جناب میں با عجزاً آنحضرت طرح طرح کی تعظیم کرتا ہوں۔ درود کی فضیلت

خدا کے ہندسے کو دیکھ لکھا جانا خوار قریش کا جام ہونا۔

نے اُن سے فرمایا کہ مجھ پر تمہارا یہ حال بہت تکلیف دہ ہے۔ جب تم اپنے مکانِ بہشت میں پہنچنا تو وہاں کے لوگوں کو میرا سلام کہہ دینا۔ جنابِ خدیجہؓ نے پوچھا وہاں کون لوگ ہیں؟ حضرت نے فرمایا وہ مریم بنتِ عمران، جنابِ موسیٰؑ کی بہن کلثومؓ اور فرعونؓ کی زوجہ آسیہؓ ہیں کہ یہ بہشت میں میری زوجہ ہوں گی۔ جو تمہارے ساتھ رہیں گی۔ جنابِ خدیجہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو۔ اور مشہور ہے کہ وفات کے وقت جنابِ خدیجہؓ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ حضرت نے ان کو جوں میں دفن کیا۔ پہلے ان کی قبر میں خود لیے پھر ان کو دفن کیا۔

گلفی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوطالبؓ کی وفات ہوئی جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب مکہ سے ہجرت کیجئے کیونکہ اب مکہ میں آپ کا کوئی ناصر و مددگار نہیں رہا۔ قریش نے آنحضرتؐ پر یورش کی اور آپ اُن سے علیحدہ ہو کر مکہ کی ایک پہاڑی پر چلے گئے جس کو جحون کہتے ہیں۔

عیاشی نے اُنہی حضرت سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے بعد تین سال تک مکہ میں کفار قریش سے پوشیدہ رہے اور ان کے ساتھ سوائے امیر المومنینؓ اور خدیجہؓ کے کوئی نہ تھا یہاں تک کہ خدا نے ان کو حکم دیا کہ اپنے دین کو ظاہر کریں اور مشرکین کی پروا نہ کریں۔ اُس وقت آنحضرتؐ قبائلِ عرب پر ظاہر ہو کر ان سے مدد کے طالب ہوئے۔ لیکن وہ کہتے تھے کہ تم جھوٹے ہو ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوطالبؓ کی وفات کے بعد آنحضرتؐ پر قریش کی سختیاں زیادہ ہونے لگیں تو آپ طائف کی طرف چلے گئے تاکہ ان کو دین حق کی دعوت دیں؛ وہاں قبیلہ ثقیف کے تین رئیسوں سے ملاقات ہوئی جو ایک دوسرے کے بھائی تھے یعنی عبد ربیع، حبیب اور سعود بن عمرو۔

حضرتؐ ان کو اسلام کی دعوت دی اور اپنی قوم کی ایذا رسانیوں کی اُن سے شکایت کی اور مدد کی خواہش فرمائی۔ ان لوگوں نے سختی سے جواب دیا اور اپنی قوم کو آنحضرتؐ کی اذیت پر اٹھارا اور وہ بد بختی آپ کے راستہ میں کھڑے ہو گئے۔ حضرتؐ جس طرف جاتے وہ آپ پر بھتر پھینکتے یہاں تک کہ آپ کے پائے اقدس زخمی ہو گئے اور خون جاری ہو گیا۔ آخر ایک بار میں ایک درخت کے نیچے آپ نے پناہ لی۔ وہاں آپ نے عقبہ اور شیبہ کو دیکھا۔ انکی عداوت سے چونکہ واقف تھے لہذا ان کو دیکھ کر اور رنجیدہ ہوئے۔ ان کا ایک غلام عداس اہل نینوا میں سے تھا۔ ان دونوں نے اس کو ایک طبق میں انگوڑے کے حضرتؐ کے پاس بھیجا۔ عداس حضرتؐ کی خدمت میں آیا تو اپنے اسے دریافت کیا کہ تم کس شہر کے رہتے والے ہو۔ عداس نے کہا شہر نینوا کا ہوں۔ آپ نے فرمایا خدا کے نیک بنوئے یونس بن مثنیٰ کے شہر کے ہو؛ پھر حضرت یونسؑ کا قصہ اُس سے بیان کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔

حضرتؐ کسی کو دعوتِ اسلام دینے میں ہتھ پر نہیں سمجھتے تھے بلکہ شریف، وضع، بندہ اور آزاد ہر ایک کو تبلیغ رسالت میں یکساں قرار دیتے تھے۔ چونکہ عداس عالم تھا اور سابقہ کتابیں پڑھے ہوتے تھا، حضرتؐ کے علم و کمال اور نیک خصلتوں سے آگاہ ہوا تو ایمان لایا اور حضرتؐ کے خون آلود پائے اقدس پر گر پڑا۔ حضرتؐ کے قدموں کو چومتا اور آنکھیں ملتا تھا۔ پھر اُن ملعونوں کے پاس واپس آیا تو وہ بولے کہ کس لیے تم کو

تو نے سجدہ کیا حالانکہ ہم تیرے آقا ہیں مگر تو نے ہم کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ اُس نے کہا ان کی عظمت و جلالت سے میں واقف ہوں۔ مجھ کو ان کی معرفت حاصل ہو گئی اپنے دل کو ان کی محبت سے لبریز پایا۔ وہ دونوں پہننے اور بولے اُس کے فریب میں مت آنا کیونکہ وہ جاؤ گے۔ اور ابنِ شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ طائف میں پہنچے دیکھا کہ وہ دونوں ملعون کُرسی پر بیٹھے ہیں۔ حضرتؐ کو دیکھ کر بولے وہ آپؐ ہیں اب ہمارے سامنے کھڑے رہیں گے۔ لیکن جب حضرتؐ نزدیک پہنچے اُن کی کُرسی تقسیم کے لیے جھکی اور وہ دونوں گر پڑے تو بولے کہ تمہارا اجداد اہل مکہ پر نہ چلا تو اب طائف میں آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ زید بن حارثہ کے ساتھ نبوت کے دسویں سال ماہِ شوال کے آخر میں طائف گئے۔ دس روز یا پچاس روز وہاں قیام کیا۔ پھر وہاں سے واپس مکہ کی جانب چلے تو راستہ میں انگوڑ کے ایک درخت کے نیچے ٹھہرے اور مناجات کی اللہم انی اشکو الیہک ضعف قوتی و قلہ حیلتي و هوانی علی الناس انت ارحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربی الی من تکلنی الی یعبد یتجھینی اوالی عدو ملئکته امری ان لحر یکن علی غضب فلا ابالی و لکن عافیتک ہی اوسع لی اعوذ بنور وجهک الذی اشرقت لہ الظلمات و صلح علیہ امر الدنیا و الاخرۃ ان ینزل بی غضبک او یحل علی سخطک لک العشی حتی ترخصہ ولا حول ولا قوۃ الا بک۔ یہ دُعا سختیوں کے دور کرنے میں مجرب ہے۔ جب آنحضرتؐ مکہ میں پہنچے خداوندِ عالم نے جنوں کا ایک گروہ حضرتؐ کے پاس بھیجا جو ایمان لایا۔ علی بن ابیہاشم نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ طائف سے واپس ہوتے تو عمرہ کے لیے احرام باندھا اور جاہل مکہ میں داخل ہوں قریش میں سے ایک شخص کو جو حضرتؐ پر پوشیدہ ایمان لایا تھا آپؐ نے اخنس بن شریک کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری امان میں مکہ اگر عمرہ کا طواف اور سعی کرنا چاہتے ہیں۔ اور خود زید کے ساتھ فارحانؓ میں پوشیدہ ہو گئے۔ جب اُس کے پاس یہ پیغام پہنچا اُس نے کہا کہ میں قریش میں سے نہیں ہوں بلکہ اُن کا خلیفہ ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ وہ میری امان قبول نہ کریں گے۔ اور یہ میرے لیے تنگ و عار کا سبب ہوگا۔ پھر حضرتؐ نے سہیل بن عمر کے پاس بھیجا اور اُس سے امان طلب کی اُس نے بھی منظور نہیں کیا۔ پھر مطعم بن عدی کے پاس بھیجا۔ مطعم نے کہلایا کہ میں نے آپؐ کو امان دی مکہ میں آئیے اور جو کام چاہتے کیجئے۔ اور اپنے لڑکوں اور دامادوں اور اپنے بھائی طعیہ کو مقرر کیا کہ اپنے اسلحے جسم پر آراستہ کرو۔ اور لوگوں سے کہا کہ میں نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان دی ہے کعبہ کے گرد گھومتے رہو اور ان کی حفاظت کرو تاکہ طواف اور سعی کریں۔ وہ لوگ دس اشخاص تھے جب آنحضرتؐ مکہ میں داخل ہوئے اہلِ ملعون نے کہا اے گروہ قریش اس وقت محمدؐ تنہا آئے ہیں اُن کے حامی و مددگار مر گئے اب جو جاہل ان کے ساتھ کرو۔ طعیہ نے اس کی یہ گفتگو سنی تو کہا خاموش میرے بھائی نے ان کو امان دی ہے۔ یہ سن کر اہلِ ملعون مطعم کے پاس آیا کہا کیا محمدؐ کے دین میں تم بھی داخل ہو گئے ہو؟ اُس نے کہا نہیں۔ مگر میں نے ان کو امان دی ہے۔ جب حضرتؐ طواف اور سعی سے فارغ ہوئے مطعم کے

نیز اور شیبہ کے عام کا سلام قبول کیا۔

سختیوں سے حیات کی دکان

آنحضرتؐ کا مطعم بن عدی کی امان میں طواف کعبہ جانا۔



پاس آئے اور فرمایا اسے ابو مہب تم نے مجھ کو امان دی اور مجھ پر احسان کیا اب میں تمہاری امان سے باہر ہوتا ہوں۔ اس نے کہا کیوں میری امان میں نہیں رہتے کہ قریش آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میں کسی مشرک کی امان میں ایک روز سے زیادہ نہیں رہنا چاہتا۔ یہ سنکر معظم نے مذاک کہ عسکد میری امان سے باہر ہو گئے ہیں حضرت ہر موسم میں قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے، اور ان کے گھروں پر جا کر تبلیغ فرماتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال عاشہ اور سودہ ربیعہ کی بیٹی کو آنحضرت اپنے عقد میں لائے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عید قیس جو قبیلہ خزرج سے تھے عمرہ رجب کے موسم میں مکہ آئے۔ اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے درمیان برسوں سے جدال و قتال کی آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ اسی درمیان میں بعثت کی لڑائی ان میں ہو چکی تھی۔ اوس و خزرج پر غالب آچکے تھے۔ وہ دونوں مکہ اس لیے آئے تھے کہ قریش کے ہم سوگند ہو کر ان کو اوس کے خلاف اپنا مددگار بنالیں۔ اسعد، عقبہ بن ربیعہ کا دوست تھا اسی کے گھر میں مقیم ہوا۔ اس سے کہا کہ ہمارے اور اوس کے درمیان بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ وہ ہم پر غالب آگئے ہیں ہم تم ان کے مقابلہ پر ہم سوگند ہو جائیں۔ عقبہ نے کہا تمہارا ملک ہمارے ملک سے دور ہے اور ہر دست ہم خود ایسے غفشار میں مبتلا ہیں کہ کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتے اس نے پوچھا وہ کیا ہے حالانکہ تم حرم خدا میں ہو اور وہ امن و امان کی جگہ ہے۔ عقبہ نے کہا ایک شخص ہم میں سے نبوت کا دعوے کرتا ہے اور ہماری عقلوں کو بھالت و حماقت سے نسبت قرار دیتا ہے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے جوانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اسعد نے پوچھا وہ تمہیں میں سے ہے یا غیروں میں سے۔ عقبہ نے کہا وہ ہم میں سے ہے بلکہ ہم میں سب سے بہتر ہے وہ عبدالمطلب کا فرزند ہے ہم میں سب سے زیادہ شریف، نجیب اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہے۔ چونکہ اوس و خزرج نے بنی قریظہ اور بنی النضیر اور بنی قینقاع کے یہودیوں سے جو ان کے درمیان تھے سنا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر مکہ میں ظاہر ہوگا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرے گا اور بہت سے عربوں کو اپنے دین میں شامل کرے گا۔ عقبہ سے یہ سنکر اسعد کے دل میں گزرا کہ یہ وہی پیغمبر ہوگا جس کا وہ یہودی تذکرہ کیا کرتے تھے۔ اس نے پوچھا وہ کہاں ہے۔ عقبہ نے کہا حجر اسماعیل میں بیٹھا ہے۔ وہ اور اس کے ساتھی دہ میں رہتے ہیں اور موسم حج دمرہ میں باہر آتے ہیں۔ اس کی باتیں مت سنا اور نہ اس سے گفتگو کرنا کیونکہ وہ جادو گر ہے، اور اپنی جادو بیانی سے لوگوں کو مسخر کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ بنی ہاشم شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ اسعد نے کہا میں تو عمرہ کی غرض سے آیا ہوں اور مجھے مسجد میں طواف کے لیے جانا ضروری ہے۔ عقبہ نے کہا اپنے کانوں میں روٹی بھر لینا تاکہ اس کی باتیں نہ سُنو۔ یہ سنکر اسعد نے اپنے کانوں میں روٹی بھری اور مسجد میں داخل ہوا۔ حضرت جذبہ بنی ہاشم کے ساتھ حجر اسماعیل میں بیٹھے تھے۔ وہ طواف میں مشغول ہوا۔ اور آنحضرت کی طرف سے گزرا۔ حضرت نے اس کی طرف نگاہ کی اور تبسم فرمایا۔ اس نے ایک مرتبہ طواف کیا دوسری مرتبہ اس کے دل میں گزرا کہ مجھ سے زیادہ جاہل کوئی نہ ہوگا۔ ایسا معاملہ

مکہ میں ہو رہا ہے اور میں اس کی حقیقت معلوم نہ کروں اور مدینہ واپس چلا جاؤں۔ یہ سوچ کر کانوں سے روٹی نکال پھینکی۔ پھر حضرت کے قریب آیا تو کہا نغمہ صبا تھا۔ یہی ان کا سلام تھا۔ حضور نے اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا خدا نے ہم کو اس سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے اور وہ اہل بہشت کا سلام ہے یعنی السلام علیکم۔ اسعد نے کہا ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟ آپ نے فرمایا خدا کی وحدانیت کی اور اپنی پیغمبری کی دعوت دیتا ہوں۔ اور یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اپنے مال باپ کے ساتھ نیکی کرو، اپنی اولاد کو فاقہ اور پریشانی کے خیال سے مت مار ڈالو، ظاہری اور باطنی گناہوں کو ترک کرو، کسی کو ناحق قتل مت کرو، یتیموں کا مال مت کھا جاؤ لیکن جس قدر مباح ہو جب تک کہ وہ حد بلوغ کو نہ پہنچیں۔ ناپ تول پوری پوری کرو، جب بات کرو انصاف اور حق سے کرو، کسی کی رعایت نہ کرو اگرچہ وہ تمہارے عزیز و رشتہ دار بھی ہو، خدا کے بند و پیمان کو پورا کرو۔ یہ باتیں ہیں جن کی خدا تم کو تعلیم دیتا ہے شائد تم نصیحت حاصل کرو۔ جب اسعد نے یہ کلام سنا اس کے دل میں نور ایمان جلوہ گر ہوا اور سعادت ازیں نے اس کو گھیر لیا اور وہ بول اٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ آپ پر میرے مال باپ خدا ہوں میں قبیلہ خزرج سے ہوں مدینہ کا رہنے والا ہوں ہمارے اور قبیلہ اوس کے درمیان عداوت و نزاع قائم ہے اگر خدا آپ کے سبب سے ہمارے اور ان کے درمیان میل و صلح کرا دے تو ہمارے نزدیک آپ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں ہو سکتا۔ میرے ساتھ میری قوم کے کچھ لوگ آئے ہیں اگر وہ بھی یہ پیغام قبول کر لیں تو امید ہے کہ خدا اچھے معاملہ کو آپ کے بارے میں مکمل کر دے گا۔ خدا کی قسم ہم آپ کے خیر خواہ پہلے ہی سے ہیں۔ ہم یہودیوں سے سنا کرتے تھے۔ وہ آپ کے آنے کی خوشخبری ہم کو دیا کرتے تھے اور آپ کی بعثت کی خبریں ہم کو سنایا کرتے تھے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا شہر آپ کی ہجرت کا مقام ہوگا کیونکہ یہودیوں نے ہم سے ایسا ہی بیان کیا ہے میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ خدا کی قسم میں اس لیے آیا تھا کہ قریش کو اپنا ہم سوگند بناؤں خدا نے ان سے بہتر مجھے ذریعہ عطا فرمایا۔ پھر ذکوان آیا۔ اسعد نے اس سے کہا یہ ہیں وہ پیغمبر یہودیوں نے جن کی بشارت دی تھی اور ان کے اوصاف سے ہم کو آگاہ کیا تھا۔ یہ سنکر وہ بھی ایمان لایا اور کہا یا رسول اللہ کسی کو ہمارے ساتھ بھیجے جو ہم کو قرآن کی تعلیم دے اور لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دے حضرت نے مصعب بن زہیر کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ وہ نوجوان آدمی تھے، ناز و نعمت سے پلے تھے ان کے باپ مال ان کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ وہ کبھی مکہ سے باہر نہیں گئے تھے۔ وہ جب سکمان ہو گئے تو ان کے والدین ان پر سختیاں کرنے لگے۔ پھر ان کو گھر سے نکال دیا تھا۔ وہ حضرت کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزین تھے ان کا حال بہت خراب ہو گیا تھا اور سختیاں برداشت کرنا ان کے لیے دشوار تھا۔ ان کو قرآن کی آیتیں اور احکام خدا بہت کچھ معلوم تھے۔ غرض اسعد و ذکوان اور مصعب مدینہ آئے اور اپنی قوم سے آنحضرت کا تذکرہ کیا اور حضرت کے اوصاف بیان کیے۔ وہاں ہر قبیلہ کے ایک ایک دو دو اشخاص مسلمان ہونے لگے مصعب اسعد کے گھر میں مقیم تھے ہر روز قبیلہ خزرج کی مجلسوں میں جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے

تھے اور ان کے جوان قبول کرتے رہے۔ عبد اللہ ابن ابی اُس وقت قبیلہ خزرج میں سب سے نمودار اور سربر آوردہ شخص تھا۔ اوس و خزرج دونوں نے سخاوت و شرافت کے باعث اتفاق کر لیا تھا کہ اس کو اپنا امیر بنالیں اور ایک تاج اُس کے لئے تیار کیا تھا ایک موتی کی تلاش تھی تاکہ اُس تاج میں ٹانگیں ساوس کے قبیلہ کے لوگ اس کی امارت پر اس لئے راضی ہو گئے تھے کہ وہ سخی اور نہایت شریف طبیعت تھا حالانکہ ان کے قبیلہ کا نہ تھا یا اس لئے کہ وہ بغاوت میں خزرج کے ساتھ شریک نہ ہوا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ اوس پر تمہارا ظلم ہے۔ جب اسعد مدینہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی خبر شائع ہوئی، عبد اللہ کی بادشاہی اور امارت خطرہ میں پڑ گئی اس سبب سے وہ اس کے خلاف کوشش کرنے لگا۔ اسعد نے مصعب سے کہا کہ میرے خالو سعد بن معاذ رسولائے اوس میں سے ہیں اور نہایت شریف و عاقل شخص ہیں اور عربوں عوف کا قبیلہ ان کا مطیع ہے۔ اگر وہ مسلمان ہو گئے تو ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ غرض مصعب اسعد کے ساتھ سعد بن معاذ کے محلہ میں آئے اور ایک کنوئیں پر بیٹھے۔ جوانوں کی ایک جماعت ان کے گرد جمع ہو گئی مصعب نے ان کو قرآن کی آیتیں سنائیں۔ جب یہ خبر سعد بن معاذ کو پہنچی اُس نے اسید ابن صیر سے کہا جو ان کے شرفا میں سے تھا کہ میں نے سنا ہے کہ اسعد اُس مرد قریشی کے ساتھ ہمارے محلہ ل آیا ہے اور ہمارے جوانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ اس حرکت سے باز رہے جب اسید ان کو دکھائی دیا تو اسعد نے مصعب سے کہا کہ یہ مرد شریف و بزرگ ہے اگر یہ ہمارا ساتھی ہو جائے پھر ہم کامیاب ہیں۔ اسید قریب آیا تو بولا تیرے خالو نے کہا ہے کہ ہماری مجلسوں میں مت آیا کر اور رے جوانوں کو گمراہ مت کر اور اپنے لئے اوس سے خوف کر مصعب نے کہا ذرا بیٹھو تو کہ میں اپنا معاملہ سے بیان کروں۔ اگر مناسب ہو مان لینا نہیں تو ہم تمہارے محلہ سے چلے جائیں گے۔ اسید بیٹھ گیا۔

مصعب نے قرآن کی ایک سورۃ ان کو سنائی جس سے ان کے دل میں ایمان کا نور جلوہ گر ہوا۔ اسید نے پوچھا تو اس میں دین میں داخل ہوتا ہے اُس کو کیا کرنا چاہیے؟ مصعب نے کہا پہلے وہ غسل کرتا ہے اور پاک کپڑے پہنتا ہے اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ یہ سنکر اسید کنوئیں، لباس پہنے ہوئے اُترا اور غسل کیا۔ پھر آیا اور اپنے کپڑوں کو پھڑا، اور کہا کلمہ شہادتین مجھے سکھاؤ۔ اُس نے لا اِلهَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ کا اقرار کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اسعد سے میں جاتا ہوں اور تمہارے خالو کو جس طرح ممکن ہوگا تدبیر و کوشش کر کے تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ اسید نیک اختر اُس سعد اگر کے پاس پہنچے سعد دُور سے دیکھتے ہی بولے کہ اسید کی وہ صورت معلوم ہوتی جو یہاں سے جاتے وقت تھی۔ غرض سعد کو اسید نے جس تدبیر سے ممکن ہوا اٹھایا اور مصعب پاس لائے۔ مصعب نے سورۃ حُجَّہ تَنْزِیْلٍ مِّنَ الْمَوْحِیْنِ التَّوْحِیْدِ دیکھا آیۃ سورۃ

عہد کی تلاوت کی اور پھر مصعب سورۃ کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو نور ایمان سعد سعادۃ مندی کی پیشانی چمکنے لگا۔ سعد نے کسی کو اپنے مکان بھیج کر دو لباس منگوائے اور غسل کر کے پہنا اور کلمہ شہادتین پر جاری کیا پھر دو رکعت نماز ادا کی اور مصعب کا ہاتھ پکڑ کے اپنے گھر لائے اور کہا علانیہ

تبلیغ دین کیجئے اور کسی کی پروا مت کیجئے۔ پھر سعد قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان آکر کھڑے ہوئے، اور بلند آواز سے ندا دی کہ اے فرزندانِ عمرو بن عوف تم میں سے ہر ایک مرد و زن باکرہ اور شوہر دار بولے اور جوان اور بچے میرے پاس آؤ کیونکہ آج کا وہ دن نہیں ہے کہ کوئی پردہ میں پوشیدہ رہے جب وہ سب جمع ہوئے تو کہا تم لوگ اپنے واسطے مجھ کو کیا سمجھتے ہو؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا آپ ہمارے بزرگ اور سردار ہیں آپ کا جو حکم ہو ہم سب اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور آپ کے کسی حکم سے انحراف نہیں کریں گے۔ آپ جو کچھ چاہتے ہیں بیان کیجئے۔ سعد نے کہا آج سے تم مردوں، عورتوں اور بچوں سے گفتگو کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک کہ تم اس امر کا اقرار نہ کرو کہ خدا واحد و یکتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھ کو ایمان کی نعمت سے سرفراز فرمایا یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی پیشین گوئی ہم سے یہودی کیا کرتے تھے۔ یہ سنکر وہ تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ غرض اسلام اوس و خزرج دونوں قبیلوں میں شائع اور رائج ہوا اور دونوں قبیلوں کے سردار و بزرگ مسلمان ہو گئے کیونکہ ان سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف یہودیوں سے سنے تھے۔ مصعب نے ان تمام حالات سے آنحضرت کو اطلاع دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جو مسلمان ہوئے تھے اجازت دے دی کہ جس کے اعزات تکلیف و آزار پہنچاتے ہوں وہ مدینہ چلے جائیں۔ پھر تو ایک ایک کر کے مسلمان مدینہ آتے رہے۔ اور جو شخص مدینہ آتا اوس و خزرج کے لوگ اس کو اپنے گھر لے جاتے اور اس کی خاطر مدارات میں کوئی کمی نہ کرتے۔ اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ نبوت کے گیارہویں سال شعب ابی طالب سے باہر آنے کے بعد قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں سے حضرت کی ملاقات ہوئی۔ وہ چھ اشخاص اسعد بن زدارہ، عون بن الحرث، رافع بن مالک، قطیبہ بن عامر، عقبہ بن عامر اور جابر بن عبد اللہ تھے۔ حضرت نے ان سے پوچھا تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم خزرج کے قبیلہ سے ہیں۔ فرمایا کچھ دیر بیٹھے نہیں کرتے کچھ باتیں کروں۔ وہ لوگ بیٹھ گئے۔ حضرت نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن کی آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ انہوں نے حضرت کے بیان کی سمجائی مشاہدہ کی تو آپس میں کہنے لگے یہ وہی پیغمبر ہے یہودی جن کی خبر دیتے رہتے تھے۔ لہذا ہم کو چاہیے کہ ہم سبقت کریں اور تمام قوموں سے پہلے ایمان لائیں۔ غرض وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور مدینہ واپس گئے؛ اور آنحضرت کا تذکرہ مدینہ میں ہونے لگا۔ نبوت کے بارہویں سال بارہ اشخاص انصار میں سے حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور عقبہ کے نزدیک بیعت کی۔ یہی بیعت عقبہ اولیٰ ہے۔ اس روایت کے مطابق اسی سال حضرت نے مصعب ابن عمیر کو ان کے ساتھ بھیجا تاکہ ان کو مسائل دین سکھائیں اور قرآن اور اسلام کی دعوت دیں۔ دوسرے موسم میں نبوت کے تیرہویں سال اوس و خزرج کے بہت سے لوگ مسلمانوں اور کافروں میں سے حضرت کی اطاعت کے لئے حاجیوں کے ساتھ مکہ آئے۔ حضرت نے ان کے پاس حاکم دریافت فرمایا کہ آیا میری حمایت کرو گے؟ میں خدا کی کتاب تمہارے سامنے پڑھتا ہوں۔ تم مسلمان ہو جاؤ تاکہ تم کو اس کے عوض بہشت میں جگہ ملے انہوں نے عرض کی بیشک یا رسول اللہ جو پیمان چاہیے اپنے اور خدا کے لئے ہم سے لیجئے۔ حضرت نے